مدیر: ذوالکفل

سہ ماہی

قندیل حق

لندن

QINDEEL-E-HAQ

A.R. Khan: +44-7886304637 E-Mail : ranarazzaq52@gmail.com

شمارہ: 22

اپریل، مئی، جون 2023



مسجد بیت الفتوح لندن کے نئے کمپلیکس کا ایک منظر

مجلس ادارت

نگران اعلیٰ : رانا عبدالرزاق خان۔لندن

مدیر : ذوالکفل اصغر بھٹی

ایڈیٹوریل بورڈ : رند ملک، جمیل احمد بٹ، ڈاکٹر سرافتخار احمد ایاز، ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر، انجینئر محمود مجیب اصغر، محمد کولمبس خان، خواجہ محمد افضل بٹ، نجم الثاقب کاشغری، شہزادہ قمر الدین مبشر۔

فہرست



اداریہ۔احکام خلافت کی اطاعت کریں



رانا عبدالرزاق خان۔لندن

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے صحت اور تندرستی سے نوازا ہے۔کہ اب تک اطاعت خلافت کے سایہ میں ہم بقدر استعداد، رسالہ ''قندیل حق'' کو شائع کرتے چلے آرہے ہیں۔اور میرے سب ساتھی بھی اپنا اپنا حصہ بقدر ہمت ڈال رہے ہیں۔اس میگزین کو ساڑھے پانچ سال ہونے کو ہیں۔اس پر ہم سب احباب کے شکر گزار ہیں۔مزید دعا گو ہیں کہ یہ قافلہ یوں سوئے منزل رواں دواں رہے۔یہاں تک کہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو جائے۔آمین۔

یہ قافلہ احمدیت ایک صد چونتیس سال سے بحکم ایزدی رواں دواں ہے۔لاکھوں رکاوٹیں بھی اس نوری قافلے کی راہ میں کوئی روک ڈالنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔حتیٰ کہ حکومتیں بھی ناکام ہوئیں۔اسلام کا یہ قافلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔اور اب تو خدائی وعدے کے مطابق اس کی نوری شاخیں زمین کے کناروں تک رسائی حاصل کر چکی ہیں۔وہ لوگ انگشتِ بدنداں ہیں جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے درپے تھے۔ایک سو سے زائد زبانوں میں اسلام کا اور قرآن کا پیغام دہریہ لوگوں تک پہنچایا گیا۔ان زمینوں میں اس اسلامی پیغام سے جو زلزلے آئے ہیں اس کی وحشت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ دشمن اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔بورکینا فاسو کے شہداء نے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کردی۔اور بنگلہ دیش کے نومبائع بھی نمبر لے گئے۔

پاکستان تو قربانیوں میں سرِ فہرست تھا ہی مگر باقی ممالک کے احمدی مجاہد بھی بازی لے گئے۔گویا کہ خلافت کی برکت اور راہنمائی نے احمدیوں کے ایمان کو ہمیشہ جلا بخشی۔احمدی جہاں کہیں بھی ہے دین کو دنیا سے مقدم رکھتا ہے۔اپنی جان و مال کو ایمان پر ترجیح نہیں دیتا۔احمدی شہداء کی قربانیوں کی مثالیں آپ ہر ملک اور ہر جگہ دیکھیں گے۔۲۰۱۰ کے لاہور کی مساجد پر دہشت گردوں کے حملے ہوں۔بورکینا فاسو کے نمازیوں کی شہادت ہو، یا بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ پر حملہ اور آتش زنی ہو۔احمدی مومنین سینہ سپر کھڑے ہیں۔اور ان یزیدانِ وقت کے ہتھکنڈوں کے جواب دے رہے ہیں۔یقیناً سچ کی فتح ہوتی ہے اور باطل بھاگ جاتا ہے۔فراعین اور یزید ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں۔ہمارے دشمن کے پاس نہ دلائل ہیں اور نہ سچائی ہے۔یہ ہمیشہ ناکام ونامراد رہیں گے۔خدا یقیناً غارت کرے گا۔

میرے دوستو! ثابت قدم رہیں۔خلافت کے سلطان نصیر بنیں۔اور امام وقت کا ساتھ دیتے ہوئے یقین محکم کے ساتھ اطاعت کا جوا اپنے سر پر لیں اور اپنے رب کو راضی کرلیں۔احمدیت کی جلد فتح ہو۔خدا ہمارے اور آپ سب سے راضی رہے۔آمین۔



لباس کی مثال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں (ادارہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ نے یہاں لباس کی مثال دی ہے کہ لباس کی دو خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ لباس تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زینت کے طور پر ہے۔ کمزوریوں کے ڈھانکنے میں جسمانی نقائص اور کمزوریاں بھی ہیں، بعض لوگوں کے ایسے لباس ہوتے ہیں جس سے ان کے بعض نقص چھپ جاتے ہیں۔ موسموں کی شدت کی وجہ سے جو انسان پر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان سے بچاؤ بھی ہے اور پھر خوبصورت لباس اور اچھا لباس انسان کی شخصیت بھی اجاگر کرتا ہے۔ لیکن آج کل ان ملکوں میں خاص طور پر اس ملک میں بھی عموماً تو سارے یورپ میں ہی ہے لباس کے فیشن کو ان لوگوں نے اتنا بیہودہ اور لغو کر دیا ہے خاص طور پر عورتوں کے لباس کو کہ اس کے ذریعہ اپنا ننگ لوگوں پر ظاہر کرنا زینت سمجھا جاتا ہے اور گرمیوں میں تو یہ لباس بالکل ہی ننگا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس کے یہ دو مقاصد ہیں ان کو پورا کرو اور پھر تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دے کر توجہ دلائی، اس طرف توجہ پھیری کہ ظاہری لباس تو ان دو مقاصد کے لئے ہیں۔ لیکن تقویٰ سے دور چلے جانے کی وجہ سے یہ مقصد بھی تم پورے نہیں کرتے اس لئے دنیاوی لباسوں کو اس لباس سے مشروط ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہاں لفظ رِیْش استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں پرندوں کے پَر جنہوں نے انہیں ڈھانک کر خوبصورت بنایا ہوتا ہے۔ وہی پرندہ جو اپنے اوپر پروں کے ساتھ خوبصورت لگ رہا ہوتا ہے اس کے پَر نوچ دیں یا کسی بیماری کی وجہ سے وہ پَر جھڑ جائیں تو وہ پرندہ انتہائی کراہت انگیز لگتا ہے۔

......پس مَیں نے مختصراً یہ ذکر کیا ہے اس عہد کا جو تقویٰ کی شرط ہے اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے ضروری ہے اور اس عہد کی تکمیل کرتے ہوئے جب ہم عبادت کے لئے مسجدوں میں جائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے۔ کہ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورۃ الاعراف: 32) کہ اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت کے یعنی لباس تقویٰ کے ساتھ جایا کرو۔ اپنی زینت سے مراد تو یہی لباس تقویٰ ہے، جیسا کہ مَیں نے ترجمہ میں پڑھا ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ اکتوبر 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)



مسلمان کسے کہتے ہیں؟

شہزادہ قمر الدین مبشر گلاسگو (سکاٹ لینڈ)



مسلمان کے بنیادی اور لغوی معنی ہی یہ ہیں کہ مومن اور مسلمان سلامتی کا شہزدہ اور امن کا ضامن، سلامتی کی ضمانت دینے والا امن عالم کا ضامن ہوتا ہے۔جس طرح آم، سیب یا انگور کے پودے کو کانٹے نہیں لگ سکتے اور کیکر یا نیم کے درخت میں آم، سیب یا انگور نہیں لگ سکتے۔اس طرح اور ٹھیک اسی طرح مسلمان فسادی نہیں ہوسکتا اور فسادی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

مسلم اور اسلام کا مادہ ہے۔س ل م اس مادہ کے کئی بنیادی معنی ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب تاج العروس کی رو سے اس کے ایک معنی ہیں۔1۔ ہر قسم کے خطرے، حادثے اور آفت و مصیبت سے محفوظ رہنا امن و عافیت سے رہنا۔اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں جو صفاتی نام آئے ہیں۔ان میں سے ایک السلام بھی ہے۔صاحب تاج العروس نے لکھا ہے کہ اس کے معنی ہیں۔جس سے دوسری چیز میں سلامتی امن اور آشتی حاصل کریں۔خدا کا نام سلام اس لئے ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو اور اپنے نظام کو حفاظت و امن میں رکھا ہے اور انہیں انتشار اور گڑبڑ سے بچاتا ہے۔قرآن وحدیث میں بھی مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ وہ اللہ کا اس کی صفات کا رنگ اور اللہ کے اخلاق پیدا کریں۔محبوب کبریا محمد مصطفی شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء کی تعلیم اور سنت کی پیرائی میں ہر مسلمان اپنی نمازوں میں جب دائیں بائیں سلام پھیرتا ہے تو کہتا ہے۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نماز کے اندر التحیات میں وہ اپنے لئے اور اللہ کے نیک بندوں کے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہے جب تک وہ اپنے دائیں بائیں والوں کو قریب اور دور والوں کو واقفوں اور ناواقفوں شہریوں اور دیہاتیوں کو شرقیوں اور غربیوں کو اللہ کی ساری مخلوق کو سلامتی وامن کی دعا نہ دے تو اس کی نماز مکمل نہیں ہوتی۔وہ دنیا کے لئے سلامتی و امن کی دعا اور اعلان کے بعد بارگاہ رب العزت سے باہر آتا ہے۔اس اعلان کے ساتھ کہ وہ مسلمان ہے، مومن ہے، پیار محبت صلح کے شیریں میٹھے جام دنیا میں تقسیم کرنے والا۔دنیا اس کے ہاتھ اور زبان سے امن میں ہے اور اس پر لوگ اپنی عزت، جان اور مال کے معاملہ میں بھروسہ کر سکتے ہیں۔عرب کہتے ہیں۔سلم من الافۃ سلامۃ وہ آفت سے محفوظ رہا۔اسی طرح جب یہ کہتا ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسے آفت و مصیبت سے محفوظ رکھا۔تو کہتے ہیں۔

سلمہ اللہ تسلیما

غرض اسلام و مسلم کے الفاظ کو کسی زاویہ سے دیکھیں سلامتی امن کی روشنی اور عافیت کی خوشبو ہر سو دکھائی دیتی اور محسوس ہوتی ہے۔

2اسلم کے دوسرے بنیادی معنی ہیں۔امن اور صلح صفائی سے رہنے والا۔لہذا مسلمان کے دوسرے معنی ہوئے خود بھی امن وسلامتی قائم کرنے والا۔السلام کہتے ہی صلح کو ہیں۔رسول امن جب کسی کافر بادشاہ کو تبلیغی خط لکھتے تو اس میں حضور کا یہ ارشاد درج ہوتا۔اسلم تسلم ،تو مسلمان ہو جا امن میں آجائے گا۔تیری دنیا بھی تیری آخرت بھی تیرا دن بھی تیری رات بھی تیری جوانی بھی تیرا بڑھاپا بھی۔تیرا جسم بھی تیری جان بھی تیرا ضمیر بھی تیری روح بھی امن میں آجائیں گے۔ایمان و اسلام تجھے ہر آفت سے محفوظ کردیں گے۔تو ہر قسم کے اندرونی و بیرونی امن میں آجائے گا۔

اس لفظ کے تیسرے بنیادی معنی مکمل ہم آہنگی کے ہیں۔جب گھوڑے قدم سے قدم ملا کر ایک ساتھ چلتے ہیں تو عربی میں کہتے ہیں۔سالمت الخیل یعنی مکمل ہم آہنگی کے ساتھ گھوڑے کا چلنا۔کوئی گھوڑا ایسی حرکت نہ کرے جس سے دوسرا گھوڑا سہم یا ڈر جائے یا غصہ میں آجائے اسلامی معاشرے میں اہل ایمان رحماء بینھم کے مصداق ہوتے ہیں سورہ فتح۔رسول اکرم فرماتے ہیں سارے مومن ایک جسم کی طرح ہوتے ہیں اگر جسم کے کسی حصہ میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

اور بے چین ہوتا ہے۔ دوسرے کے جذبات مجروح کرنا کسی کا حق دبانا۔ اپنے کلمہ گو بھائی کی جان مال وعزت کا برا چاہنا۔ ایمان کی حقیقت کے خلاف اور مومن کی شان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

یو ئثرون الناس علیٰ انفسهم کہ تنگی ترشی کے باوجود مومن دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے۔

ایک جنگ کے موقع پر کتنے ہی زخمی جان بلب مجاہد پیاسے شہید ہو گئے مگر پانی کے پیالے کو منہ نہ لگایا بلکہ اپنے دوسرے زخمی بھائیوں کی طرف بھجواتے رہے۔

آخری سانسوں تک وہ ایثار وقربانی کے مجسمے بنے رہے۔ بزم یاران ریشم کی طرح نرم شہد کی مانند میٹھا اور ماں جائے بہن بھائی کے بے لوث پیار کی تصویر ہوتا ہے۔ لہذا حج یا کسی اور موقع پر یہ اعلان کرنا کہ "تمام پاکستانی اس موقع پر مکمل فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھیں گے۔" ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے۔

"بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلے برف کی مانند ٹھنڈے ہیں۔"

فرقہ واریت، بذات خود، انتشار، اختلال، اختلاف کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسلام میں فرقوں کا تصور ہی نہیں ہے۔ فرقہ بندی کو اسلام نے شرک قرار دیا ہے۔ (سورہ الروم، سورہ مومنون)

اور شرک اسلام وایمان کی ضد ہے۔

سلم کے ایک بنیادی معنی ہیں کہ وہ ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک صاف ہو گیا۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کو جس گائے کی قربانی کا حکم بارگاہ خداوندی سے دیا گیا اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کی خصوصیت یہ ہے۔ مسلمة لا شیة فیها

2/71 یعنی وہ ہر قسم کے جسمانی عیب سے پاک صاف اور منزہ ہے۔ بے داغ ہے بالکل صحیح سالم اور ٹھیک ٹھاک ہے۔

جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ شرک و بدعت و بد عملی وفتنہ فساد کے معاملہ میں بے داغ و بے عیب ہو جاتا ہے۔ تب اس پر آسمانی برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اسلام سے قبل عرب پانچ وقت شراب پیتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد شراب کی لعنت سے بچ گئے۔ اس کی بجائے پانچ وقت کی نماز اور تہجد کی نماز پڑھنے لگے

کہیں پانی پلانے پہ جھگڑا کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

اسلم لکم الطریق وہ راستے کے درمیان میں چلا دائیں بائیں اور ادھر اُدھر نہ بھٹکا۔ لہذا مسلمان انتہا پسند کی بجائے میانہ روی۔ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں۔

اے مومن، اے مسلم، اے خدا کے بندے، اے رسول امن کی امت، اللہ تجھ پر رحم کرے، تیرا رسول گالیاں سن کر دعائیں دیتا تھا اور تو؟

گالیاں سُن کر دعا دو، پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار (درثمین)

کیا تو دعا سن کر گالی دیتا ہے؟ یا گالی سن کر گالی دیتا ہے؟ یا دوسرے فرقے کی کتابوں سے ایسے فقرے اور متشابہات تلاش کرتا ہے جسے رسول کی توہین قرار دے کر اپنے بھائی کو۔ رسول کا کلمہ پڑھنے والے کو۔ رسول رحمت پر درود پڑھنے والے کو گستاخ رسول قرار دے کر اسے سولی پہ لٹکا سکے۔ جب رسول کے امتی کو گستاخ رسول کہہ دیا تو پھر اسے سولی پر چڑھانے کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ تیرے رسول کا صاف ارشاد ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا گویا اس کو قتل کرنا ہے۔ رسول کا کلمہ پڑھنے والے اس پر درود بھیجنے والے اس کی آن پر ہر لحمہ مر مٹنے کے لیے تیار رہنے والے کو گستاخ رسول کہنا اسے ہزار بار پھانسی دینے سے زیادہ تکلیف دہ نہیں ہے؟

کاش تو اس بات کو سمجھ سکے کہ یہ فرقہ بندی، نفرت باہمی جھگڑے اور نزاع شیطان کی باریک چال ہے۔ یہ رسول کی امت اور رسول کے لائے ہوئے دین اسلام کے مکار دشمن کا بچھایا ہوا جال اور دشمن حق کا لگایا ہوا پھندا ہے تاکہ تو اپنے ہی بھائی کے ساتھ دست وگریباں ہو جائے، شیعہ سنی، دیوبندی، بریلوی مقلد غیر مقلد، حاضر غائب نوری بشری کے جھگڑوں میں تجھے الجھا کر تجھے، تیرے دین کو تیرے وطن عزیز پاکستان کو کمزور کر سکے۔

اے میرے پیارے تجھے خدا کی رحمت اور رسول کی شفاعت حاصل ہو۔ اب تو سمجھ چکا ہے کہ اسلام ومسلم کے بنیادی معنی کیا ہیں اور اسلام دنیا

میں کس طرح کا پرامن حسین، پیارا جنتی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسلام کی برکت سے ایسی سوسائٹی قائم کرنا مقصود ہے۔ جو ہر قسم کے خطرے، آفت فتنے تخریب کاری، سمگلنگ، ہیروئن چرس ہتھوڑا گروپ آتش زنی لوٹ مار ورشوت ستانی بے انصافی ظلم سے محفوظ ہو اور اس کا ہر فرد امن و عافیت وخوشحالی کی جنت اور پیار ومحبت کے بہشت میں رہتا ہو۔ ایسے ہی دل ودماغ وضمیر کے مالک دنیا میں امن پسندی پھیلا سکتے ہیں۔ جو چیز برتن میں ہوتی ہے۔ وہی باہر آتی ہے۔ جب مسلمان کا اپنا دامن پیار و محبت صلح وصفائی کے پھولوں سے بھرا ہوگا۔ تو پھر وہ یورپ وایشیاء امریکا، افریقہ۔ ساری دنیا کو امن وسلامتی کے رنگا رنگ دلکش وحسین، خوشبودار و خوش رنگ گلدستے پیش کرے گا۔ وہ اپنے رسول کی پیروی میں دنیا کو اپنے رسول رحمت کے دامن عافیت وبرکت سے وابستہ کرنے کے لئے بلائے گا اور کہے گا۔

اسلم تسلم تو مسلمان ہو جا امن میں آجائے گا۔ ایسے اسلامی معاشرہ میں مکمل احترام آدمیت اور شرف انسانیت کا اصول کام کر رہا ہوگا۔ اس کے افراد میں مکمل ہم آہنگی اور اپنائیت ہوگی۔ ہر فرد اپنے حق سے زیادہ اپنے بھائی کے حق کی حفاظت کی نظر میں لگا ہوگا۔ کہیں بھی نفس پرستی کے باعث باہمی مفادات میں ٹکراؤ اور تصادم نہ ہوگا۔ خود بھوکا رہے گا۔ اپنے بھائی کو کھلائے گا۔ خود نیچے بیٹھے گا اپنے بھائی کو چارپائی پہ بٹھائے گا۔ کیوں کہ سلم اور اسلام کے ایک معنی اطاعت، سپردگی، جھک جانا، تواضع اور انکساری کے بھی ہیں۔

لفظ ''مسلم'' کی آئینی تعریف بھی ہونی چاہیئے۔ جبکہ رائے دہندوں کو مسلم اور غیر مسلم کے خانوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جب کہ فقط مسلمان کی تعریف ضرور ہونی چاہیئے مگر اس کی تعریف علماء کرام ہی فرمائیں گے تو ہوگی اس کے صرف دو ہی طریقے ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ جس فرقہ کو اسلام سے خارج کرنا یا اسے کافر قرار دینا ہو۔ اسے پہلے ذہن میں محفوظ رکھیں اور پھر مسلمان کی کوئی ایسی تعریف نکالیں جس میں صرف وہی فرقے داخل ہو سکیں جن کو تعریف کرنے والے داخل کرنا چاہیں۔ مگر یہ طریقہ تیار کرنے والے علما کو بڑا تکلف کرنا ہوگا۔ پہلے سے مسلمان کی تعریف کے بغیر یہ فیصلہ کر لینا کہ فلاں فرقہ اسلام سے خارج ہے اور پھر اپنی خواہش کو پورا کرنے کیلئے کتاب وسنت کے ساتھ زور آزمائی کرنا بڑی محنت اور ساتھ ہی بڑی بددیانتی چاہتا ہے۔ اگر ہر فرقہ نے دوسرے فرقہ کو اسلام سے نکالنے کیلئے لفظ ''مسلمان'' کی کوئی من مانی تعریف کی تو کسی ایک تعریف پر بھی اتفاق نہ ہو سکے گا اور نتیجہ میں کوئی فرقہ بھی مسلمان ثابت نہ ہوگا لیجئے میدان صاف ہے اور لفظ ''مسلمان'' کی تعریف معلق، روز روز کے جھگڑوں سے نجات اور مسلمان در گور و مسلمانی در کتاب۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کے الفاظ میں پہلے سے فیصلہ کے بغیر ایمانداری سے مسلمان کی تعریف تلاش کر لی جائے نہ تو ذہن میں یہ ہو کہ فلاں فرقہ کو ضرور مسلمان ثابت کرنا ہے نہ یہ کہ فلاں فرقہ کو اسلام سے نکالنا ہے۔ کتاب اللہ اور اقوال پیغمبر سے انہی کے الفاظ میں مسلمان کی تعریف اخذ کر لی جائے اور اس بات کی بالکل پروانہ کی جائے کہ اس کی رو سے کون مسلمان اور کون کافر قرار پاتا ہے جو فرقہ بھی اس تعریف میں آتا ہے اسے آنے دو اور جو اس سے نکلتا ہوا سے نکل جانے دو نہ تو کسی کو زبردستی داخل کرو اور نہ زبردستی نکالو۔ اگر کوئی تعریف سب کو اسلام کی آغوش میں لیتی ہے تو سب اسے گلے لگاؤ اور اسے دھکے دینے کی کوشش نہ کرو۔

کتاب وسنت میں لفظ مسلم کی کوئی متفق علیہ تعریف موجود ہے؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ علمائے کرام نے کتاب وسنت کا گہرا مطالعہ اور اس کا منشا معلوم کر کے ایک عقیدہ مقرر کیا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس عقیدہ کو سچے دل سے مانتا ہے وہ مسلمان ہے خواہ اس کا تعلق کسی فرقہ سے ہو وہ عقیدہ یہ ہے۔ ''میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اس بات پر کہ خیر وشر کا وہی مالک ہے اور اس پر کہ مرنے کے بعد جینا برحق ہے۔ ایمان لاتا ہوں۔'' اگر یہی عقیدہ ایک مسلم کی کسوٹی ہے تو ہر فرقہ سے پوچھو کہ وہ اس عقیدہ کی تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں اگر ایمان رکھتا ہے تو اسے مسلمان کہو اور تفصیلات کو علام الغیوب کے حوالے کرو۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ پھر ایسے فرقہ کو اسلام سے خارج کر دے اور اس عقیدے کو بے نتیجہ اور بے اثر بنائے۔ اگر اس استدلالی اور استنباطی عقیدہ سے کام نہیں چل سکتا تو پھر کتاب اللہ

سے کتاب اللہ کے الفاظ میں پوچھو اور قرآن کریم سے لفظ ''مسلم'' کی تعریف نکالو۔ قرآن ہر زمانہ میں بولنے والی کتاب ہے نا ممکن ہے کہ ضرورت کے وقت وہ ہمیں لفظ ''مسلم'' کی تعریف سے آگاہ نہ کرے اور ہمیں مسلمان کی تعریف نہ بتا پائے ہم نے جب اس مقصد کیلئے قرآن حکیم سے پوچھا تو اس نے بتایا ترجمہ۔ اور مومن وہ ہیں کہ ذکر اللہ کے وقت ان کے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے اور جب آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور خدا کے بخشے ہوئے رزق کو خرچ کرتے ہیں یہی لوگ ہیں سچے ایمان والے (سورۃ۔الانفال)

سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ اگر وہ تمہاری بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ یہ قرآن خدا کے علم کے مطابق اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی محبوب پس کیا تم مسلمان ہو۔ (سورۃ ہود رکوع 2)

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ:

اور ہم نے حواریوں کو وحی کی وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (المائدہ رکوع 15) اس کے بعد سورہ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: کہہ دو کہ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے پس کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟ (الانبیاء رکوع 3) اس کے بعد اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے ترجمہ: اگر وہ تائب ہو کر نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں (توبہ رکوع 2)

اس کے علاوہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: پس تم اللہ اور اس کے نبی امی کی رسالت پر ایمان لاؤ جو خود بھی اللہ اور اُس کے کلمات پر ایمان لایا۔ اور تم اُس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ اب آپ کسی لفظ یا آیت سے لفظ مسلم کی تعریف اخذ کریں یا تمام آیات کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالیں خلاصہ یہی ہے کہ جو شخص خدا کی توحید اور صاحب قرآن کی رسالت کا قائل ہے۔ نماز قائم کرتا اور اور کوۃ ادا کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ سچا مسلمان ہے سچا مسلمان کا بھائی ہدایت یافتہ ہے۔

قرآن کے بعد صاحب قرآن کی طرف آیئے اور دیکھئے کہ آنحضرت ﷺ نے کس کو مسلم قرار دیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی ملاقات پر، اس کے رسولوں پر، دوسری زندگی پر، یقین کر۔ فرشتے نے پوچھا اور اسلام؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو۔ زکوۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ (بخاری کتاب الایمان)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں نماز کا قیام زکوۃ کی ادائیگی۔ بیت اللہ کا حج رمضان کے روزے۔ جس شخص نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو قبلہ مانا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) مسلم کی تعریف میں خدا نے جو کچھ بتایا ہے کیا صاحب قرآن نے کوئی دوسری راہ اختیار کی؟ ایمان کی تعریف میں اور مسلم کی تعریف میں اسلام کی بنیادیں کیا ہیں؟ اس کا اجمال قرآن میں اور تفصیل صاحب قرآن کے فرمان میں ہے۔ پس جو فرقہ ایمان و اسلام کی ان باتوں کا مانتا ہے وہ سچا مسلمان اور پکا ایمان دار ہے کسی کو حق نہیں کہ کچھ اپنی طرف سے بڑھا کر کسی کو اسلام سے خارج کرے اور کتاب اللہ اور ارشادات رسول سے تجاوز کر کے صرف اپنے اسلام کا ڈھنڈورا پیٹے۔ البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ آیات اور احادیث مسلم کی تعریف میں کارآمد نہیں ہو سکتیں کچھ اور آیات اور احادیث مسلم کی تعریف میں قول و فعل کا حکم رکھتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ آیات اور احادیث پیش کرو اور ان میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملاؤ مطلب یہ ہے کہ اسلام سے اس فرقہ کو خارج کرو۔ جسے کتاب اللہ اور اقوال رسول اللہ خارج کریں اور ان فرقوں کو مسلمان سمجھو جن کا خدا اور رسول مسلمان قرار دیں۔ ایک حرف کی کمی پیشی نہ کرو الفاظ اور ان کا صحیح مفہوم جوں کا توں رہنے دو اور پھر دیکھو کہ اسلام میں کون داخل ہوتا اور اس سے کون خارج ہوتا ہے۔

اسلام اور ایمان کے مقابلہ میں کفر اور انکار ہے جو مسلمان نہیں وہ نہ مسلمان ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان کون ہے اور اس کیلئے کن باتوں کا ماننا ضروری ہے پس جس شخص کو ان باتوں سے انکار ہے وہ نہ مسلمان ہے۔ یہ بات اتنی واضح ہے جس پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں رہتی

تاہم وضاحت کے لئے یہ کہنا شاید مناسب نہ ہوگا کہ کفر کی بنیاد انکار و تکذیب ہے (تاویل قبول و تسلیم ہی کی ایک شکل ہے۔حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔عربی سے ترجمہ: میری نصیحت یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اہل قبلہ کی تکفیر سے اپنی زبان کو روکو جب تک کہ وہ (کلمہ) کے قائل رہیں اور اس کے خلاف نہ کریں اور خلاف یہ کہ آنحضرت کو کسی عذر یا بغیر عذر کے کاذب قرار دیں کیونکہ کسی کو کافر کہنے میں بڑے خطرات ہیں اور سکوت میں کوئی خطرہ نہیں۔(حوالہ التفر قہ بین الاسلام والزندقہ 56) چونکہ حضرت امام غزالی نے مسئلہ تکفیر کی گہری ریسرچ کی ہے اور کتاب التفر قہ اسی موضوع پر لکھی ہے اس لئے انہوں نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ مسلمانوں کے فرقے میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں تو اس کیلئے انکار و تکذیب ہی کا حربہ استعمال کرتے ہیں مگر جب تک قائل خود انکار نہ کردے اور اپنی طرف سے تکذیب کا یقین نہ دلائے اسے کذب و کفر قرار نہیں دیا جا سکتا۔یہ سطور خاص طور پر ان پاکستانی علما کے لئے لکھی گئی ہیں جو کہ مسلم کی تعریف کے سلسلے میں خود ساختہ مسلم کی تعریف کر کے عوام میں غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے فرقے کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے رہتے میں اگر چہ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ وہ تعریف بھی اپنی من مانی کرتے ہیں کہ جن کو وہ مسلمان کہنا نہیں چاہتے وہ مسلمان ثابت نہ ہوں اس الجھن کو دور کرنے کیلئے قرآن حدیث کے حوالے سے یہ نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ان دلائل اور حوالہ جات سے اتفاق کرنا یہ نہ کرنا علما کرام یا ہر صاحب بصیرت کی مرضی پر منحصر ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اتحاد بین المسلمین توفیق عطا فرمائے لیکن اتحاد بین المسلمین،اس وقت ممکن ہوگا جب تمام علما اور اکابر سخت کلامی کا طریق چھوڑ دیں گے مسلمانوں کے دیگر مختلف فرقوں اور جماعتوں کے علما سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف بدزبانی نہ کریں اور نہ سخت کلامی سے پیش آئیں۔آنحضرت کے ارشاد کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے سب دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

۞۞۞۞۞۞۞

شاہراہ غلبہ اسلام ہے

مکرم سید ادریس احمد صاحب عاجز، عظیم آبادی

شاہراہ غلبہ اسلام ہے
دین حق کو عز و استحکام ہے
آں خدائے قادر و رب یگاں
خود خلیفہ ہے بناتا بے گماں
ہے کہاں اس میں کوئی جائے سخن
صاف ہے قرآن میں اِنِّي جَاعِل
رحمت باری کا اس پر ہے نزول
جو خلافت کو کرے دل سے قبول
مومنان نیک دل تقوی شعار
کرتے ہیں راہِ اطاعت اختیار
کامرانی ہے اطاعت میں نہاں
بے اطاعت نیکیاں بھی رائیگاں
مردمان کم نگاہ و بے شعور
رکھتے ہیں امر خلافت سے نفور
جو خلافت سے ہوا ہے سر گراں
اس کا دشمن ہے خداوند یگاں
مومنوں پر اب یہی لازم ہوا
جان و دل سے ہوں خلافت پر فدا

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞
۞۞۞۞۞۞۞
۞۞۞۞۞



روزہ کی برکات

خواجہ محمد افضل بٹ USA



روزہ کی حقیقت

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''روزہ اتنا ہی نہیں کہ انسان اس میں بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ............پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے؟

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ برکتوں والا مہینہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس نیکی کو بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں اور بجالاتے رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر اس برائی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کو چھوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بلکہ بعض جائز چیزوں کو بھی ایک خاص وقت کے لئے اس لئے چھوڑ رہے ہوتے ہیں (مقصد صیام)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔(بخاری کتاب الصوم۔ باب فضل من قام رمضان جلد 1 صفحہ 260 مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اسکے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔(کیونکہ ایک روزے کا دس گُنا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح چھتیس روزوں کا تین سو ساٹھ گُنا ثواب ملے گا)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ يَقُوْلُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ (ترمذی ابواب الصوم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا ربّ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گُنا سے لے کر سات سو گُنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا۔ یا میں خود اس کا بدلہ ہُوں گا اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

تشریح:۔قرآن شریف میں روزہ کی برکات کا تذکرہ
وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرہ۔185)
کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو تمہارا روزے رکھنا تمھارے لئے بہتر ہے۔روزہ اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے ایک منفرد عبادت ہے۔حضرت ابوامامہؓ نے ایک دفعہ حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمائیے۔آپؐ نے فرمایا۔روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔(نسائی)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر عبادت کی کوئی ظاہری شکل ہے جس سے اس کا پتہ چل جاتا ہے مگر روزہ کا تعلق صرف دل کی نیت سے ہے جسے خُدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔جس میں ریاء کا شائبہ تک نہیں۔اور یہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوسری تمام عبادتوں اور نیکیوں کو جمع کرنے والی ہے۔گویا جامع الخیرات ہے۔پھر روزہ کی حالت میں انسان محض خدا کی خاطر حلال چیزوں سے بھی رُک جاتا ہے جو صبر کا اعلیٰ مقام ہے۔ان خصوصیات کی بناء پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر عمل کا اجر اور ثواب خُدا نے فرشتوں کے سپرد کر رکھا ہے۔جو دس گُنا سے سے سات سو گُنا تک ثواب دیتے ہیں۔سوائے روزہ کے کیونکہ میرا بندہ روزہ میرے حکم کی خاطر اور میری رضا کے لئے اپنی خواہشات چھوڑ دیتا ہے۔اس لئے انسان کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے لیکن روزہ کا معاملہ اور اس کے اجر و ثواب کا تعلق بھی میری ذات سے ہے اور اس کا اجر بے حدّ و حساب ہے جو میں ہی جانتا ہوں اس لئے میں خود یعنی بغیر کسی واسطہ کے اس کی جزا اپنے بندہ کو دوں گا۔چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ بغیر ریاء کے جو روزہ رکھتا ہے میں اس کی جزا بن جاتا ہوں۔(جامع الصغیر)

بعض روایات میں اَجزِی بِہٖ کے الفاظ ہیں کہ روزہ دار کی جزا میں خود بنوں گا۔یعنی روزہ کے نتیجہ میں دیدارِ الٰہی اور وصالِ ربّ العزّت روزہ دار کو نصیب ہوگا۔جیسا کہ حدیث میں ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدّر ہیں ایک خوشی اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے اپنے رب سے وہ ملاقات کرے گا۔(بخاری)

روزہ کی بہت برکات ہیں۔حضرت سہیلؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”ریّان“ کہتے ہیں۔(ریان کے معنے ہیں سیراب کرنے والا)اس میں سے قیامت کے دن روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہیں ہو سکے گا۔اس دن اعلان کیا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ بت روزہ دار کھڑے ہوں گے اور اس دروازے سے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا۔پھر جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔(بخاری)

اور دوسری روایت میں ذکر ہے کہ صحابہ کرامؓ کی مجلس میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمایا کہ جنّت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے جنتیوں کو جنّت میں داخل کیا جائیگا۔نمازیوں کو نماز کے دروازے سے صدقہ کرنے والوں کو صدقہ کے دروازہ سے اور روزہ داروں کو باب الریّان سے آواز آئے گی کہ اے اللہ کے بندہ! یہاں تمہار لئے خیرو بھلائی ہے۔حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے عرض کی کہ اے خُدا کے رسُول! جس شخص کو کسی ایک دروازے سے بھی جنّت میں پکارا جائے اسے کسی دوسرے دروازے کی ضرورت تو نہیں۔لیکن کوئی ایسا خوش قسمت بھی ہوگا جسے جنّت کے سارے دروازوں سے داخل ہونے کے لئے بلایا جائے گا۔آنحضورؐ نے فرمایا۔اے ابوبکرؓ! میں اُمید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔جن کو جنّت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔

روزہ داروں کے جنت کے دروازہ باب الریّان کے بارہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس میں سے داخل ہوگا اسے کبھی پیاس نہیں ہوگی۔ریّان کے معنے سیرابی کے ہیں اور شاید اس میں یہ حکمت ہے کہ جس بندہ نے خُدا کی خاطر دنیا میں پیاس برداشت کی خُدا اسے ہمیشہ کے لئے سیراب کرے گا۔ایک اور حدیث میں آنحضوؐر نے روزِ محشر کے حالات بیان کرتے ہُوئے فرمایا کہ میں نے اپنی امّت کے ایک شخص کو اس حال میں دیکھا کہ پیاس سے بے حال ہو کر زبان باہر نکال رہا تھا۔اس وقت اس کے پاس رمضان کے روزے آئے اور اس کی پیاس بجھائی۔(طبرانی بحوالہ جامع الصغیر)

پس اگر کسی انسان اخلاس اور ایمان سے خدا کی خاطر روزے رکھے تو اس کے لئے بڑا ثواب ہے۔حضرت ابوسعیدؓ خذری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ خُدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے روزہ کے بدلہ میں ستّر سال تک اس کے چہرے سے

آگ کو دُور کر دیتا ہے۔(مسلم۔ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ خُدا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھنے والے سے جہنم سو سال دُور کر دی جاتی ہے۔(نسائی)

روزہ دار کا یہ اجر و ثواب خُدا کی خاطر اس کے صبر و برداشت کی وجہ سے ہے۔حضرت امّ عمارہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کے پاس جب کوئی بے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کے لئے اس وقت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے والا اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے۔(ترمذی۔مسند احمد)

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلالؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔حضور صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔حضورؐ نے فرمایا۔بلال آؤ کھانا کھائیں۔حضرت بلالؓ نے جواب دیا۔خُدا کے رسُول! مجھے روزہ ہے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ہم جنت میں اپنا رزق بھی کھائیں گے اور بلالؓ کا بچا ہوا بھی۔پھر فرمایا۔اے بلالؓ! جانتے ہو روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں اور جب اس کے پاس کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس کے لئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔(بیہقی)

روزہ کی بہت برکات ہیں۔یہ سنّت انبیاء ہے اور اسلام کی تاریخ کا نقطۂ آغاز ہی روزہ ہے۔ابن اسحاقؒ کی روایت ہے کہ رسُول اللہ ﷺ ہر سال رمضان کے مہینہ میں غارِ حرا میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے۔یہاں تک ایک سال آپ اپنے دستور کے مطابق اعتکاف میں تھے کہ حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور پہلی وحی آپ پر نازل ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روزہ کی تاثیرات و برکات کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

”ایک مرتبہ ایّام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنّت ہے۔اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اس سنتِ اہلبیت رسالت کو بجالاؤں میں نے رؤیا مذکورہ بالا کے مواقف چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا التزام کیا۔اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کُھلے بعض گذشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امّت میں گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسُول اللہ ﷺ کو مع حسین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ بیداری کی ایک قسم تھی۔غرض اس طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ سبز و سُرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا طاقت تحریر سے باہر ہے۔وہ نورانی ستون جو سیدھے



عاصی صحرائی

دم دم کروں میں حمدیں تیری، تُو نے دئے ہیں لب
کیسے شکر ادا ہو تیرا مخلوقات کے رب
خاک بھی تیری، بیج بھی تیرے، سارے پھل بھی تیرے
بِن تیرے اِن سب کھیتوں کا، کون ہے اور سبب !
سانس بھی حمد ہے کرتی تیری، خون میں حمد رواں
جسم کا میرے روم روم بھی بھولا تجھ کو کب !
آنکھوں میں ہے نیند بھی تیری ، تیرے حکم سے جاگوں
اُجلی اُجلی صُبحیں تیری، تیری ہی ہر شب
خطا سے اپنی ہو جاتا ہے جب بندہ مغموم
دل میں اُس کے میرے مولیٰ تُو ہی بھرے طَرَب
اِنسانوں کی سنے دعائیں ہر سنّت ہے اعلیٰ
اِذن سے تیرے انسانوں کے بدلے دیکھے ڈھب
شکر ہے تیرا نام عاصیؔ کا رکھا تُو نے اونچا
تیرے رحم کرم سے اللہ میرا نام و نَسَب

آسمان کی طرف گئے تھے جن میں سے بعض چمکدار اور بعض سبز و سُرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوتی جیسا کہ اس کو دیکھ کر دل اور ارواح کو لذت آتی ہے۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خُدا اور روزہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اُوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دُور ہیں۔ لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔" (کتاب البریّہ صفحہ 197۔195)

روزوں کے روحانی فوائد اور برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ بیشک انسان کھانا پینا اور سونا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا تا ہم رمضان میں ایک حد تک ان کو چھوڑ کر اور نیند میں کمی کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کا اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خُدا کے لیئے کھانا پینا چھوڑ کر ثابت کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے مرنے کو بھی تیار ہے۔ اور اس طرح اس قربانی سے خُدا تعالیٰ کے لقاء کا مستحق ہوتا ہے۔ پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ وقت کی پابندی کا احساس ہوتا ہے۔ ایک مہینہ تک جائز حقوق کو چھوڑ کر ناجائز حقوق اور حرام چیزوں سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔ اور نیکیوں کی عادت پڑتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں .... لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تا کہ وہ لوگ جو خود نہیں اُٹھ سکتے ان کو ایک نظام کے ماتحت اُٹھنے کی عادت ہو جائے اور ان کی غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔" (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ 382)

اے اللہ! اس مبارک مہینہ میں ہم تیری رحمت کے طلبگار رہیں۔ ہمارے



آفتاب شاہ

سونے کا رنگ ماند پڑا تجھ کو دیکھ کر
روشن تری جبین سے سورج نے تاب لی
تاروں نے خود کو باندھ لیا روپ میں ترے
ہیرے کی کنیوں نے زباں منہ میں داب لی
جھرنوں کا رقص عکس ہے آواز کا تری
ندیوں نے زندگی سے تری طرزِ آب لی
آنکھوں کی مستیوں سے ہری بیل ہوگئی
انگور نے نظر سے ترے رسمِ ناب لی
لفظوں سے تیرے بات کا محور بدل گیا
حسنِ کلام سے ترے مشری نے راب لی
موتی شباب دیکھ کے قدموں میں آ گرے
گہنوں نے ہاتھ تھام کے سونے کی قاب لی

❁❁❁❁❁❁❁

گناہوں کو معاف فرما اور ہم کو بخش دے اور سچی توبہ کی توفیق نصیب فرما کہ رمضان المبارک کے جانے کے بعد کبھی ہم گناہوں کی دنیا میں واپس نہ پلٹ جائیں۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَاَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ۔ (ابوداؤد)

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے۔ چھوٹے بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہری اور پوشیدہ (سب گناہ معاف کر دے) اللہ تعالیٰ ان سب دعاؤں کا اور روزہ کی برکات کا ہر ایک کو وارث بنائے اور اُن مُصنّفین کو بھی وارث بنائے جن کی کتب سے ہم مضامین تیار کرتے ہیں۔ آمین ثم آمین

❁❁❁❁❁❁❁



خلافت خامسہ اور معیت الٰہی

('ایچ ایم طارق')

اس دَور میں پورے ہونے والے عظیم الشان رؤیا و کشوف

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے آغاز سے ہی منصب خلافت عطا کرنے کی ذمہ داری اپنی ذات سے منسوب کر کے واضح فرما دیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔فرمایا:

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓٮِٕكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً

(البقرۃ:31) اور (یاد رکھ) جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور پھر حضرت آدمؑ کو خلافت نبوت عطا فرمائی اور ان کو روئے زمین پر صفات الٰہیہ کے اظہار کے لیے خدا کا جانشین اور خلیفۃ اللہ مقرر فرمایا۔

اسی طرح حضرت داؤد نبی اللہ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ (ص:27) اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

پھر امت محمدیہ سے بھی ایسی روحانی خلافت کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ...۔(النور:56) یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔

یہ الٰہی وعدہ جس طرح اسلام سے پہلے پورا ہوتا رہا اور بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ اور ان کے جانشین حضرت یوشعؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کو خود اللہ تعالیٰ نے روحانی خلافت سے سرفراز فرمایا۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی یہ وعدہ خلافت راشدہ کے ذریعہ سچا ثابت ہوا۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بارے رؤیا میں دیکھا کہ آپ ایک کنویں سے ڈول کے ذریعہ پانی نکال رہے ہیں۔پھر حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے دو ڈول کچھ کمزوری سے کھینچے پھر حضرت عمرؓ کے آنے پر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور انہوں نے ایک باہمت اور بہادر جوانمرد کی طرح بڑے زور سے پانی کھینچ کر دنیا کو سیراب کیا۔

(صحیح بخاری کتاب اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن الخطابؓ)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جسے چاہے اپنے اس انتخاب کی پیشگی اطلاع بھی فرما دیتا ہے۔یہی صداقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اس دوسرے دور مسیح و مہدی کے زمانہ میں بھی بڑی شان سے ظاہر ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپؑ کی ساری جماعت نے بالاتفاق حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے خلیفہ کے طور پر حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے خلیفہ اوّل ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق کئی لوگوں کو پیشگی اطلاع فرمادی تھی،ان میں سے پندرہ کے قریب بشارات اب بھی جماعتی ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ممکن ہے کہ دیگر کئی بزرگان نے بھی ایسی رؤیا دیکھی ہوں مگر اپنے ذاتی انکسار یا خلافت اولیٰ پر جماعت کا اتفاق دیکھ کر اس کے بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

خلافت ثانیہ کے انتخاب پر چونکہ ایک فتنہ بھی پیدا ہونے والا تھا۔اس سے مخلص مومنوں کو بچانے اور خلیفہ برحق کی نشاندہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی رؤیائے صادقہ کے زیادہ گواہ کھڑے کر دیے۔قریباً تین صد احباب جماعت نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے خلیفہ ثانی ہونے کی پیشگی اطلاع اللہ تعالیٰ سے پا کر ریکارڈ کروائی۔جس سے پھر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ

خدا ہی بناتا ہے۔

انتخاب خلافت ثالثہ پر ایک اور فتنہ درپیش تھا۔ اس موقع پر بھی تین سو سے زائد مخلص احمدیوں نے بذریعہ خواب حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے خلیفہ مقرر ہونے کی اطلاع پا کر اپنی گواہی محفوظ فرمادی۔

خلافت رابعہ کے انتخاب سے پہلے دو سو افراد نے اللہ تعالیٰ سے بذریعہ خواب حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے خلیفہ ہونے کی پیشگی اطلاع پا کر شائع کروائی۔

خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت باوجودیکہ جماعت کی کثیر تعداد حضرت مرزا مسرور احمد صاحب سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتی تھی۔ جماعتی ریکارڈ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اڑھائی صد سے زائد احباب و خواتین کو آپ کے خلیفہ بننے کی پیشگی خبر عطا فرما کر ایک بار پھر اپنے خدائی انتخاب پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

حیرت انگیز بات

گذشتہ دنوں خلافت خامسہ کے بارے میں رؤیا و کشوف کے تفصیلی مطالعہ کے دوران یہ تجزیہ کر کے خوشگوار حیرت ہوئی کہ اول تو یہ رؤیا دیکھنے والوں کا تعلق عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام دنیا میں بسنے والے افراد سے ہے دوسرے جہاں کثیر تعداد میں احمدی ہیں وہاں خوابیں زیادہ آئیں اور جن ممالک میں تعداد نسبتاً کم تھی وہاں سے بھی خوابوں کی نمائندگی بہرحال ہوئی ہے۔ جس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ اس بابرکت دَور میں جماعت کی عالمگیر ترقی میں غیر معمولی اضافہ ایک الٰہی تقدیر تھی۔

چنانچہ جماعتی ریکارڈ کے مطابق ان اڑھائی سو موصولہ خوابوں میں سے پاکستان کے صوبہ پنجاب سے 144، دیگر تینوں صوبوں سے صرف 44، ہندوستان سے 8، یورپ سے 31، افریقہ سے 12، امریکہ سے 9 جبکہ دیگر خوابیں کینیڈا، آسٹریلیا، سری لنکا وغیرہ سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ مزید پُرلطف بات یہ ہے کہ خوابیں دیکھنے والوں میں مردوں کے علاوہ احمدی خواتین بھی شامل ہیں اور ایک خاص تعداد واقفین زندگی اور مربیان وغیرہ کی بھی ہے۔

ان رؤیا و کشوف کا یہ دلچسپ مطالعہ میرے لیے ایک پُرسکون قلبی و روحانی واردات کے علاوہ نہایت ایمان افروز تجربہ بھی ثابت ہوا۔ جس کے کچھ پہلو اس وقت احباب کے سامنے رکھنے مقصود ہیں۔

ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ خوابیں دراصل مخلص احمدیوں کی متضرعانہ دعاؤں کا جواب تھیں۔ کیونکہ سب سے زیادہ خوابیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات 19؍اپریل 2003ء سے انتخاب خلافت 22؍اپریل کے دوران بکثرت آئیں جب احباب جماعت نہایت اضطرار سے جماعت اور خلافت کے لیے دعائیں کررہے تھے۔ پھر کچھ خوابوں کا تعلق 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری سے ہے جب احباب جماعت حضورؒ کی صحت کے لیے بے چینی سے متضرعانہ دعاؤں میں مصروف تھے۔

خوابوں کا باہمی اشتراک

ایک اور اہم بات ان خوابوں کے مطالعہ سے یہ سامنے آئی کہ ان کے مضامین میں گہرا معنوی اشتراک ان کی سچائی پر دلیل ہے یعنی ایک ہی مضمون کی خواب مختلف احباب جماعت کو دکھا کر انہیں ایک دوسرے پر گواہ بنا دیا گیا۔ یوں یہ خوابیں سچائی کے جوڑے بناتی ہیں۔ جن سے ان کی بے ساختگی کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ ان رؤیا کا سرچشمہ ایک خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ حقیقت ان خوابوں کے برحق ہونے پر دلیل ہے۔ جبکہ مجموعی طور پر بیس سال یا اس سے زائد عرصہ قبل کی یہ تمام خوابیں خلافت خامسہ کی سچائی پر گواہ ہیں۔ جن میں حضور کے دَور خلافت اور اس میں ترقی کے واضح اشارے ہیں۔ جو اپنے وقت پر پورا ہو کر اس خلافت کی عظمت اور صداقت ظاہر کرنے والی ہیں۔

''اب تو ہماری جگہ بیٹھ''

ان خوابوں میں سے چند ایک دلچسپ اور اہم رؤیا بیان کرنے سے پہلے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی خلافت کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کا ذکر ضروری ہے جو آپ کے دادا حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارے میں ہوا تھا کہ ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔'' (تذکرہ صفحہ 406)

یہ رؤیا ایک رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے والد بزرگوار حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے حق میں بھی پوری ہوئی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کی وفات پر فرمایا: ''یہ امر واقعہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے، ایک شخص کے متعلق کی جاتی ہیں لیکن بیٹا مراد ہوتا ہے......۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا شریف احمد صاحب کو مخاطب کر کے کشف میں دیکھتے ہیں کہ ''اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں'' ...... یہ الہام حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق پورا نہیں ہوا......اب یہ بات بعینہٖ آپ کی ذات پر پوری ہوئی ہے......آپ کا وجود ایک مبارک وجود تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کچھ بھی اپنے بیٹے کے متعلق دیکھا وہ ان کے بیٹے کے متعلق پورا ہوا۔ اب جب کہ میں نے ان کی جگہ ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ان کے صاحبزادے مرزا مسرور احمد صاحب کو بنایا تو میرا اس الہام کی طرف بھی دھیان پھرا کہ گویا آپ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ میری جگہ بیٹھ......۔

اب میں ساری جماعت کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے لئے دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور بعد میں مرزا مسرور احمد صاحب کے متعلق بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحیح جانشین بنائے ''تو ہماری جگہ بیٹھ جا'' کا مضمون پوری طرح ان پر صادق آئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی اعانت فرمائے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 30 رجنوری 1998ء)

مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاب کی وفات پر خاکسار نے آپ کی سیرت کے بارے میں الفضل کے لیے ایک مضمون تحریر کیا جس میں ان کے زیر سایہ بطور ناظر دعوت الی اللہ آٹھ سالہ رفاقت کی کچھ یادیں اور دلنشین واقعات تحریر تھے۔ مضمون کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں خاکسار نے یہ دعائیہ جملہ بھی لکھ دیا کہ اب اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے حق میں بھی یہ بات پوری فرمائے جو اب ان کی جگہ بیٹھے ہیں اور آپ کی ''امارت'' اور ''عمر'' میں بھی غیر معمولی برکت نصیب ہو۔

یہ مضمون الفضل میں اشاعت سے پہلے برائے ملاحظہ ومشورہ اس وقت کے ناظر اعلیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی خدمت میں دفتر میں حاضر ہو کر پیش کیا۔ جسے آپ اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اگلے روز بعد ملاحظہ واپس فرما دیا۔ آپ نے اس مضمون میں اور کوئی تبدیلی تو نہ فرمائی لیکن وہ فقرہ جس میں یہ الہام آپ پر چسپاں کیا تھا اپنے طبعی عجز وانکسار کی وجہ سے حذف فرما دیا۔ وہ فقرہ مضمون میں تو شائع نہ ہوسکا مگر وہ دعا اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی جو آپ کے لیے ہی مقدر تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کو مخاطب کر کے آپؑ کی مسند خلافت پر بیٹھنے کا جو اشارہ تھا وہ بہرحال حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی ذات میں ہی پورا ہوا۔ جیسا کہ بعض دیگر خوابوں میں بھی اس بارے میں کھلے اشارے تھے۔ خاص طور پر مکرم سید شریف احمد شاہ صاحب آف شیخ پور ضلع گجرات کی خواب تو بہت ہی واضح ہے کہ ''حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی بیماری پر حضرت مرزا مسرور احمد کی طرف سے بطور ناظر اعلیٰ (1998ء یا 1999ء) اعلان شائع ہوا تھا اس وقت مجھے خواب آیا کہ......حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے حضرت مرزا مسرور احمد کو فرمایا کہ ''آپ یہاں بیٹھیں اور ہم چلتے ہیں''۔

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ زیر اہتمام صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کمیٹی صفحہ 526)

امریکہ سے ہماری ایک اور احمدی بہن زبیدہ صاحبہ کی خواب کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا جنہوں نے خلافت خامسہ کے انتخاب کی رات حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو شیروانی میں دیکھ کر اپنی بیٹیوں کو پیشگی مطلع کر دیا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ ہوں گے۔

''انی معک یا مسرور''

حضرت مسیح موعودؑ کو 19 ردسمبر 1907ء میں یہ الہام ہوئے: ''(i) میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ میں تیرے بوجھ اٹھاؤں گا (ii) میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔ (iii) انیّ معک یا مسرور۔ اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں۔'' (تذکرہ صفحہ 630)

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت کے یہ وعدے نہ صرف

حضور علیہ السلام کی زندگی میں بلکہ آپؑ کے تمام خلفاء کے زمانہ میں بھی پورے ہوتے رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے دَور میں (جن کا نام ہی ''مسرور'' ہے) تو یہ الہام جس شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسی الٰہی معیت کا کچھ ذکر اس جگہ مقصود ہے۔

اگلی صدی کا مجدد خلیفہ

جہاں تک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ان مبشر رؤیا کی تفصیل کا تعلق ہے اس کا آغاز تو آپ کی پیدائش کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ جیسا کہ مکرم خاں سعید اللہ خان صاحب نے تحریر فرمایا: ''جب حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب پیدا ہوئے میں کالج میں پروفیسر تھا اور ہوسٹل میں وارڈن بھی تھا۔ پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب جو بزرگ تھے کالج آئے۔ میں ہوسٹل کے باہر کھڑا ہوا تھا مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگے سعید اللہ خان میں تو کالج پڑھانے آیا تھا مگر یہاں آ کر چھٹی ہو گئی ہے اور ساتھ ہی کہا کہ میں نے آج رات کو خواب دیکھی کہ آج جو حضرت صاحب کے خاندان میں بچہ پیدا ہوا ہے وہ اگلی صدی کا مجدد ہے۔ میں نے یہ بات مرزا خورشید احمد صاحب کو بتا دی تھی۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 485۔ تاریخ تحریر 30؍جنوری 2008ء)

مذکورہ بالا مضمون کی طرف اشارہ مکرم مرزا انعام الکبیر صاحب معلم وقف جدید میلبرون کی اس رؤیا میں بھی تھا کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد پریشانی کے دوران چند لمحوں کے لئے اونگھ کی حالت طاری ہوئی تو دیکھا کہ میں بھی بیت فضل لندن کے باہر لوگوں کے ساتھ منتظر ہوں۔ عاشقان خلافت انتظار میں کھڑے ہیں۔ کئی افراد بیت الفضل کی کھڑکیوں کی طرف جھانک کر دیکھ رہے ہیں کہ بیت کے اندر کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ خاکسار بھی بیت فضل کے سامنے کی طرف ایک کھڑکی سے دیکھ رہا ہے۔ کہ ایک شخص جو کہ سفید قمیص اور پینٹ پہنے ہوئے ہے۔ قمیص کے اوپر کئی رنگوں کے گول گول چھاپ۔ کپڑے اس قدر میلے معلوم ہوئے جیسا کہ سفر سے آئے ہوں۔ انہوں نے مجھے دو افراد کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ان دونوں کا نام منصب خلافت کے لئے سوچا جا رہا ہے۔ جن میں ایک کا اسم مبارک مرزا مصلح الدین (ہے)...... مرزا مصلح الدین صاحب پیٹھ پھیر کر دوسری طرف چہرہ کر کے بیٹھے تھے اس لئے ان کا چہرہ مبارک معلوم نہیں ہوا...... اس انجانے شخص نے اشارۃً بتایا کہ مرزا مصلح الدین صاحب ہی خلیفہ بنیں گے اس کے معاً بعد آنکھ کھل گئی۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 644)

مکرم کاشف محمود عابد صاحب مربی سلسلہ نے اپنی رؤیا کے حوالے سے بیان کیا کہ ''خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت خاکسار کی تعیناتی ''محمودہ''، ضلع راولپنڈی میں تھی کہ ایک یا دو روز قبل یہ اشارہ ہوا کہ ''مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ بنیں گے۔ اب نظام کی بات ہوگی۔ نظام کی'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 674۔ تاریخ تحریر 31؍اکتوبر 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا قلم عطا ہونا

چنانچہ مکرم مسعود احمد صاحب بیان کرتے ہیں: ''13۔14؍اگست 1998ء کی درمیانی رات 11 بجے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ایک میز پر دوسرے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو پین نما کوئی چیز دی اور فرمایا۔ ''اب یہ لکھا کریں گے۔'' اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 510)

آنے والے خلیفہ کی روحانی تیاری

کئی خوابوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی فرشتوں کے ذریعہ روحانی تیاری کا ذکر ہے۔ جس کا عمل حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پہلی بیماری 1999ء کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جیسا کہ محمد یونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی پہلی بیماری کے دنوں میں ایک رات کو خواب دیکھا کہ یکدم روشنی ہوئی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) نظر آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آنے والے خلیفہ کو ساتھ

ہزار فرشتے نکھار کر رہے ہیں اور اس دوران اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ مزید اس کی نکھار کرو۔ پھر بار بار تاکیداً کہتا جاتا ہے کہ مزید اس کی نکھار کرو۔ اور ساتھ ہی فرماتا ہے حضرت بلالؓ کے خاندان سے ہوگا۔ اور افریقہ کا شہزادہ ہوگا۔ اس دوران یہ سب کچھ دیکھنے میں آیا۔ کہ شوخ گندمی رنگ کا ہے۔ داڑھی بھی چھوٹی ہے اور بال ریشم کی طرح ہیں۔ عمر تقریباً 50 سال ہے۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 530)

روحانی چاند کا ظہور

ڈاکٹر (ہومیو) محمد رشید صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''مورخہ 23/اپریل 2003ء......کو اعلان ہوا کہ مکرم مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کر لیا گیا ہے۔ الحمدللہ۔ اس کے بعد خاکسار بستر پر لیٹ گیا اور تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگ گئی جیسے اونگھ آجاتی ہے تو درج ذیل الفاظ سنائی دیئے: ''پنجاہ ہزار چن چڑھن''، یعنی روشنی ہوگئی۔ جاگنے پر خاکسار یہی الفاظ زبان سے بار بار دہرا رہا تھا۔ اس وقت گھڑی پر تقریباً صبح کے چار بج کر اکاون منٹ کا وقت تھا۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 676)

مکرمہ رضوانہ شفیق صاحبہ اہلیہ قاضی شفیق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریا کی رؤیا بھی اس کی تائید کرتی ہے: ''جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ عاجزہ گھر پر MTA سے براہ راست تمام نشریات دیکھ رہی تھی......اچانک تھکن کی وجہ سے لحہ بھر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی مگر سمجھ نہیں آتا کہ نیند کی حالت ہے یا خیال کی حالت ہے مگر ایک دم نور ہی نور آسمان سے اترتا دکھائی دیا جو کہ بہت تیزی سے برق روئی سے زمین کی طرف بڑھتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور اس جگہ میں جہاں خلافت کمیٹی بیٹھی ہے داخل ہو گیا ہے اسی لحہ دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو رہا ہے کہ اس بار خلیفۃ المسیح کا نام حروف ابجد کے لفظ ''م'' سے شروع ہوگا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور ''م'' نامی شخص ''مسرور'' میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ الفاظ دل میں گونجتے ہیں جو میرے منہ سے جاری ہو گئے کہ اللہ نے اپنا خلیفہ چن لیا ہے اور جس شخص میں اپنا نور بھرنا تھا بھر دیا۔ ایسے ہی عالم میں ایک دم جیسے میری آنکھ کھل گئی ہو یا وہ نظارہ ٹوٹ گیا ہو اور وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

سو میں نے بھی یہ نظارہ اگلے ہی لحہ MTA پر براہ راست دیکھا۔ جس میں اعلان ہو رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد ہمارے خلیفہ ہوں گے۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 731-732۔ تاریخ تحریر 30/اکتوبر 2005ء)

ناواقف احمدیوں کو ''مسرور'' کی آواز سنائی دینا

خلافت خامسہ کے بارے میں ان رؤیا مبارکہ کے متعلق ایک اور عجیب توارد یہ ہے کہ یہ خوابیں دیکھنے والے اکثر وہ لوگ تھے جو حضرت مرزا مسرور احمد صاحب بلکہ ان کے نام تک سے ناآشنا تھے۔ جیسا کہ موصوفہ رضوانہ شفیق صاحبہ بھی بیان کرتی ہیں کہ ''خلافت خامسہ سے پہلے عاجزہ نے حضور کا نام کبھی نہیں سنا تھا اور نہ ہی عاجزہ حضور کو جانتی ہی تھی بلکہ یہ حقیقت ہے کہ میں اور میرے شوہر دونوں ہی اس نام سے ناواقف تھے اور خلافت کے منصب پر جب اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو فائز کیا تب ہی ہم دونوں نے یہ نام پہلی بار سنا اور حضور انور کو پہلی بار دیکھا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 731-732۔ تاریخ تحریر 30/اکتوبر 2005ء)

انتخاب خلافت کے موقع پر کرۂ ارض میں فرشتوں کا ایسا نزول ہوا اور انہوں نے ''مسرور مسرور'' کا ایسا شور برپا کیا کہ دنیا کے مختلف کونوں میں عالم کشف میں احمدی احباب وخواتین نے اپنے کانوں سے تکرار کے ساتھ بار بار یہ نام سنا۔

یہی واردات مکرمہ تسنیم کوثر عبدل صاحبہ بنت شیخ رشید احمد صاحب کے ساتھ گزری۔ انہوں نے بیان کیا کہ خلافت خامسہ کے انتخاب سے ایک رات پہلے خواب میں آواز آئی کہ ''مرزا مسرور احمد''۔

یاد رہے کہ اس خواب سے پہلے میں نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو نہ دیکھا تھا اور نہ کبھی نام سننے کا اتفاق ہوا تھا کیونکہ اس زمانے میں میں England میں مقیم تھی اور آپ کے نام کا تعارف نہ تھا۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ

686)

اس روحانی تجربہ میں شریک ایک اور خوش نصیب مکرم محمد عبدالوحید خان صاحب نے بیان کیا کہ ’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے اگلے روز خاکسار نے یہ نظارہ دیکھا کہ بیت فضل لندن کے اس راستے سے جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) داخل ہوتے تھے ایک وجود کو باڈی گارڈز کے ہمراہ جمعہ کی نماز کے لئے داخل ہوتے دیکھا اور اسی وقت خاکسار کی آنکھ کھلی اور زبان پر اس وجود کا نام مرزا مسرور احمد جاری تھا......خاکسار نے حضرت مرزا مسرور احمد کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ ہی تصویر دیکھی تھی۔اس خواب میں حضرت مرزا صاحب کو عینک لگائے ہوئے دیکھا تھا۔جب خلافت کمیٹی نے آپ کی خلافت کا اعلان فرمایا اور آپ بیعت لینے کے لئے بیٹھے مگر آپ نے عینک نہیں لگائی تھی خاکسار تھوڑا سا پریشان ہوا کہ چہرہ بھی وہی ہے مگر عینک نہیں۔اس اثناء میں آپ نے اپنی جیب سے عینک نکالی اور پھر خواب والی تصویر حقیقت بن کر سامنے آگئی اور خاکسار کی آنکھوں سے آنسورواں ہوگئے اپنے رب کی حمد میں۔‘‘

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 664۔تاریخ تحریر 4/اپریل 2004ء)

ایسے خوش نصیبوں میں محترمہ مسز بشریٰ طیبہ یوسف صاحبہ بھی ہیں جنہوں نے بیان کیا:’’اپنے محسن امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی جدائی کے شدید غم وحزن میں نڈھال تھی اور شب وروز دعا میں مصروف تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان سے خلافت حقہ کی عظیم برکات سے ہمیں نوازے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اس کی رحمتیں و برکات نازل ہوں۔اورتمام جماعت ہائے احمدیہ کو ہر قسم کے فتنہ اور شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔اس حالت میں نماز اور دعا میں بہت کمزوری اور ضعف محسوس کرتی۔کہ بار بار اونگھ آتی اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوجاتے ’’مسرور احمد مسرور احمد‘‘اور کچھ دیر تک دل ودماغ پر یہ احساس چھایا رہا۔‘‘

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 662۔تاریخ تحریر 23/اپریل 2003ء)

مکرم جمال دین صاحب بیان کرتے ہیں:’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے اگلے دن میں تہجد کی نماز میں رورو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے خدا!میری زندگی میں پہلے دو خلیفہ فوت ہوئے ہیں اور بہت خوف تھا اے خدا یہ تیری جماعت ہے اب جو بھی خلافت آئے اس میں کوئی بھی ایسی بات نہ ہو میں یہ دعا سجدہ میں مانگ رہا تھا اور ابھی میں سجدہ سے اٹھا بھی نہ تھا کہ میرے کان میں آواز آئی مسرور مسرور مسرور اور پھر میری زبان سے بڑے زور سے نکلا الحمد للہ اور میرے جیون ساتھی نے پوچھا۔کیا بات ہے مجھے بھی بتاؤ تو میں نے کہا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو خلیفہ بنے گا اس کا نام مسرور ہوگا پھر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی اور بعد میں واقعتاً پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفہ بن گئے۔‘‘

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 667۔تاریخ تحریر 25/نومبر 2005ء)

ایک اور خوش قسمت مکرم حکیم یعقوب احمد ناصر صاحب بیان کرتے ہیں:’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے اگلے روز صبح نماز تہجد، نماز فجر کے بعد دعائیں کرتا ہوا لیٹ گیا۔مجھے اونگھ آئی تو میری زبان سے بے اختیار الفاظ نکلے:’’مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح‘‘

اس کے بعد بیٹھ کر اپنے آپ کو جھنجھوڑا کہ انتخاب خلافت سے قبل ایسے خیالات دل یا زبان پر لانا غلط ہیں۔دعائیں کرتا ہوا پھر لیٹ گیا پھر اونگھ آئی دوبارہ یہی الفاظ بے اختیار میری زبان سے نکلے:’’مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح‘‘

میرے دل نے یقین کرلیا کہ خدا تعالیٰ ہمیں نعمت خلافت سے محروم نہیں رکھے گا۔بلکہ مرزا مسرور احمد صاحب کو منصب خلافت عطا فرما کر ہمیں اس نعمت سے نوازے گا۔‘‘

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 671۔تاریخ تحریر 8/فروری 2006ء)

ایک اور سعادت مند مکرم خالد احمد سعید صاحب نے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد خواب میں بڑے سائز کے ایک بینر پر مرزا

مسرور احمد لکھا ہوا کئی مرتبہ دیکھا اور اپنی اہلیہ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''یہ نظارہ کافی دیر تک دیکھتا رہتا ہوں حتیٰ کہ آنکھ کھل جاتی ہے ......میں نے اپنی بیگم کو کمرہ سے آواز دی اور کہا کہ مجھے رسالہ انصاراللہ کا وہ شمارہ لا دیں جو ''حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد'' نمبر ہے۔ اتنے میں اُٹھ کر ٹی وی لاؤنج میں آجاتا ہوں۔ تھوڑی دیر میں میری بیگم وہ شمارہ لائیں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کا خطبہ جمعہ 12؍دسمبر 97ء کا تھا۔ میں نے اُسے غور سے بار بار پڑھا جہاں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف سنایا کہ ''ہم چلتے ہیں اب تو میری جگہ بیٹھ'' یہ پڑھ کر میں نے اپنی بیگم اور بچوں کو اپنا یہ خواب سنایا کہ دو مرتبہ میں نے آسمان پر ''مرزا مسرور احمد'' لکھا ہوا دیکھا ہے اور ساتھ ہی خطبہ کا وہ حصہ پڑھ کر سنایا جس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے ''ہم چلتے ہیں تو میری جگہ آ کر بیٹھ جا'' میری بیگم نے کہا کہ آپ کیا کرتے ہیں انتخاب سے پہلے ایسی باتیں نہ کریں......۔

دو بجے کے قریب میں اپنے بیڈ روم میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گیا تو خواب میں دیکھا کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کا خلیفہ منتخب ہونے کا اعلان ہو رہا ہے۔ میں نے ڈرائنگ روم میں آ کر اپنی بیگم سے پوچھا۔ قدسیہ! کیا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ منتخب ہوئے ہیں۔ اس نے فوراً کہا کہ چپ رہیں ابھی انتخاب نہیں ہوا اور انتخاب سے پہلے کسی کا نام نہیں لیتے۔ دعائیں کرتے ہوئے پھر میری آنکھ لگ گئی پھر میں نے خواب میں اعلان سنا کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ لیٹے لیٹے ہی پوچھا کہ قدسیہ! کیا صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلیفہ منتخب ہونے کا اعلان ہو گیا ہے۔ اس نے پھر مجھے منع کیا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اب میں اُٹھ کر بیٹھ گیا اور 15 منٹ کے بعد بیت الفضل لندن سے MTA پر اعلان ہو رہا تھا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفہ منتخب ہو گئے۔ احباب جماعت کو مبارک ہو۔ قدسیہ نے مجھے فوراً کہا کہ الحمدللہ کہ آپ کا خواب پورا ہو گیا۔ الحمدللہ''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 656 تا 658۔ تاریخ تحریر 31؍جولائی 2006ء)

ایک بیس سالہ نوعمر دعا گو لڑکی مکرمہ شکیلہ نصیر صاحبہ بنت مرزا نصیر احمد صاحب (جو حضور کے نام سے واقف نہیں تھیں اور نہ انہیں معلوم تھا کہ ناظر اعلیٰ کیا ہوتا ہے) بیان کرتی ہیں کہ ''21؍اپریل 2003ء کو خلافت خامسہ کے انتخاب کے لئے تمام جماعت کو نوافل اور دعاؤں کی تحریک کی گئی اُسی رات اس عاجزہ نے بھی رات 1:30 بجے سے 3:00 بجے تک خشوع وخضوع سے نوافل ادا کئے۔ اور خدا تعالیٰ سے جماعت احمدیہ اور خلافت کے استحکام اور خلیفہ وقت کے انتخاب کے لئے متضرعانہ اور عاجزانہ دعائیں کیں اور ہر بار اس عاجزہ کے منہ سے یہی دعائیہ کلمات نکلے ''کہ اے خدا جو حق ہے وہ اس دل میں ڈال دے۔ اے خدا جو حق ہے وہ اس دل میں ڈال دے۔''

آخر جب 22؍اپریل 2003ء کی صبح سیکرٹری خلافت کمیٹی مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب نے رضائے الٰہی سے منتخب ہونے والے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے اعلان شروع کیا۔ تو اس اعلان کے دوران اس عاجزہ کے اندر سے ایک زبردست آواز آئی: ''حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب''۔ یہ آواز اس قدر پر رعب اور بلند تھی کہ لگتا تھا کہ دل ودماغ کے تمام پردے چیرتی ہوئی باہر نکل جائے گی لہٰذا اس الٰہی آواز کو اپنے اندر دبائے رکھنے کے لئے عاجزہ کو اپنا ہاتھ زور سے اپنے منہ پر رکھنا پڑا۔ مگر جونہی یہ الٰہی آواز ختم ہوئی عین اسی لمحے مکرم ومحترم عطاء المجیب راشد صاحب نے اس بابرکت نام ''حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب'' کا انہی الفاظ میں بطور خلیفۃ المسیح الخامس اعلان کر دیا۔ اس وقت اس عاجزہ کی خوشی اور جذبات تشکر سے جو کیفیت تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 678۔ تاریخ تحریر 9؍مئی 2006ء)

خدا کے محبوب بندہ کا انتخاب

پھر انہی بابرکت خوابوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ منتخب ہونے والا خلیفہ دنیا کا سب سے نیک وجود ہوگا۔ چنانچہ مکرم عبدالحلیم شاہد صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ ''19؍اپریل 2003ء کو نماز فجر سے قبل خواب دیکھا کہ ایک ہال نما کمرہ ہے اس میں کچھ لوگ جمع ہیں۔ اور اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان لوگوں کے نام جمع ہو رہے ہیں۔ جو دنیا میں سب سے

زیادہ نیک ہیں۔تو میں چند سیڑھیاں چڑھ کر اس ہال کے پاس جاتا ہوں۔تو اس کے دروازے پر ایک پہریدار کھڑا ہے۔اس نے مجھے دیکھ کر فوراً دروازہ کھول دیا اور میں فوراًاندر چلا گیا۔اور پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا۔ہال میں بالکل اندھیرا تھا۔بہت سے لوگ زمین پر بیٹھے ہیں ان کے صرف سر نظر آتے ہیں جو اچھل اچھل کر اوپر اٹھتے ہیں اُس لسٹ کو دیکھنے کے لئے جس پر نام لکھے جا رہے ہیں۔مجھے یہ نظارہ دیکھ کر بہت خوف آیا۔میں فوراً دروازے کے پاس ہی زمین پر بیٹھ گیا......تو میں نے دیکھا کہ تھوڑی ہی دیر میں ایک کاغذ بڑے سائز کا اوپر بلند ہوا۔اس پر اوپر پانچ چھ ناموں کی جگہ خالی ہے اور نیچے بالکل خالی جگہ ہے صرف ایک نام بڑے حروف میں لکھا ہوا ہے"مرزا مسرور احمد" تو میں یہ نام دیکھتے ہی کمرے سے باہر آ گیا۔اور پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا۔"

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 634۔635۔تاریخ تحریر 14؍نومبر 2005ء)

اسی خواب کی تائید مکرم سید کلیم الدین احمد صاحب سابق مبلغ انچارج احمدیہ مشن دہلی حال قادیان کی اس خواب سے ہوتی ہے کہ منتخب ہونے والا خلیفۃ اللہ کا محبوب ترین بندہ ہوگا۔وہ بیان کرتے ہیں:"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ الفاظ لکھ رہا ہوں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی اچانک وفات کی اطلاع ملی تو دل کی کیفیت کچھ عجیب ہوگئی۔دیگر دعاؤں کے ساتھ خصوصاً یہ دعا بھی کرتا رہا کہ اے میرے اللہ! جو تیرا محبوب ترین اور مقرب بندہ ہے تو اس کو ہمارا امام منتخب فرما دے۔جب یہ دعا کر رہا تھا تو اس وقت بار بار دل میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کا نام آتا رہا۔پھر میں ڈر کر دعاؤں میں لگ گیا۔پھر یہی کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ہی خلیفہ ہوں گے۔اور یہی حالت رہی یہاں تک کہ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہو گئے ہیں۔"

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 638۔تاریخ تحریر 30؍اپریل 2003ء)

اسی طرح ڈاکٹر مرزا احمد الدین صاحب (ہومیو پیتھ) نے بیان کیا کہ "میرے بیٹے یوسف ندیم احمد کی بیوی لبنیٰ ندیم نے خواب میں دیکھا۔کوئی اونچی آواز میں کہہ رہا ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب۔ابن اللہ ہیں۔"(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 709۔710۔تاریخ تحریر 14؍نومبر 2005ء)

ابن اللہ کے معنے اللہ کے بیٹے کے ہیں اور روحانی زبان میں یہ محاورہ اللہ تعالیٰ کے خاص پیاروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

آنے والے خلیفہ کی انکساری

مکرم مقصود احمد صاحب نے بیان کیا کہ"حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات والے دن بے چینی اور کرب میں دعائیں کرتا ہوا سو گیا۔اس رات خواب میں دیکھا کہ انتخاب خلافت ہو رہا ہے۔اور حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا نام خلیفہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔جس پر آپ فرماتے ہیں کہ میں تو اس قابل نہیں کہ مجھ پر یہ بوجھ رکھا جائے۔اس کے بعد تمام بزرگوں نے ہاتھ کھڑے کر کے آپ کے حق میں ووٹ دیا اور آپ کو خلیفہ چن لیا۔

اس سے پہلے خاکسار نے نہ تو حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو دیکھا تھا اور نہ ہی میری ملاقات آپ سے ہوئی تھی اور نہ ہی میں آپ کے نام سے واقف تھا۔اس کے بعد خاکسار کے کرب کی حالت جاتی رہی اور دلی سکون ہو گیا۔اس کے تین دن بعد انتخاب خلافت میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے انتخاب کا اعلان ہوا تو دل حمد سے بھر گیا۔"

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 648۔تاریخ تحریر 24؍اکتوبر 2005ء)

آنے والے خلیفہ کا مقام خدا کی نظر میں

جہاں تک نئے منتخب خلیفہ کی صفات اور مقام کا تعلق ہے خواب میں اللہ کے پیاروں کو ہونے والے خلیفہ کے گمنام وجود کے بارے میں یہاں تک بتا دیا گیا تھا کہ اس کی مماثلت آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعض خلفاء اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء سے بھی پائی جائے گی اور یہ وجود ان کی کئی خوبیوں کا حامل ہوگا۔چنانچہ مکرم ناصر احمد صاحب مجوکہ بیان کرتے ہیں کہ"حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے بطور خلیفۃ المسیح انتخاب

کے وقت جبکہ MTA پر ابھی میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا کہ مجھے آنحضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگئی۔اس زیارت کے بعد میں نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو MTA پر دیکھا اور جونہی آپ نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھائیں اور کیمرہ نے Close up لیا تو مجھے بجلی کے کرنٹ کی طرح جھٹکا لگا کہ آپ کی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں گہری مماثلت تھی (اگرچہ بناوٹ مختلف ہے)۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 726۔تاریخ تحریر 2؍دسمبر 2004ء)

اس میں اشارہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کے باعث آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بصیرت سے حصہ پانے والے ہیں۔تبھی خدا کا یہ محبوب بندہ ''بارامانت'' اٹھانے کے لیے چنا گیا۔

جمالی شان کے حامل خلفاء راشدین سے مناسبت

مکرم عبد الحمید خان صاحب نے دو جمالی شان رکھنے والے خلفائے راشدین سے بطور خاص خلافت خامسہ کی بابرکت مماثلت کے بارے میں انتخاب سے قبل خواب میں دیکھا کہ'' جناب مسرور احمد صاحب خلیفہ بن گئے ہیں۔خواب کچھ اس طرح سے تھا کہ ایک ہال میں ایک اسٹیج لگا ہوا ہے اور اسٹیج پر چند کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔جو خالی ہیں مگر اسٹیج کے اردگرد لوگوں کی چہل قدمی ہورہی ہے۔خواب میں اسی اسٹیج کی طرف دیکھ رہا ہوں تھوڑی دیر بعد میرے کانوں میں ایک بلند آواز سنائی دیتی ہے جس میں یہ کہا جارہا ہے ''کہاں ہیں ابوبکر؟ کہاں ہیں عثمان ؟انہیں جلدی بلاؤ۔جناب مسرور احمد صاحب تشریف لا چکے ہیں'' مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ان دونوں خلفاء کو حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے استقبال کے لئے بلایا جارہا ہے۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 701۔تاریخ تحریر 25؍اکتوبر 2005ء)

اس نہایت غیر معمولی علامتی رؤیا میں اشارہ تھا کہ آنے والے خلیفہ میں دو جلالی شان کے حامل خلفاء حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ کی نسبت حضرت ابوبکرؓ و حضرت عثمانؓ والی جمالی شان غالب ہوگی اور اس دور میں خلافت اولیٰ وثالثہ کا رنگ نمایاں ہوگا۔واللہ اعلم

حضرت مسیح موعودؑ سے مماثلت

حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی مشابہت کے بارے میں مکرم شاہد عثمان صاحب نے اپنی یہ رؤیا بیان کی کہ'' 22؍اپریل 2003ء کو نماز فجر کے بعد بیت احمدیہ میں تھوڑی دیر سویا ہوں چونکہ رات کو حفاظت کی ڈیوٹی پر تھا۔تو خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عین جوانی کی عمر میں ہیں اور سٹیج پر کھڑے ہوکر تقریر کررہے ہیں اور میں ان کے سامنے بیٹھا ہوں۔اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کو دفن نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی نیا انتخاب ہوا تھا۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 701۔تاریخ تحریر 17؍اپریل 2005ء)

آنے والے خلیفہ کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مماثلت

مکرم ایس فیاض اسلم صاحب تامل ناڈو انڈیا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شکل میں خواب میں دیکھا۔وہ بیان کرتے ہیں کہ''میں نے 23؍اپریل 2003ء کی صبح کو ایک خواب دیکھا کہ میں فون کر کے مولوی منیر احمد صاحب سے خلافت کے انتخاب کا رزلٹ پوچھتا ہوں۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت فضل عمر خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔میں نے انہیں پوچھا کہ میں اب انہیں کیسے مخاطب کروں۔انہوں نے جواب دیا خلیفۃ المسیح الخامس کہہ کر۔لفظ خامس کے بارہ میں بعد میں میں نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کیونکہ مجھے عربی کا بالکل معمولی علم ہے اور میری مادری زبان تامل ہے۔انہوں نے خواب میں مجھے کہا کہ حضرت فضل عمر خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گاڑی پر سفر کررہے ہیں اور ابھی لندن نہیں پہنچے......مگر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا انتخاب بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہوا ہے۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 725۔726۔تاریخ

تحریر 23/اپریل 2003ء)

یہ خلیفہ ''ناصر الدین'' ہوگا

مکرم خالد سمیع صاحب نے خواب میں آنے والے خلیفہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی صورت میں بیعت لیتے دیکھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان لکھ رہا ہوں جو کہ میری کیفیت خلیفۃ المسیح الخامس کے انتخاب کے دوران بمقام بیت الفضل لندن نماز مغرب اور عشاء تھی۔ وہ کچھ اس طرح سے تھی۔ نماز مغرب وعشاء جمع کی گئی اور اس کے بعد ہم تمام افراد جماعت اس طرح سے صفوں میں بیٹھ گئے اور نئے خلیفۃ المسیح کے انتخاب کا انتظار کرنے لگے۔

ہر آن درود شریف کا ورد اور ساتھ یہ بھی دعا کر رہا تھا کہ اے خدا آنے والا ہر طرح سے جانے والے خلیفہ کا نعم البدل ہو۔ کہ انتخاب کے اعلان سے چند لمحے پہلے میری نظر آسمان پر تھی تو میں نے دیکھا کہ میری پیٹھ کی طرف سے ایک ستارہ ٹوٹا اور کافی دور تک نظر آیا اور قبلہ رخ جا کر اس کی روشنی ختم ہوگئی۔ اس نظارہ کو دیکھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کی جو نشانیاں بتائی گئی تھی کہ ان کی پیدائش پر بہت سارے ستارے آسمان سے ٹوٹیں گے تو دل کو ایک طرح سے یہ تسلی ہوگئی کہ انشاء اللہ آنے والا خلیفہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خصوصیات کا مظہر ہوگا۔ اس کے چند منٹ بعد مائیک سے جناب مولانا راشد صاحب کی آواز آئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نئے خلیفہ کا انتخاب عمل میں آ گیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوگئے ہیں۔ ان کے اعلان میں جو الفاظ مجھ تک پہنچے وہ یہ تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ استخارہ میں تشریف لائے اور انہوں نے حضرت مرزا مسرور احمد کی بیعت لی......دل کو تسلی ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا تعالیٰ نے ناصر الدین کا خطاب عطا کیا تھا۔ انشاء اللہ یہ خلیفہ بھی ناصر الدین ہوگا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 713۔ تاریخ تحریر 2/نومبر 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے مشابہت

مکرم رانا آفتاب احمد صاحب کو خواب میں آنے والے خلیفہ کی مماثلت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے بتائی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''خاکسار نے خلافت خامسہ کے انتخاب سے ایک ماہ قبل خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ جیسا کہ جلسہ کے دنوں میں ہوتے ہیں۔ میری ملاقات حافظ مظفر احمد صاحب اور سید نصرت پاشا صاحب سے ہوئی ہے۔ ہم لوگ ایک کمرے میں چلے جاتے ہیں۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب بتاتے ہیں کہ خلافت کا انتخاب ہو رہا ہے۔ میں دیکھ کر آتا ہوں کہ کون خلیفہ بنے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد آ کر بتاتے ہیں کہ حضرت مرزا طاہر احمد ہی دوبارہ خلیفہ منتخب ہوگئے ہیں۔ ہم سب لوگ بہت خوش ہیں اور دعا کرنے لگ جاتے ہیں۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 597۔ تاریخ تحریر 8/جولائی 2004ء)

دور خلافت خامسہ کی خصوصیات

مکرم لیمن اینجی صاحب گیمبیا نے اپنی رؤیا میں آنے والے خلیفہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے جسم میں بڑا اور قد میں لمبا دیکھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کثیر تعداد میں لوگ ایک نئے خلیفہ کی طرف بڑھ رہے ہیں جو کہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نہیں ہیں۔ یہ خواب 20/فروری 2003ء میں دیکھی۔ جب لوگ اکٹھے ہو رہے تھے تو یکدم انہیں حکم ہوا کہ ٹھہر جائیں کیونکہ دونوں مرد و خواتین اکٹھے چل رہے تھے۔ اور یہ جو ٹھہر جانے کا حکم ہوا تھا۔ یہ ایک کسی پکارنے والے آلے سے دیا جا رہا تھا اور جب لوگ ٹھہر گئے تو مجھے اندازہ ہوا کہ مرد عورتوں کو ایک بڑے فاصلے سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد لوگوں کو حکم ہوا کہ تیزی سے دوڑتے ہوئے نئے خلیفہ کی طرف بڑھو۔ تب مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ کسی سنجیدہ دوڑ میں شریک ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو بڑی تیزی سے دوڑتے ہوئے پایا یہ ہرگز آسان دوڑ نہیں تھی۔ بہر حال مجھے اس بات کا ایک حد تک افسوس ہوا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ عورتیں اس دوڑ میں مجھ سے آگے نکل گئی ہیں۔

جب تمام لوگ گزر گئے میں حیرانگی سے کیا دیکھتا ہوں کہ ہر قسم کے جانور بھی اس سمت میں دوڑ رہے ہیں وہ انتہائی برق رفتاری کے ساتھ دھول اُڑاتے ہوئے دوڑ رہے تھے۔ میں اس جگہ کی کشادگی سے حیران رہ گیا۔ جہاں یہ

واقعہ ہو رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے سفید فاختائیں بھی ساری دنیا سے اڑتے ہوئے نئے خلیفہ کی طرف آتے ہوئے دیکھیں۔ انہوں نے سارے آسمان کو آرام سے اڑتے ہوئے سفید رنگ سے بھر دیا تھا۔ بالآخر جس خلیفہ کو میں نے دیکھا ان کا وجود بڑا اور لمبا تھا۔ حضرت خلیفہ طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کے جسم سے۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 588 تا 590۔ تاریخ تحریر 10/اپریل 2006ء)

زمانہ خلافت خامسہ کا لمبا ہونا

مکرم ایس اے کیو سیف الدین آف انڈیا اپنی خواب کی تعبیر میں بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے 18/اپریل 2003ء کی رات کو دیکھا کہ میں دھواں سا ہی یہ سن کر گیا ہوں کہ سید یعقوب الرحمان صاحب (جماعت کے مخلص دوست) کا انتقال ہو گیا ہے۔ دوسرے لوگ بھی تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کی لاش پڑی ہوئی ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں اور میں بھی افسوس کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ دوسرے دن 19/اپریل کو خبر ملی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی وفات ہو گئی ہے..... میں نے اپنی جانب سے یہ تفہیم کی

(i) جناب یعقوب الرحمن کی عمر 90 سال ہے اس لئے حضور کی عمر لمبی ہو گی۔

(ii) نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے لڑکے یوسف علیہ السلام کی صفت لے کر حضرت مرزا مسرور احمد آئے ہیں۔ لیکن اپنے اور بیگانوں کی طرف سے کچھ ہلکی سی مخالفت ہو گی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام گھرے ہوئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعہ بہت بلند شان والا بنا دے گا۔ اور مطلع بالکل صاف کر دے گا اور زبردست ذہن و فہم دے گا اور درجات بلند کرے گا اور حضور کا حسن سلوک مخالفوں کے دل جیت لے گا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 633۔ تاریخ تحریر 7/ستمبر 2004ء)

آنے والا خلیفہ ''نعمت اللہ''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور صفاتی نام ''نعمت اللہ'' خواب میں دکھایا گیا۔ مکرم حافظ عبدالاعلیٰ طاہر صاحب بیان کرتے ہیں: ''خاکسار نے ایک ماہ قبل خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی وفات دیکھی اور جو چہرہ وفات کے بعد MTA پر ہم نے دیکھا بعینہٖ یہی چہرہ خواب میں نظر آیا۔ بڑا ہشاش بشاش چہرہ گویا کہ ابھی سو کے اٹھ جائیں گے۔ خاکسار نے اپنا خواب کسی کو نہ بتایا۔ کسی کو بتانے کا حوصلہ ہی نہیں پڑ رہا تھا۔ حضور رحمہ اللہ کی وفات سے لے کر خلافت کے انتخاب تک ہمہ وقت یہی دعا کرنے کی توفیق ملی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر آزمائش سے بچائے اور جلد خلافت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائے۔

یہی دعا کرتے ہوئے خاکسار رات کو سویا خواب میں خدا تعالیٰ نے دکھایا کہ ایک خوبصورت گاڑی آکر رکی ہے۔ اس میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اترے ہیں۔ ایک اور دوست ساتھ ہیں ان کی پہچان نہ ہو سکی۔ خاکسار کے کانوں میں آواز آئی ''نعمت اللہ، نعمت اللہ''۔ اس کے ساتھ ہی خاکسار کی آنکھ کھل گئی۔ خاکسار اٹھا وضو کیا نوافل پڑھے۔ رات 3:40 بجے انتخاب خلافت کا اعلان ہوا تو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔'' (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 598۔ تاریخ تحریر 29/اپریل 2003ء)

اپنے دادا حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے روپ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتخاب سے قبل آنے والی رؤیا میں ایک نہایت اہم بات ان اعلیٰ صفات سے تعلق رکھتی ہے جن کی پیشگی خبر دی گئی کہ آپ نہایت عمدہ اور پاکیزہ صفات کے حامل اور صاحب شرف وحشمت ہوں گے۔ بعض مبارک ناموں میں سے ایک نام آپ کے دادا حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کا ہے جن کے روپ میں آپ کو مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ کریم احمد نعیم صاحب ہیوسٹن امریکہ نے دیکھا وہ بیان کرتی ہیں کہ ''جس دن خلافت خامسہ کا انتخاب ہونا تھا۔ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جنہیں مجھے بچپن میں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ کالی اچکن پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کچھ کاغذات ہیں اور دھندلا سا نظر آیا کہ دو پگڑی والے کھڑے ہیں جن کو وہ کاغذات دے رہے ہیں۔ صبح اُٹھ کر میں نے یہ خواب اپنی بڑی بیٹی کو نیویارک میں سنائی اور کہا کہ شاید مرزا مسرور احمد

صاحب خلیفہ بنیں گے۔ بہرحال دعا کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے غم کو خوشی میں بدلتے ہوئے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو تاج خلافت پہنادیا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 716۔تاریخ تحریر 20رجون 2004ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے روپ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو آپ کے والد مرزا منصور احمد صاحب کے روپ میں بھی دکھایا گیا جیسا کہ مکرم نصیر احمد صاحب شارلٹ۔امریکہ نے بیان کیا ہے:''20راپریل کی رات انتخاب سے ایک رات پہلے خواب میں دیکھا۔ایک Paper پر کالے مارکر سے موٹے الفاظ میں لکھا ہے''مرزا منصور احمد''اسی رات یہ خواب دودفعہ دیکھا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 660۔تاریخ تحریر 25راپریل 2003ء)

مسز نصرت ممتاز صاحبہ ملک زوجہ نسیم احمد شاہد صاحب نے رؤیا میں دیکھا کہ نیا خلیفہ''ابن منصور''ہوگا وہ بیان کرتے ہیں کہ''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کی وفات والے دن منڈی بہاؤالدین میں خدام وانصار کا اجتماع ہورہا تھا کہ میرے بیٹے نے اطلاع دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) انتقال فرما گئے ہیں۔ یہ سن کر میں رونے لگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے لگی کہ اے اللہ تعالیٰ بتا کہ اب خلیفہ وقت کون بنے گا۔تو میرے کان میں تین دفعہ یہ آواز آئی کہ ابن منصور،ابن منصور،ابن منصور......پھر جب اعلان ہوا کہ خلیفۂ وقت مرزا منصور احمد صاحب کے بیٹے،مرزا مسرور احمد صاحب منتخب ہوگئے ہیں تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 65۔تاریخ تحریر 18راپریل 2005ء)

آنے والا خلیفہ''قاضی''

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو''بطور قاضی''بھی دکھایا گیا جیسا کہ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شریف صاحب بیان کرتے ہیں:''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات پر دل بہت اداس تھے ......اس دوران خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ربوہ میں لوگ اکٹھے ہیں اور سیلاب ہے عوام کا اور ایک ہاتھ پر بیعت ہورہی ہے۔میں اپنے دوستوں سے پتہ کرتا ہوں کہ کس کی بیعت ہورہی ہے۔تو پتہ چلتا ہے کہ ربوہ کے قاضی کی بیعت ہورہی ہے چنانچہ میں بھی بیعت کر لیتا ہوں۔صبح اٹھنے کے بعد خاکسار اپنی لاعلمی میں نظر دوڑاتا ہے کہ ربوہ کا کون سا قاضی ہے جس کی بیعت خاکسار نے خواب میں کی ہے۔تو دل تسلی نہیں پاتا۔چنانچہ ایک یا دودن کے بعد جب حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا اعلان بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہوا تو اس وقت بیعت تو کر لی مگر دل میں ایک بات تھی کہ خواب میں تو میں نے بیعت قاضی کی کی تھی مگر آج اعلان امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صاحب کا بطور خلیفۃ المسیح کیا گیا ہے۔خدا پر یقین رکھتے ہوئے بیعت کی کہ میری خواب ممکن ہے سچی نہ ہو مگر یہ اعلان بہرحال سچا ہے اور یہ خدائی سلسلہ ہے......اس کو بھلانے کی کوشش کی کیونکہ خواب ایسی تھی جیسے کہ نظارہ صاف اور ستھرا ہے۔بہرحال اگلے ہی دن جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (رحمہ اللہ) کا خطبہ جمعہ فرمودہ 12دسمبر 1997ء M.T.A نے بار بار نشر کیا جس میں حضور(رحمہ اللہ) نے قاضی کا لفظ ہی استعمال کیا کہ وہ قاضی تھے۔یہ خطبہ سن کر اتنی تسلی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔میں وہ جذبات نوک قلم پر نہیں لاسکتا کہ کس طرح میرے رب نے میری تسلی کے سامان پیدا کئے۔''(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات،کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 665۔666۔تاریخ تحریر 27راکتوبر 2005ء)

آنے والا خلیفہ''عزیز''

ایک خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا صفاتی نام''عزیز''بھی آیا ہے عزیزم مکرم بابوسرا ے ایس سووے صاحب طالب علم یونیورسٹی آف گیمبیا نے بیان کیا کہ''مورخہ 20،19راپریل 2003ء جب کہ میں اپنے گاؤں میں چھٹیوں پر تھا میرے بڑے بھائی Muhammd A.S Sowe نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی۔مورخہ 16راپریل 2003ء بروز سوموار کی شب ایک واضح خواب میں مَیں نے ایک شخص کی تصویر دیکھی۔سفید پگڑی کے ساتھ بالکل ویسی ہی جیسی کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پہنا کرتے تھے اور تصویر کے نیچے لکھا ہوا تھا ''حضرت مرزا مسرور عزیز احمد'' مجھے بتایا گیا کہ حضرت مرزا مسرور عزیز احمد نئے خلیفہ ہیں۔

کچھ دنوں بعد میں مشن ہاؤس بارہ (Barra) گیا اور اپنی خواب ایریا مشنری استاذ عیسیٰ جوزف کو سنائی اور اسی روز مشن ہاؤس بارہ میں MTA کے ایک پروگرام میں جو دوبارہ نشر ہو رہا تھا میں نے سکرین پر ہو بہو ایسے شخص کو دیکھا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا اور وہ ہمارے نئے منتخب خلیفہ، خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ تھے۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 627۔تاریخ تحریر 10/اپریل 2006ء)

آنے والا خلیفہ ''سیف اللہ''

ایک خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''سیف اللہ'' کا ذکر ہے۔مکرمہ طاہر نورین صاحبہ جرمنی بیان کرتی ہیں کہ ''جس رات خلافتِ خامسہ کا انتخاب تھا۔میں ٹی وی (M.T.A) پر دیکھ رہی تھی۔پھر سوچا دو نفل ادا کروں۔نفل ادا کرنے کے بعد M.T.A دیکھتے دیکھتے مجھے چند منٹ کے لئے نیند آ گئی۔سیف اللہ،سیف اللہ کی آواز آئی اور میں جاگ گئی۔ادھر ادھر دیکھا پھر M.T.A دیکھنے لگ گئی اور چند منٹ بعد خلافت خامسہ کا اعلان سنا۔(الحمدللہ)''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 729۔تاریخ تحریر 16/جون 2003ء)

سیف اللہ کے معنے ہیں اللہ کی تلوار اور یہ لقب رسول اللہ ﷺ نے فاتح شام و عراق حضرت خالد بن ولیدؓ کو عطا کیا تھا۔جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس جمالی دَور میں یہ اشارہ ہے کہ آنے والا خلیفہ بلاخوف و خطر حق و صداقت کا اعلان کرنے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس میدان میں غیر معمولی جرأت و شجاعت عطا فرمائے گا اور خاص الٰہی رعب سے آپ کو نصرت عطا ہوگی۔

آنے والا خلیفہ ''شیر''

مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب آئی سپیشلسٹ حیدر آباد (AMA پریذیڈنٹ) نے خواب میں حضور انور کو شیر کی صورت میں دیکھا، وہ بیان کرتے ہیں: ''خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت وہ کراچی میں تھے اور طبعاً ایک پریشانی کا عالم تھا۔انتخاب خلافت کے تین چار روز بعد انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند مقام پر ایک شیر بیٹھا ہوا ہے جس کا منہ مشرق کی طرف ہے اور ڈاکٹر صاحب موصوف اس کے سامنے کھڑے ہیں۔آسمان سے ایک روشنی اتر رہی ہے جو مسلسل پھیلتی چلی جارہی ہے اور اس شیر کے اوپر پڑتی ہے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو مخاطب کرکے کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔اور اس شیر کو مخاطب کرکے یہ آواز آتی ہے: ''الیس اللہ بکاف عبدہٗ'' کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں۔(بیان کردہ اجلاس حیدر آباد مورخہ 22/جنوری 2022ء)

''مجھے دنیا کی کوئی طاقت اور دشمن پکڑ نہیں سکتا''

اسی طرح ایک خواب میں مکرم نسیم احمد شاہد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک سفید کبوتر کی صورت میں دیکھا جسے ایک بھورے رنگ کا بلا پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ بیان کرتے ہیں: ''مورخہ 19,20/اپریل 2003ء کی درمیانی رات تقریباً 3,4 بجے صبح لیٹے ہوئے خواب میں دیکھا کہ میرے سینہ پر ایک سفید رنگ کا کبوتر آکر بیٹھا ہے۔اسی دوران میں اپنے بائیں طرف ایک بھورے رنگ کا بلّا جو کبوتر کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔دیکھتا ہوں فوراً ہی کبوتر کی شکل صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی پاک صورت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔اور وہ اوپر کی طرف چلے جاتے ہیں اور بلّا غائب ہوجاتا ہے۔اور ساتھ ہی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کی غائبانہ آواز سنائی دیتی ہے۔کہ ''مجھے دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی دشمن پکڑ نہیں سکتا۔''

(جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف و رؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 670۔تاریخ تحریر 28/نومبر 2005ء)

آنے والا خلیفہ ''بشیر الزماں''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام بشیر الزمان یعنی زمانے کو بشارتیں عطا کرنے والا بھی ایک خواب میں بیان کیا گیا ہے۔مکرم

ڈاکٹر رشید سید اعظم صاحب۔امریکہ بیان کرتے ہیں کہ ”19؍اپریل 2003ء کی صبح تہجد سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک خوبصورت باغ میں جمع ہیں اور بہتے ہوئے شفاف پانی سے وضو کر چکے ہیں۔ ایک فرشتہ نما بزرگ کہتے ہیں کہ ”بشیر الزماں“ پیدا ہو چکے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنی اہلیہ کو حضور (رحمہ اللہ) کی وفات کی خبر سے پہلے سنا دی تھی میری تفہیم یہی ہے کہ یہ خواب خلافت خامسہ سے منسلک ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ”بشیر الزماں“ بھی ہے۔ واللہ اعلم“ (جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الٰہی اشارے صفحہ 645۔ تاریخ تحریر 29؍مئی 2003ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جماعت کو غلبۂ اسلام کی خوشخبریاں دیتے آئے ہیں۔ اہل فلسطین کو مخاطب کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کی خبر دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جو ترقی ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے، ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جماعت کا تعارف ہو گیا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہو گیا ہے۔ تو ہمیں امید ہے کہ جلد ان شاء اللہ آئندہ بیس، پچیس سال جماعت کی ترقی کے بہت اہم سال ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اکثریت ان شاء اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے جھنڈے تلے آجائے گی یا کم ازکم مسلمانوں میں سے اکثریت ایسی ہوگی کہ جو یہ تسلیم کرنے والی ہوگی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔“ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کبابیر جماعت کے ساتھ آن لائن، ورچوئل ملاقات مورخہ 5؍جون 2021ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت خلافت کی کما حقہ قدر کرنے کی توفیق دے اور کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کی دائمی برکات سے ہمیں وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 28 مئی 2022ء)

❁❁❁❁❁❁❁

خلافت خدا کی نمائندگی



(عبدالسّلام اسلام۔لندن)

وہ رشک ملائک یہی تاج ہے	یہی آدمیت کا معراج ہے
یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری	یہ تکوین کا نقطہ محوری
نظام خلافت ہے پائندہ تر	اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر
عدُوّ مُبیں اس سے پامال ہے	قبائے خلافت تری ڈھال ہے
ازل سے ابد تک یہ اعجازِ قُم	یہی روحِ مردہ کو آواز قُم
یہ ہے چشم گیتی میں تِل کی طرح	یہ سینہ ہستی میں دل کی طرح
شہی کا نہ جمہوریت کا ہے راج	یہ دونوں کا گویا حسیں امتزاج
بظاہر یہ جمہور کا ساز ہے	مگر قدرتِ حق کی آواز ہے
خلیفہ گو چنتے ہیں اہل وفا	مگر اُس میں ہوتی ہے حق کی رضا
خلافت خدا کی نمائندگی	اسی کی جھلک اور درخشندگی
جمالی صفت میں رحیم و کریم	یہ شان جلالی میں ضرب کلیم
ملے نورِ حق کو تھے مظہر نئے	بدلتا رہا تھا یہ پیکر نئے
یہ داؤدؑ و آدمؑ میں تھا جلوہ گر	ازل سے ابد تک یہ محو سفر
بنا مصطفیٰﷺ اس سے شمسُ الضّحٰی	تو مہدیؑ ہوا مثل بدرُ الدُّجیٰ
یہ صدیقؓ و فاروقؓ وعثمانؓ میں	یہ حیدرؓ پہ اُترا نئی شان میں
اگر نورِ دیںؓ میں یہ تھا جلوہ گر	تو محمودؓ تھا اس سے رشکِ قمر
یہ ناصرؒ میں طاہرؒ میں مسرور میں	شرابور تینوں اسی نُور میں
یہ زندہ تو زندہ ہے دین متیں	یہ قدرت کے جلووں کا عکسِ حسیں
اسی سے سدا محو پرواز تُو	فرشتوں سے بڑھ کر فلک باز تُو

اگر پاسبانی کا احساس ہے
سدا یہ امانت تیرے پاس ہے

❁❁❁❁❁❁❁



خمخانہ عشق میں ایک رات: اللہ تعالیٰ کا حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سے اپنی محبت کا اظہار

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے ایک کشف کی روئیداد

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے اپنے ایک مضمون بعنوان'' خمخانہ عشق میں ایک رات''   میں اپنا ایک حیرت انگیز روحانی تجربہ بیان کیا ہے۔ یہ مضمون جو کہ الفضل قادیان مورخہ 3 نومبر 1936ء میں چھپا تھا، واقعی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ واقعہ کشفی اور الہامی کیفیات کا مجموعہ ہے۔ ہم اسے مکالمۂ الٰہیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ دسمبر 1920ء کی بات ہے۔ حضرت میر صاحب کی عمر اس وقت 39 برس تھی۔ ایک رات آپ مسجد مبارک قادیان میں عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھتے دیکھتے مسجد نمازیوں سے خالی ہوگئی اور آپ تنہا رہ گئے۔ حضرت میر صاحب بھی مسجد کی سیڑھیاں اُترنا شروع ہوئے کہ عشق الٰہی کی ایک عجیب کیفیت نے از خود آپ کے دل میں جوش مارا۔ گویا یہ کیفیت آپ کے دل پر نازل کی گئی۔ ساتھ ہی آپ کو مسجد کے اندر سے ایک غیبی آواز آئی کہ:'' میرا گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلا ہے؟ اور پھر ایسے خلوت کے وقت میں جو آئندہ کبھی میسر نہیں آئے گا؟'' یہ آواز سن کر آپ اُلٹے پیروں واپس مسجد کی سیڑھیاں چڑھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر یہ حکم ہوا کہ'' حریمِ قُدس کا رستہ بھول گیا ! یہ سیڑھیاں تو خمخانہ عشق میں نہیں آتیں۔ نہ یہ عاشقوں کا راستہ ہے۔'' پھر خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ:'' آنا ہے تو پُرانی سیڑھیوں کی طرف سے آ۔ اور سر کے بل آ۔ اور گریبان چاک کرکے آ۔ ''

چنانچہ اس الٰہی حکم کی تعمیل میں حضرت میر صاحب نے اُن قدیم اور تنگ سیڑھیوں کا رستہ اختیار کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام استعمال فرماتے تھے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے عاشق اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے، اسی لئے وہ پُرانی سیڑھیاں ہی عاشقوں کا راستہ کہلائے جانے کے لائق تھیں۔ حضرت میر صاحب نے اس وقت ایک بے اختیاری کی حالت میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گریبان چاک کیا۔ پرانی سیڑھیوں کی دہلیز پر پہنچے تو پھر حکم ہوا :''اے اَشْعَث اَغْبَر لے اُٹھ اور اوپر چل۔'' اَشْعَث اَغْبَر سے مراد بکھرے بال اور غبار آلودہ پیشانی والا شخص ہے۔ چنانچہ آپ نے پھر سیڑھیوں کو اِس طرح قدم بہ قدم طے کیا کہ ہر زینہ پر سجدہ کرتے اور پھر اپنی داڑھی سے اسے صاف کرتے اور پھر اگلے زینے کی طرف بڑھتے۔ آپ نے سیڑھیوں کا یہ مختصر سا رستہ زینہ بہ زینہ ایک گھنٹے میں طے کیا۔ مسجد میں پہنچ کر پھر آپ عبادت اور دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ اس راز و نیاز کے دوران حضرت میر صاحب نے اللہ تعالیٰ سے اُس کی بخشش طلب کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ'' مفت؟'' حضرت میر صاحب نے عرض کیا'' میں کیا پیش کرسکتا ہوں۔ جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی دیا ہوا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

'' جان اور ایک چیز سب سے عزیز''

اِس حسین و دلنشین مکالمۂ الٰہیہ کے بعد حضرت میر صاحب کی تہجد جاری رہی۔ تہجد اور فجر کے درمیانی وقت میں جب کہ آپ محراب کے پیچھے پہلی صف میں بیٹھے تھے، کوئی دبے پاؤں خاموشی سے آپ کے پیچھے سے گزرا حضرت میر صاحب نے سر اُٹھا کر دیکھا تو بحالت بیداری آپ کو کشفاً اپنے سامنے ایک بہت بڑا آئینہ دکھائی دیا۔ تب آپ کو یہ احساس ہوا کہ جو ہستی آپ کے پیچھے تھی، وہ اِس آئینہ میں اپنا جلوہ آپ کو دکھانا چاہتی ہے۔ پھر اچانک آنکھ کو چندھیا دینے والا ایک نور اس آئینہ میں ظاہر ہوا جسے نظر بھر کر دیکھنا ناممکن تھا۔ لیکن حضرت میر صاحب نے پھر بھی ہمت کرکے اس آئینہ میں جلوہ گر خدا تعالیٰ کی تجلّی کو نظر بھر کر دیکھ ہی لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وہ نورانی تجلّی اسی طرح آہستہ آہستہ اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئی۔ حضرت میر صاحب کے اپنے الفاظ میں'' یوں معلوم ہوتا تھا کہ اُس جانِ جاناں نے مجھے اپنا رخِ زیبا دکھانے کیلئے یہ شکل آفتابِ نصف النہار کی اختیار کی ہے اور میں نے اِس تمام ناز و انداز کے اندر

ایک ارادہ، ایک مذاق، ایک شوخی، ایک ترحّم اور ایک محبت کی نظر کو بچشمِ خود ملاحظہ کیا۔'' حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں سے تھے، جن کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے کہ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنی وہ خدا کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ دیدار کے اسی شوق نے آپ کو مجبور کیا کہ اس روحانی تجربہ کے دوران آگے بڑھ کر اور ہمت کر کے، اس نور کا نظر بھر کر مشاہدہ کریں کہ جس نور کی تاب آنکھیں نہیں رکھتیں۔ صبح ہوتے ہی حضرت میر صاحب نے اللہ تعالیٰ سے اشارہ پا کر، پہلے ایک سیاہ بکرا اور ایک سفید مینڈھا قربان کئے۔ پھر اپنی عزیز ترین جائیداد یعنی آپ کا وہ ذاتی مکان جو مسجد مبارک قادیان کے عین ساتھ تھا اور جس کا نام آپ نے ''کنج عافیت'' رکھا تھا وہ جماعت کو دے دیا۔ پھر جب گھر پہنچے تو اپنی عزیز بیٹی سیّدہ مریم صدیقہ پر نظر پڑی۔ آپ نے اُسی وقت اپنی بیٹی کو گود میں اُٹھا کر یہ دعا کی کہ ''اس کا نام ہی شاہد ہے۔ میرا پہلے بھی یہی ارادہ تھا۔ اب اسے بھی قبول فرمائیے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ'' اس حسین روحانی تجربہ پر جو کیفیت حضرت میر صاحب کے دل کی تھی، وہ آپ کے اپنے الفاظ میں پڑھنے کے لائق ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''زہے نصیب وہ اور مجھے اپنا چہرہ دکھائیں۔ وہ اور مجھ سے میری جان کا مطالبہ کریں۔ وہ اور مجھ سے ایک عزیز چیز کی نذر طلب فرمائیں۔'' مسجد مبارک اور دارالمسیح کے قرب میں واقع آپ کی عزیز جائیداد ''کنج عافیت'' وقف ہونے کے بعد اخبار الفضل کے دفتر کے طور پر استعمال ہوئی اور پھر بعد میں جماعت کے ہسپتال کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ گویا حضرت میر صاحب کا یہ نذرانہ اسی وقت قبول ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نذرانے کی قبولیت کا یوں ثبوت دیا، کہ ''کنج عافیت'' سلسلۂ احمدیہ کے مختلف مقاصد کے لئے کام آتا رہا اور وقف رہا۔

حضرت میر محمد اسماعیل نے اپنی پہلی بیٹی کا نام ''مریم صدیقہ'' اِس نیت سے رکھا تھا کہ وہ حضرت مریم کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہو، اور اسی بیٹی کا دوسرا نام آپ نے ''نذرِ الٰہی'' بھی اسی خیال سے رکھا تھا۔ یہ فکر حضرت میر صاحب کو بدستور لاحق رہی کہ ''مریم صدیقہ'' کی صورت میں پیش کئے جانے والا نذرانہ قبول ہوا ہے یا نہیں۔ یہ فکر تقریباً 15 سال حضرت میر صاحب کو دامنگیر رہی۔ بالآخر خدا کی درگاہ میں اس نذرانے کی قبولیت کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ آپ کی عزیز بیٹی سیّدہ مریم صدیقہ کا ہاتھ، آپ کی بڑی بہن حضرت (اماں جان) نے اپنے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے مانگ لیا۔ 1935ء میں سیّدہ مریم صدیقہ بنت حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی شادی حضرت مرزا محمود احمد ابن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوئی۔ خلیفۃ المسیح کی بیگم کی حیثیت سے حضرت سیّدہ مریم صدیقہ (حضرت چھوٹی آپا) نے اپنا فرض خوب نبھایا اور اپنی زندگی خدمتِ دین اور تعلیمِ قرآن کیلئے وقف رکھی۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی حیثیت سے دنیا بھر کی احمدی عورتوں کی تربیت اور تنظیمی رہنمائی بھی کی اور یوں ''نذرِ الٰہی'' کے نام کی حقدار ٹھہریں۔ رہا معاملہ ''جان'' کے نذرانہ کا، سو وہ بھی خوب انداز میں قبول ہوا۔ آپ کی دوسری بیٹی سیّدہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت میر صاحب کو ایک کشف میں ایک ہاتھ کا سایہ دکھایا گیا۔ پھر وہ ہاتھ کا عکس لفظ ''اللہ'' میں تبدیل ہو گیا۔ پھر آپ کی توجہ لفظ ''اللہ'' کے اعداد کی طرف پھیری گئی۔ لفظ ''اللہ'' کے اعداد 66 بنتے ہیں۔ 'الف' کا 1، 'ل' کے 30، پھر 'ل' کے 30 اور پھر 'ہ' کے 5۔ یعنی کل 66۔ آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی وفات لفظ ''اللہ'' کے اعداد پر یعنی 66 برس کی عمر میں ہوگی اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس روز جمعہ کا دن ہوگا۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب 18 جولائی 1881ء کو پیدا ہوئے اور 18 جولائی 1947ء بروز جمعہ آپ کی وفات ہوئی، یعنی ٹھیک اُس دن جس دن آپ پورے 66 برس کے ہوئے۔ نہ ایک دن زیادہ، نہ ایک دن کم۔ یوں آپ کی جان، کہ جس کا نذرانہ آپ سے مانگا گیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور ارادہ سے عین اتنی عمر میں نذر ہو گئی، جتنے کہ ''اللہ'' کے نام کے اعداد ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس انداز میں، ایک معیّن دن پر، اس جہان سے واپسی اختیار کرنا حضرت میر صاحب کا فعل نہیں تھا اور نہ ہو سکتا تھا، بلکہ اگر کچھ تھا تو فعلِ الٰہی تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویا اپنے بندے کیلئے محبت اور قبولیت کے اظہار کی ایک نادر نشانی تھی۔ اپنے پاک نام اور اسمِ اعظم کے اعداد پر اپنے بندے کو اپنے پاس بُلا کر، جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار خود حضرت میر محمد اسماعیل صاحب پر فرمایا، وہاں دوسری طرف دنیا پر بھی یہ کھول دیا کہ اس بندے کی محبت مقبولِ درگاہ ہوئی ہے۔ جس حسین نام پر آپ زندگی بھر جان دیتے رہے، بالآخر بوقتِ رحلت بھی، اُسی نام پر جان دی۔۔۔



نماز لقائے الٰہی کا پہلا ذریعہ ہے

امتہ الرشید بدر

اللہ تعالیٰ نے اس کارخانۂ عالم کو انسان کی خاطر پیدا کیا اور کائنات کی ہر شے کو اُسکی خاطر مسخّر کیا اور اُس کی خدمت پر لگا دیا۔اس کو صاحب عقل وخرد اور صاحب شعور ہستی کے طور پر پیدا فرمایا۔خیر اور شر کی اُسے پرکھ بخشی۔سوچنے ،سمجھنے اور غور وفکر کا ملکہ عطا فرمایا۔اسی بناء پر اُسے اپنی تمام مخلوقات پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی اور اپنے تمام اخلاق اور صفات کا عکس ظلّی طور پر اپنے وجود سے منعکس کرنے کی صلاحیت بخشی۔اُسے زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا اور اُسکی پیدائش کا مقصد فقط اپنی عبادت،اطاعت اور بندگی قرار دیا اور فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ○

اور میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

(سورۃ الذاریات آیت:57)

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا رشتہ عابد اور معبود کا ہے باوجود اُس کے کہ اُس کی ذات عظیم الشان قوتوں اور لازوال طاقتوں اور حسین تر صفات کی حامل ہے۔کمال احسان اور رحم فرماتے ہوئے انسان جیسی کمزور ہستی کو اذنِ نماز بخشا نہ صرف اذنِ نماز عطا کیا بلکہ نمازوں کو ہم پر فرض کیا اور قیامِ نماز کے ذریعے اپنے قربِ لقاء اور روٗیت کے سامان پیدا فرمائے۔نماز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی کلید اور تمام نعمتوں کی جان ہے۔دیدارِ ہستی باری تعالیٰ کے لئے بمنزلہ آئینہ کے ہے۔نماز حیاتِ روحانی کی ضامن ہے اور روحانی زندگی کا سرچشمہ ہے۔تمام عبادتوں کا مغز ہے۔تمام راحتوں کی کُنجی ہے۔اسی کے ذریعے دیدارِالٰہی ،روئیت الٰہی کی نعمت میسر آتی ہے۔نماز بہترین ذکرِ الٰہی ہے۔بندے کے اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکسار،تذلّل اور عبودیت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

جس طرح جسمانی بقا کے لئے انسان دن میں کئی بار روٹی، پانی اور دیگر غذائیں استعمال کرتا ہے،اسی طرح روحانی زندگی اور روحانی بقا کا ذریعہ نماز ہے۔نماز کے بغیر انسان کی روحانی قوتیں انحطاط پذیر ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔اس کی تمام سوچیں،افکار وخیالات سفلی دنیا کے گرد گھومنے لگتے ہیں۔ذکرِ الٰہی سے بدذوقی اور بُعد پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی لقا روئیت اور محبت اور توجہ سے محروم ہونا شروع ہوجاتا ہے۔حالت نماز میں آپ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔کثرت عبادت،کثرت شکر سے انسان کی توجہ الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے اور انسان کو لِقاءِ الٰہی کی نعمت میسر آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی لِقا جب کسی انسان کو حاصل ہوجاتی ہے تو پھر اُس کے آثار بھی ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ عام انسانوں سے ہٹ کر مختلف سلوک اُس سے فرماتا ہے۔اُس کے افضال و انعامات بارش کی طرح اُس پر نازل ہوتے ہیں۔دنیاوی اور اخروی نعمتوں کے دروازے اُس کے لئے وا کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی فعلی شہادت کے ساتھ اُس پر جلوہ گر ہوتا ہے۔اس سے محبت کا اظہار فرماتا ہے۔رویائے صالحہ اور کشوف اور تائیدات غیبیہ کے ذریعے اُس پر جلوہ گر ہوتا ہے۔اُسے مستجاب الدعوات ہونے کا نشان عطا کیا جاتا ہے۔کثرت سے اُسکی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔اُس کے دوستوں اور بہی خواہوں اہل وعیال کا معین و مددگار ہوتا ہے۔اُسکے دشمنوں کا دشمن ہوجاتا ہے۔ایسا انسان اسی دنیا میں جنت میں سکونت رکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

اس جہاں میں ہے وہ جنت میں ہی بے ریب وگماں
وہ جو اک پختہ توکل سے ہے مہماں تیرا

(درثمین صفحہ 43)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

سجدہ کا اذن دے کر مجھے تاجور کیا

پاؤں تیرے کہاں میرا ناچیز سر کہاں

الغرض نماز مقصدِ حیات، تمام عبادات کی جان، دنیا و آخرت کی کامرانیوں کی کلید، سرچشمہ روحانیت، ایک ایسا حسین سفر جس پر چلتے چلتے منزل لقاء الٰہی بالآخر انسان کا مقدّر بن جاتی ہے۔ نماز اذکار محامد تسبیح و تحلیل کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے انسان کو اذن نماز بخشا۔ وہ عظیم الشان ہستی جس کی سلطنت زمین و آسمان پر حاوی ہے۔ ذرّے ذرّے پر جس کا تصّرف ہے۔ وہ انسان کو اپنے در پر آنے کا نہ صرف اذن دیتا ہے بلکہ جو اس کے دروازے پر آتا ہے اور محبت سے در کھٹکھٹا تا ہے۔ اس کی محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے اور انعامات و اکرام سے نوازتا ہے۔ نماز میں انسان اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے بشرطیکہ نماز اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ ادا کی جائے۔

نماز کے ذریعے انسان لقاء الٰہی کا سفر شروع کرتا ہے اور بالآخر منزل مقصود کو پالیتا ہے۔ درجہ بدرجہ آگے بڑھتا ہے پہلے سستی اور کسل غالب آنے سے نماز میں ذوق اور حضور کا فقدان ہوتا ہے مگر جب نماز پر دوام اختیار کرتا ہے تو رفتہ رفتہ نماز میں حظ اور لذت پیدا ہونے لگتی ہے اور نماز اُس کا محبوب ترین عمل بن جاتا ہے اور نماز ایسی روحانی غذا بن جاتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حقیقی نماز جو اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کو کھینچتی ہے اور اسکے انعام و اکرام کا حقدار انسان کو بناتی ہے۔ وہ یونہی حاصل نہیں ہوجاتی بلکہ لمبی ریاضتوں اور ایک عمر کی کاوشوں کے بعد حاصل ہوتی ہے جس میں کہ انسان اپنے روبرو خدائے بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور دیدارِ الٰہی کی نعمت سے فیض یاب ہوتا ہے۔

تو نماز جو ہے وہ ان سارے انعامات کی کُنجی ہے جب انسان دن میں پانچ مرتبہ اللہ ربُّ العزت کے دربار میں نماز کی صورت میں حاضر ہوتا ہے تو نماز اُس کے ذہن و دل سے اللہ تعالیٰ کی یاد کو محو ہونے نہیں دیتی اور یوں وہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے مگر ایسی نماز میسر نہیں آسکتی جب تک آپکے یقین اور ایمان کی پختگی کمال تک پہنچی ہوئی نہ ہو۔ جب تک انسان رَبِّ اِنِّیْ اَخْتَرْ تُکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ کی عملی تصویر نہ بن جائے۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ کی عملی تصویر نہ بن جائے۔ جب تک اپنے سب معاملات خدا کے سپرد نہ کردے یہ وہ حالت ہے جس کے بارے میں ہمارے پیارے نبی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اُس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اُس چیز سے حاصل کرتا ہے جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کردی ہے، حاصل کرسکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتا اور نوافل کے ذریعے میرا بندہ میرے قریب ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے یعنی میں ہی اُسکا کارساز بن جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکو دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اُس کو پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری کتابُ البرکات حدیقۃ الصالحین صفحہ 236)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات یوں تو نہیں کہ جیسے ایک انسان دوسرے انسان سے ملتا ہے یا اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کرتا ہے بلکہ وہ تو غیر محدود اور بے انتہا عظمتوں والی ہستی ہے۔ اسے انسان انسانی پیرائے میں ملاقات کس طرح کرسکتا ہے۔

جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت نمبر 104 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ: نظریں اُس تک نہیں پہنچ سکتیں مگر وہ نظروں تک پہنچتا ہے۔ وہ بہت ہی باریک بین اور باخبر ہے۔

مطلب یہ کہ اُس لطیف و خبیر ہستی تک انسان اپنی طاقت اور زور سے نہیں پہنچ سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ انسان پر رحم کرکے خود اس تک پہنچتا ہے اُسے اپنے قرب کے اطوار سکھاتا ہے اُس کی ہدایت کے سامان فرماتا ہے۔ انبیاء علیھم السلام کے ذریعے انسان کو اپنی راہوں کی طرف آنے کا عرفان عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لِقاء توجہ رحم اور تفضّل حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری نمازیں حضورِ قلب اور عجز و انکساری کا مرقعٌ ہوں۔ فرمانِ رسول عربی

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق دورانِ نماز ہماری کیفیات ایسی ہوں کہ گویا ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ تو ہو کہ گویا خدا ہم کو دیکھ رہا ہے۔پھر یہ ضروری ہے کہ ہم اُسکے احکامات کی عزت کریں۔اپنے ہر معاملہ کے حل کے لئے ربّ کریم کی طرف رجوع کریں۔اُس کے احکامات کو اہمیت دیں اُن سے بے اعتنائی نہ برتیں۔دوسرا یہ کہ اُسکے احسانات کو یاد کرتے رہیں جو دن رات ان گنت بار ہم پر ہو رہے ہیں جب آپ اپنے دلی جذبات کو محبتِ ذکر شکر اور احسان مندی کے جذبات کے ساتھ قیامِ نماز کی طرف توجہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کا سلوک آپ کے ساتھ عام انسانوں سے الگ ہوتا چلا جائے گا۔عام دنیوی تعلقات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہم اپنے پیاروں کو اہمیت دیتے ہیں بار باراُن سے ملاقات کے خواہاں ہوتے ہیں اُن کی عزت کرتے ہیں۔پسِ پردہ اُن کے ذکر اچھے الفاظ میں کرتے ہیں تو ہمارے اُن کے ساتھ تعلقات مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن جب ہم اپنے قریبی لوگوں سے بے اعتنائی برتتے ہیں اُن سے عدم توجہی کرتے ہیں تو ہم اُن سے قریب ہو کر بھی دور ہو رہے ہوتے ہیں۔سو اللہ تعالیٰ جو تمام رشتوں کی جان تمام محبوبوں سے زیادہ پیارا ہے جس نے ہمیں خلعت وجود بخشا اپنی نعمتوں کو پانی کی طرح ہم پر بہا دیا۔ہماری پیدائش سے پہلے ہماری بقا کے سامان کے طور پر زمین و آسمان اور ان کی ہر شے کو ہماری خدمت پر لگا دیا۔تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی بہت محبت کے ساتھ اُسکا ذکر کریں۔سو جب ہم اس احسان مندی اور شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے بار بار اُس کے در پر حاضر ہونگے تو نتیجتاً اللہ تعالیٰ بھی ہم پر رحم و رأفت کا سلوک فرمائے گا۔ہماری دعائیں اور التجائیں قبول فرمائے گا۔ناگہانی آفات سے ہماری حفاظت فرمائے گا۔دشمن کے بدارادوں سے ہمیں محفوظ رکھے گا۔اگر ہم اُس کے احکامات سے بے اعتنائی برتیں گے،نماز اور دوسری عبادات سے غافل ہونگے،سستی اور کسل رکھیں گے،اس کے بندوں کے حقوق سے غفلت برتیں گے تو سخت کفرانِ نعمت کرنے والے ہونگے اور اس صورت میں ہر گز لقائے الٰہی کی نعمت کو پا نہیں سکیں گے۔اللہ تعالیٰ جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے،تمام ارواح اجسام اور انواع واقسام کی مخلوقات زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے



غزل

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن

فرصت ملی ہے کب مجھے، اب تک پڑے ہیں کام
کیسے کہوں کہ کر دیا سب کچھ ہے اُس کے نام
باقی ہیں وہ جو اَوروں کے پُرسانِ حال ہیں
ساقی نے سب عطا کیے ہیں معرفت کے جام
جاؤ! خدا کے نور کو حاصل کیا کرو
اس شخص سے جو دل کو منوّر کرے مدام
مہمان بن کے آئے تھے رہنے کو چار دن
اب زندگی کی دیکھیے ہونے لگی ہے شام
رونق جہانِ دل کی فقط تیرے دم سے ہے
تیرے بغیر جاناں یہ دنیا ہے ناتمام
میری سنیں تو رات اندھیرے میں کاٹیے
مشعل کا اس کے ذکر سے ہی کیجیے اہتمام
طاؔرق! ہیں یوں تو اس جہاں میں آشنا بہت
اب ڈھونڈ ایسا یار کہ ہو جائیں سارے کام

❁❁❁❁❁❁❁

درمیان موجود ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور حمد وثناء میں رطب اللسان ہے کیوں کہ وہ ہستی ایسی ہے جو تمام عالمیں سفلی اور علوی کو عدم سے وجود میں لانے والی ہے۔اس لئے ہر شے طبعاً اُس سے محبت کرتی ہے اور اُس کی اطاعت میں فنا ہے اور اُس کی طرف کھینچی چلی آتی ہے لیکن ہم اُن کی تسبیح وتحمید اور حمد وثنا اور صلوٰۃ کو سمجھ نہیں سکتے۔اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے کہ

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے جو زمین میں ہے اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی ان میں سے ہر ایک اپنی صلوٰۃ اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور جو وہ کرتے ہیں۔اللہ اس کا

خوب علم رکھتا ہے۔(سورۃ النور آیت 42)

ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر انبیاء اس دنیا میں گزرے ہیں ان سب کا بعثت کا مقصد ہی قیام توحید اور خدا اور اُسکے بندے کے درمیان تعلق استوار کرنا تھا۔شرک اور بت پرستی کے اندھیروں میں گم خود تر اشیدہ اصنام کی پوجا سے نجات دلوا کر معبودِ حقیقی کے آستانہ سے جوڑنا تھا۔خدائے واحد ویگانہ کی عبادت کے مناسک اور عبودیت کے اسلوب سکھانا تھا۔تمام انبیاء نے اس مقصد کے لئے بے انتہا قربانیاں دیں۔مخلوقِ خدا کو قسم قِسم کے اندھیروں اور ظلمات سے نجات دلوا کر توحید کے نور سے منور کیا سب سے بڑھ کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ نے اس راہ میں اپنی جان گداز کی۔قیام نماز اور قیامِ عبادت کے لئے آپ کی تڑپ اور بے قراری کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔قبل از نبوت گھر سے میلوں دور تن تنہا غارِ حرا میں کئی کئی روز یادِ الٰہی اور عبادتِ ربّ دو جہاں کے لئے قیام کرنا،مکہ کی گلیوں میں راتوں کو لا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کا ورد کرتے ہوئے خانہ کعبہ میں نماز تہجد کے لئے تشریف لے جانا آپ کی یہ عاشقانہ حالت دیکھ کر آپ کے جانی دشمن بھی پکار اٹھے کہ عَشِقَ مُحَمَّد رَبَّہٗ رضی اللہ عنہن کہ "محمد اپنے رب کا عاشق ہو گیا"۔کبھی آپ نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتے ہیں،کبھی قیام و رکوع اتنے لمبے فرماتے ہیں کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے ہیں۔آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عائشہ بے قرار ہو کر فرماتی ہیں۔

اے اللہ کے رسول!اللہ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

یادِ الٰہی میں آپ کی نمازوں کی کیفیات کا نقشہ آپ کے ایک صحابی حضرت مطرف نے ان الفاظ میں کھینچا ہے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

ترجمہ:حضرت مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضور کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے دوران نماز آپ کی گریہ وزاری کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 235)

یہ تھے آپ کی عبادت کے رنگ جس کے نتیجے میں ہر آن آپ دیدارِ الٰہی کی حالت میں رہتے تھے۔آپ کی محبت لقاء رؤیت الٰہی کا نقشہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝

(سورۃ النجم آیت 9-10)

ترجمہ:اور وہ یعنی محمد مصطفیٰ بندوں کے اضطراب کو دیکھ کر اور اُن پر رحم کرتے ہوئے خدا سے ملنے کے لئے اُس کے قریب ہوئے اور خدا بھی محمد مصطفیٰ کی ملاقات کے شوق میں اوپر سے نیچے آ گیا اور وہ دونوں دو کمانوں کی شکل میں متحد وتر کی طرح ہو گئے اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔

تو یہ تھے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ کے قرب الٰہی اور لقائے الٰہی کے رنگ جس کے نتیجے میں آپ کو لازوال روحانی رفعتیں عطا کی گئیں۔آپ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

"اے محمد!اگر تیری پیدائش مقصود نہ ہوتی تو یہ کائنات یہ کون و مکاں پیدا نہ کئے جاتے"

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک شعر میں اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ

میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرتِ لولاک
ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک
جو آپ کی خاطر ہے بنا آپ کی شے ہے
میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپ کی املاک

(کلامِ محمود،صفحہ 287)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا یہ شعر اسی مضمون کی عکاسی کرتا ہے۔آپ فرماتے ہیں

گلشن میں پھول باغوں میں پھل آپ کے لئے
جھیلوں پہ کھل رہے ہیں کنول آپ کے لئے

(کلامِ طاہر)

یعنی یہ دنیا اور اسکی تمام رنگینیاں اور گہما گہمی آپ کے دم سے ہے۔آپ وجہ تخلیقِ کائنات ہیں آپ ہی وہ مردِ کامل ہیں جن پر تمام روحانی مراتب ختم ہو گئے۔تمام جہانوں کے راہ سلوک کے راہرو آپ کی خاک پا تک بھی پہنچ نہیں سکتے۔

آپ تو یکتا ہیں۔آپ کے اصحاب بھی یکتا اور ایسی قوم وہ بن گئے کہ جب سے کائنات تخلیق ہوئی ہے چشمِ فلک نے ایسے جانثار لوگ نہیں دیکھے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں دیں۔ جہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کی عملی تصویر بن گیا۔اللہ اور اسکے رسول کی خاطر اور اسکی راہ میں جان و مال و آبرو لٹانے لگے اور وہ جانثاری کی مثالیں قائم کیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے روشن اور رہنما ستارے اور مینارۂ نور بن گئے۔آنحضور ﷺ کی قیام نماز کے لئے بے قراری کی مثالیں جب ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں تو بے اختیار زبان پر درود جاری ہوتا ہے کہ کس طرح بسترِ مرگ پر جب تک چلنے پھرنے کی طاقت رہی، نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور جب چلنے کی، کھڑے ہونے کی سکت نہ رہی تو سہارا لے کر نماز ادا کی۔ پھر آپ کی بسترِ مرگ پر بے قراری اور مضطربانہ نصائح اور صحابہ کو یہ فرمانا کہ یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو کہ جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ دیکھنا میرے بعد تم ایسا نہ کرنا۔پھر حجۃ الوداع میں آپ کی نصائح کہ میں تم میں سر چشمہ توحید کتاب اللہ قرآن حکیم چھوڑے جاتا ہوں اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

غرض خالق اور مخلوق عابد اور معبود کے درمیان آپ واسطہ بن گئے اور وہ پیارا خدا ہاں وہ پیارا خزانہ جس سے مخلوق خدا ناآشنا تھی آپ نے اس سے مخلوق کو روشناس کروایا۔ انسانیت جو درد و الم اور ظلم و ستم کے اندھیروں میں سسک رہی تھی، بھٹک رہی تھی۔آپ اُس کے نجات دہندہ بن گئے۔ پیاس سے مرتی ہوئی تڑپتی ہوئی انسانیت کو خالقِ دوجہاں کی رحمتوں کے چشمۂ صافی تک لے گئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ مہرِ تاباں جو ٹھہرے۔سراج منیر کے ہوتے ہوئے ظلمات کب ٹھہر سکتی تھیں۔

آپ کی پیروی صالحیت، شہادت، صدیقیت اور نبوت کے اعلیٰ وارفع مقامات سے امت کے بہت سے لوگوں کو سرفراز کرتی رہی ہے۔آج بھی کرتی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔خدا کی پاک وحی اور لقا آج بھی آپ کے پیروکاروں کے لئے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

حضرت مسیح موعود جو آنحضرت ﷺ کے عاشق وصادق اور امتی نبی امام مہدی اور مسیح ابن مریم جیسے روحانی مناصب پر فائز فرمائے گئے ہیں۔ جو آنحضور کے اعمال، افعال اور اقوال کی عکسی تصویر ہیں۔آپ نے بھی قیام عبادت اور عشقِ الٰہی میں اپنے آقا اور مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقوش قدم کی بدرجہ اتم پیروی کی ہے۔آپ فرماتے ہیں

انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک اقامِ الصّلوٰۃ نہ کرے۔نماز ایک ایسا شربت ہے جو ایک بار پی لے اُسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور فارغ رہ ہی نہیں سکتا۔ ہمیشہ اُس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔اُسے اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر ہزار بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر بھی اسکا اثر نہیں جاتا۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ 346)

سلطان القلم حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات اعجاز سے کم نہیں۔ روح القدس کی تائید سے لکھی گئی یہ تحریریں دلوں پر گہرا اثر کرتی ہیں۔ دراصل یہ آپ کی وارداتِ قلبی ہیں اور آپ کے دل کی کیفیات ہیں جو آپ اپنی کتابوں میں رقم فرماتے ہیں۔آپ نماز کے انسانی زندگی پر اثرات اور انسانی زندگی میں اس کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے۔خدا تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جیسے انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی خدا کا قدم بڑھتا ہے۔خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں۔اس لئے یہ جن پر ہوتی ہیں اُن کے لئے نشان بن جاتی ہیں۔پیغمبرِ خدا کو دیکھو کہ نبی کریم ﷺ پر اُن کے دشمنوں نے کیا کیا کوششیں آپ کی ناکامیابی کے واسطے کیں مگر ایک پیش نہ گئی۔حتیٰ کہ قتل کے منصوبے کئے مگر آخر ناکامیاب ہوئے۔خدا تعالیٰ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اس کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی شے نہیں کیوں کہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں اور زکوٰۃ بھی صاحبِ مال کو دینی پڑتی ہے ۔آپ فرماتے ہیں کہ

اپنی نماز کو ضائع نہ کریں، اسے ضائع نہ کریں اسکے نتیجے میں آپ کو ایسی طاقت ملے گی کہ آپ کے لئے حسنات پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔آپ خدا کے خاص بندوں میں شمار ہونگے۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب اسلام کا نام رہ گیا تھا۔ قرآن کے الفاظ باقی تھے مسجدیں نمازیوں سے خالی اور ویران تھیں، دلوں میں

شرک، کفر و ضلالت اور بت پرستی اور خدا تعالیٰ سے دوری گھر کر چکی تھی۔آپ نے اسلام کی حیاتِ نو اور نشأۃ ثانیہ، قیام توحید، قیامِ عبادت کا بیڑہ اٹھایا۔اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔خود بھی حد درجہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی پھر اللہ تعالیٰ نے بھی جواباً اسی محبت کا اظہار فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔اللہ تعالیٰ آپ سے اظہار محبت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

اے میرے احمد تجھے بشارت ہو کہ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے میں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا۔تیرا بھید میرا بھید۔تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے میں نے اپنے لئے تجھے چنا تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔(تذکرہ،صفحہ نمبر315) پھر فرمایا

"یا احمدی انت مرادی ومعی یحمدك الله من عرشه"

"اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے اللہ عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے"(تذکرہ صفحہ 239)

سعیٔ قیامِ توحید اور قیامِ عبادات اور قیام نماز کی برکت سے یہ تھی اللہ تعالیٰ سے آپکی ملاقات اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کی بارشیں جو کہ سو سال سے جاری ہیں اور آج تک ہو رہی ہیں۔قومیں آپ سے برکت پا رہی ہیں۔آپ کا نام زمین کے کناروں تک گونج رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود ؓ نماز کے متعلق قرآن کریم کی ایک آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

عبادت کا موقع دینا ایک احسانِ الٰہی ہے مگر افسوس ان لوگوں پر جو نماز کو ایک چٹی سمجھتے ہیں۔رسول کریم نے فرمایا نماز اپنے رب کی زیارت ہے اور زیارتِ الٰہی ایک انعام ہے کوئی اپنے محبوب کی زیارت کو چٹی نہیں سمجھے گا۔آنحضرت ﷺ نے تو عبادت کی یہ شان بتائی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ صحیح نماز یہ ہے کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ لے اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تصور تو ہو کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔"(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 374)

حضرت مصلح موعود ایک عظیم مصلح جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ساٹھ کے قریب الہامات ہوئے جن میں موعود بیٹے کی عظیم الشان مساعی اور آپ کی کامرانیوں کی خبریں دی گئیں کہ وہ آئے گا تو توحید کے نور سے دنیا منور ہوگی۔دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے آپ کا نزول بہت برکت والا ہوگا الغرض بے شمار احسن صفات آپ کی پیشگوئی مصلح موعود میں بیان کی گئیں ہیں۔مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی یہ بھی ہے

خُذُوا التَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ فَارِس

"اے ابنائے فارس توحید کو مضبوطی سے پکڑلو"

یہ الہام بھی آپ کی ذات میں بڑی شان سے پورا ہوا۔آپ نے دس سال کی عمر میں اپنے رب سے یہ عہد کیا کہ اب ساری عمر نماز نہیں چھوڑوں گا اور نہ صرف اس عہد کو اپنی ذات میں نبھایا بلکہ ساری جماعت کو عبادات پر مضبوطی سے قائم فرمایا۔

آپ نے قیامِ عبادات اور لقائے الٰہی پر شاندار لیکچر دیئے۔قیام عبادات اور لقائے الٰہی پر آپ کی شاندار کتابیں ذکرِ الٰہی ،عرفانِ الٰہی اور منہاج الطالبین ہیں جن میں خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو ایسے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ جو بھی ان کا مطالعہ کرتا ہے وہ فقط رسمی عبادت نہیں کرتا بلکہ وہ عرفانِ الٰہی اور دیدارِ الٰہی کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ اُس کی دعائیں قبول فرماتا اور اُس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نماز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

خدا کرے کہ ہم ان نصائح پر عمل کرنے والے ہوں۔خدا کے نزدیک سچے اور پاک وجود بن جائیں۔پس چاہیے کہ پورے ذوق وشوق کے ساتھ حقیقی نمازوں پر ایسی نمازوں پر جن کا نتیجہ لقائے الٰہی ،رضائے الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا افضال و انعامات ہیں، قائم ہو جائیں اور اپنی اس قیامِ نماز کے لئے سعی کو تیز کر دیں جبکہ دنیا کی معمولی معمولی اشیاء کے حصول کی خاطر سخت محنت درکار ہے تو خدا جو ایک قیمتی خزانہ ہے۔اُسے حاصل کرنے کے لئے کس قدر محنت درکار ہوگی۔(صلوٰۃ الوسطیٰ صفحہ نمبر22)

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ

(الانشقاق آیت:7)

اے انسان تو پورا زور لگا کر اپنے رب کی طرف جانے والا ہے اور پھر اُس سے ملنے والا ہے

یہ آیت ہمیں خبردار کر رہی ہے کہ خدا کو پانا لقائے الٰہی کا حصول کس قدر مشکل ہے اور کس قدر محنت اور مشقت اس کے لئے درکار ہے۔

قرآن کریم کے آخری پارے میں سورۃ کوثر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡ ثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ○اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالۡاَبۡتَرُ ○ (سورۃ الکوثر) ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر یقیناً تیرا دشمن ہی ابتر رہے گا

اس سورۃ میں کامیابی کے حصول اور جب کامیابی حاصل ہو جائے دونوں صورتوں میں عبادات اور قربانی اور حصولِ قرب الٰہی کی تلقین فرمائی گئی ہے دینی اور دنیاوی کامرانیوں کا حصولِ قربانی کے بغیر ممکن نہیں پھر منکرین کے لئے قرآن کریم میں بڑی وعید آئی ہے جو مساجد اور عبادت گاہوں سے روکتے ہیں۔ خدا اور اس کے بندے کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

کیا تو نے اس شخص پر غور کیا ہے جو نماز سے روکتا ہے ایسے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ عظیم بندہ ہدایت پر ہو یا تقویٰ کی تلقین کرتا ہو کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس نے پھر بھی جھٹلا دیا اور پیٹھ پھیر لی کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ اُسے دیکھ رہا ہے، خبردار اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اُسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے ایسی پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے ہم ضرور دوزخ کے فرشتے بلائیں گے خبردار اُس کی پیروی نہ کر، سجدہ ریز ہو جا اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کر۔

(سورۃ علق آیات 10 تا 20)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ظالموں کو جو نماز سے روکتے، عبادات میں اور خدا اور بندے کے تعلقات کے مابین رخنہ انداز ہیں وعید سنائی ہے اور عذاب الیم کی خبر دی ہے اور اپنے عبادت گزار بندوں کو ایسے شریروں سے بچنے اور اپنے حضور عبادتیں بجالانے اور اپنا قرب حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

موجودہ دور کے فتنوں اور مظالم سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی عبادات اور ایسی نمازوں کی توفیق عطا فرمائے جو زمانے کی کایا پلٹ دے، باطل بھاگ جائے، دین حق تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے، صداقت کا بول بالا ہو اور باطل اپنی تمام نہوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁



ابن کریم

جہاں میرے آقا جہاں جلوہ گر ہیں
وہاں گویا ہر سو شجر ہی شجر ہیں
جہاں چار سو غنچے کلیاں کھلی ہیں
تو سب ٹہنیوں پہ ثمر ہی ثمر ہیں
وہ عشق حقیقی کی راہیں دکھائے
جو طاعت کریں وہ ظفر ہی ظفر ہیں
اُنہیں کوئی حزن اور نہ خوف وملال
جو اُس کے ہوئے وہ نڈر ہی نڈر ہیں
ہمارے دلائل تو ثابت شدہ ہیں
مگر تیرے دامن حجر ہی حجر ہیں
وہ دیکھو فلک پر گہن خوب ظاہر
جو منکر ہیں اُن کو خطر ہی خطر ہیں
خدا کے محبوں سے کیسی عداوت؟
جہالت کی اُن میں اکٹر ہی اکٹر ہیں
بہتر ۷۲ کو دیکھو کہ اُوندھے پڑے ہیں
دُعاؤں میں اُس کی اثر ہی اثر ہیں
وہ اک تھا منادی کدعہ سے جو اُٹھا
اور اب تو کروڑوں بشر ہی بشر ہیں
عصا کو جو موسیٰ کے تھامے ہوئے ہے
وہ خادم تو اُس کے ببر ہی ببر ہیں
بس اک وار سے سارے کس بل ہیں نکلے
تو طاری وہاں پر سحر ہی سحر ہیں
ہیں شاخیں سماء تک جڑیں ہیں زمیں میں
یہی اَجر ہیں کہ ثمر ہی ثمر ہیں
جو چھینا ہے تم نے خدا نے بڑھایا
ہر اک ملک میں اب نگر ہی نگر ہیں
اُٹھو دیکھو گویا قیامت ہے برپا
بپا چار سو اب حشر ہی حشر ہیں
تم آؤ خلافت کے جھنڈے کے نیچے
و گر نہ تمہیں بس تبر ہی تبر ہیں
کئے جاؤ سجدوں میں تم گریہ زاری
تو آسان پھر سب سفر ہی سفر ہیں
اُنہیں کوئی سطوت ملی نہ ملے گی
دریدہ دہن ہیں شرر ہی شرر ہیں
حلیمؔ ہم کو اُلفت سے حصہ ملا ہے
جو خوشیاں ملیں وہ امر ہی امر ہیں

❁❁❁❁❁❁❁



مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی وجود کے دو نام

ساجد محمود بٹر



آج کل مسلمانوں میں جو غلط خیالات اور عقائد رواج پا چکے ہیں ان میں سے ایک یہ عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی پیشگوئیوں میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے جس مسیح اور مہدی کا ذکر ملتا ہے وہ ایک وجود نہیں بلکہ مسیح علیہ السلام اور امام مہدی الگ الگ شخصیات کے نام ہیں۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے بجسم خاکی نازل ہوں گے اور آپ کے نزول سے پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت کے سربراہ حضرت امام مہدی ہوں گے۔ نزول کے بعد حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ آیئے نماز پڑھایئے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم خود ہی امام بنو وغیرہ۔

احادیث کی کتب کو غور سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدی دو الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور مختلف حیثیتوں کی وجہ سے اس کو مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ جیسے زید اگر بہادر ہو تو اسے شیر کہتے ہیں اور ساتھ شریف النفس بھی ہو تو فرشتہ بھی کہیں گے گویا ایک ہی آدمی کو شیر بھی کہا جا رہا ہے اور فرشتہ بھی۔ اس طرح آنے والے موعود کو اس کی دو حیثیتوں کی وجہ سے دو الگ الگ نام امام مہدی اور مسیح موعود دیئے گئے ہیں۔ ہمارے اس موقف کی تائید کہ مہدی و عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں احادیث مبارکہ کی ابتدائی کتب سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً موطأ امام مالک جو احادیث کی مستند اور بلند پایہ کتاب ہے اور اس کے مؤلف امام مالک (۹۵ھ تا ۱۷۹ھ) پہلے امام ہیں جنہوں نے احادیث کا مجموعہ تیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے آپ سے علم حاصل کیا۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آسمان کے نیچے موطا مالک سے زیادہ صحیح اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

(موطأ امام مالک صفحہ ۱۲ اردو ترجمہ علامہ وحید الزمان اسلامی اکادمی ناشران کتب اردو بازار۔ لاہور)

❁......حضرت امام مالک نے اپنی اس کتاب میں مسیح ابن مریم سے متعلق احادیث کا ذکر تو کیا ہے۔ لیکن امام مہدی سے متعلقہ احادیث کا کوئی ذکر نہیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ امام مالک جیسے جید عالم دین مہدی کی الگ شخصیت کی احادیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

اسی طرح صحیح بخاری جو جمہور محدثین کے نزدیک اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے اس میں مسیح کے ساتھ علیحدہ وجود امام مہدی کے آنے کا ذکر موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کے برعکس نزول عیسیٰ کا باب ہے۔

❁......پھر صحیح مسلم جو صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد سب سے مستند اور معیاری سمجھی جاتی ہے اس میں نزول مسیح کی احادیث تو موجود ہیں مگر اسی زمانہ میں مسیح کے ساتھ امام مہدی کے آنے کا ذکر موجود نہیں، تفصیلی ذکر تو در کنار ان مذکورہ تینوں کتابوں میں آنے والے موعود کے لئے امام مہدی کا لفظ ہی بیان نہیں ہوا۔ تو گویا ابتدائی دور کی ان تین کتب حدیث میں جو انتہائی بلند پایہ کی ہیں اور سند اور معیار میں باقی کتب کے مقابلے میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں امام مہدی کی الگ شخصیت کا ذکر نہ ہونا یہ ثابت کر رہا ہے کہ امام مہدی کی الگ شخصیت کی احادیث موضوع ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مہدی کی احادیث میں اس قدر اختلافات و تضادات پائے جاتے ہیں کہ محدثین کو یہ کہنا پڑا کہ مہدی کی اکثر و بیشتر احادیث جرح اور تنقید سے خالی نہیں ہیں۔ مثلاً علامہ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون میں مہدی کی احادیث کے ذکر میں لکھتے ہیں:

فَهٰذِہ جُمْلَةُ الاَحَادِيثِ الَّتِی خَرَّجَهَا الْأَئِمَّةُ فِي شَأْنِ المَهدِیِّ وَخُرُوجِه آخِرَ الزَّمَانِ وَهِیَ كَمَارَأَيتَ لَم يَخلُص مِنهَا مِنَ النَّقْدِ اِلَّا الْقَلِيلُ وَ الاَقَلُّ مِنهُ۔

(مقدمہ ابن خلدون از عبدالرحمن بن محمد بن خلدون صفحہ ۳۲۲۔ بیروت۔ لبنان)

یعنی اے قاری جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے کہ یہ جملہ احادیث جو ائمہ

حدیث نے مہدی کی شان اور اس کے آخری زمانے میں خروج کے بارے میں بیان کی ہیں۔ یہ جرح وتنقید سے خالی نہیں ہیں سوائے ان میں سے بہت ہی قلیل تعداد کے۔

❁......پھر احادیث کی دو معتبر کتب جو صحیحین کہلاتی ہیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں مسیح کو ہی امت محمدیہ کا امام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث کے الفاظ یہ ملتے ہیں:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام)

یعنی اے مسلمانو! تمہاری کیسی حالت ہوگی جب تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوگا اس حال میں کہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کو ہی امت محمدیہ کا امام قرار دیا ہے اور کسی علیحدہ امام مہدی کا ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ایک طرف حضرت امام بخاری کا مہدی کے متعلق کسی علیحدہ حدیث کا کوئی ذکر نہ کرنا اور دوسری طرف آنحضورﷺ کی اس حدیث کو درج کرنا صاف ثابت کر رہا ہے کہ حضرت امام بخاری کا مسلک بھی یہی تھا کہ مسیح ہی مہدی ہوگا۔ مہدی کسی الگ شخصیت یا وجود کا نام نہیں ہوگا۔ بلکہ مسیح موعود ہی امام مہدی ہوگا۔

پھر صحیح مسلم جس کو صحیح بخاری کے بعد تمام کتب حدیث میں ایک خاص مقام اور امتیاز حاصل ہے اور جس کو صحیح بخاری کے بعد صحیح ترین کتاب کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی مسیح کو ہی مہدی کہا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

یعنی اے مسلمانو! تمہاری کیسی حالت ہوگی جب تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوگا اور وہی تمہاری امامت کرائے گا۔

دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہی تمہارا امام ہوگا۔

ان تینوں حوالہ جات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم جیسے عظیم ترین انسان اس بات کے قائل تھے کہ مہدی کوئی الگ وجود نہیں ہے۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنی صحیحین میں مہدی کی الگ شخصیت کا ذکر نہیں کیا لیکن اس کے برعکس دونوں نے ایسی احادیث درج کر دیں جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کو ہی امت محمدیہ کا امام قرار دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کی اس قسم کی احادیث کا ذکر کرنا ثابت کر رہا ہے کہ یہ دونوں بزرگ مسیح کو ہی مہدی سمجھتے تھے کیونکہ اگر ان کے نزدیک مہدی الگ وجود تھا تو لازماً اس قسم کی روایات درج کرتے جن میں مہدی کو الگ وجود کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

❁......علاوہ ازیں سنن ابن ماجہ جس کا شمار صحاح ستہ (یعنی احادیث کی چھ صحیح ترین کتابوں) میں ہوتا ہے۔ اس میں وضاحت کے ساتھ یہ حدیث ملتی ہے کہ مسیح ہی مہدی ہوگا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ آنحضورﷺ نے فرمایا:۔

لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ ۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

❁......مشہور ومعروف مفسر اور مؤرخ علامہ ابن کثیر نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مشہور حدیث ہے۔

(النہایۃ فی الفتن والملاحم لحافظ ابن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ صفحہ ۲۷ دار الکتب العلمی بیروت۔ لبنان۔ ایڈیشن اول ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

علاوہ ازیں اس حدیث کی سند بھی معیاری ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ چنانچہ اسماء الرجال کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب سے اس حدیث کے راویوں کا ثقہ ہونا ذیل میں لکھا جاتا ہے تا کہ اس حدیث کے معیار کا پتہ چل جائے۔ اس حدیث کے پہلے راوی یونس بن عبد الاعلی الصدفی ہیں۔ اس سے امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ کے مؤلف وغیرہ نے روایات کی ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد اس کو ثقہ قرار دیتے اور اس کی رفعت شان کا ذکر کرتے تھے۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہے۔ اور علی بن حسن بن برید کہتے

ہیں کہ وہ حافظ الحدیث تھا۔ طحاوی نے کہا ہے کہ وہ عاقل تھا اور ابن حبان نے اس کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔

(تہذیب التذیب جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۸ از ابن حجر العسقلانی المتوفی ۵۸۲ھ زیر لفظ یونس بن عبدالاعلی۔ طابع عبدالتواب اکیڈمی، ملتان)

اس حدیث کے دوسرے راوی محمد بن ادریس شافعی ہیں۔ محدثین کے نزدیک ان کا ثقہ ہونا مسلم ہے۔ یہ وہی امام شافعی ہیں جو شافعی مسلک کے بانی تھے۔ تیسرے راوی محمد بن خالد جندی ہیں ان کے متعلق امام ابن معین نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور تہذیب التہذیب میں ابن معین کو امام الجرح والتعدیل لکھا ہے۔ بے شک امام حاکم نے ان کو مجہول کہا ہے لیکن مجہول کا مطلب صرف یہ ہے کہ میں ان کو نہیں جانتا۔ پس حاکم کا محمد بن خالد جندی کو مجہول کہنا ان کا غیر ثقہ ہونا ثابت نہیں کرتا۔

(تہذیب التہذیب زیر لفظ محمد بن خالد الجندی)

چوتھے راوی ابان بن صالح ہیں۔ ابن معین اور عجلی اور یعقوب بن شیبہ اور ابوزرعۃ اور ابوحاتم کے نزدیک ثقہ ہیں۔ اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات راویوں میں شمار کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلداول زیر لفظ ابان بن صالح)

پانچویں راوی حضرت امام حسن بصری ہیں جو ہر طرح سے عادل اور ثقہ مشہور ہیں۔

چھٹے راوی حضرت انس بن مالک ہیں جو صحابی رسول ہیں جن کے ثقہ اور عادل ہونے میں شک کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ حضرت انس اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

پس یہ حدیث مرفوع متصل ہے جس کی صحت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ پھر درایتاً بھی یہ حدیث صحیح ٹھہرتی ہے کیونکہ اس حدیث کے ایک ایک فقرے میں پیشگوئی بیان ہوئی ہے۔ اور اس حدیث کی پیشگوئیوں کو خدا تعالیٰ نے سچا ثابت کر کے اس حدیث کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ مثلاً حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

”لَا یَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْیَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسیٰ ابْنُ مَرْیَمَ“۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معاملات شدت اختیار کر جائیں گے۔ دنیا اخلاقی پستی میں بڑھتی چلی جائے گی اور لوگ حرص و بخل میں ترقی کرتے چلے جائیں گے اور قیامت صرف برے لوگوں پر آئے گی۔ اور سوائے مسیح ابن مریم کے کوئی مہدی نہیں۔

اس حدیث کے پانچ فقرے ہیں اور پانچوں پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔ پہلی تین پیشگوئیاں تو واضح طور پر پوری ہو چکی ہیں۔ چوتھی پیشگوئی کہ قیامت شریروں پر قائم ہوگی کے متعلق غیر احمدی بھی مانتے ہیں کہ ایسا ہی وقوع پذیر ہو گا۔ چنانچہ مفتی رفیع صاحب دیو بندیوں کے عظیم عالم اور مفتی اعظم پاکستان ”علامات قیامت اور نزول مسیح“ کے صفحہ ۱۷۳ پر لکھتے ہیں:۔

”مسلم ہی کی ایک اور حدیث مرفوع صحیح میں ہے
لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ“۔

(حاشیہ صفحہ ۱۷۳)

پس اس لحاظ سے اس حدیث میں مندرجہ امور کا سچا ہونا ثابت کر رہا ہے کہ یہ حدیث رسول اور صحیح حدیث ہے۔ اس پہلو سے لا المھدی الا عیسیٰ والی حدیث روایتاً اور درایتاً دونوں طریق پر پوری ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل ابتدائی کتب حدیث میں بھی یہ حدیث مکمل سند کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

۱۔ مستدرک حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) میں لکھا ہے:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ۔

(مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۴۴۱ کتاب الفتن والملاحم)

یعنی قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ ابن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

۲۔ حلیۃ الاولیاء لحافظ ابی نعیم الاصبہانی متوفی (۴۳۰ھ) میں لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ بْنَ مَرْیَمَ علیہما السلام کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء المجلد الخامس الجزء التاسع صفحہ ۱۶۱۔ لبنان ۱۹۸۰ء)

۳۔ کنز العمال میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ۔

(کنز العمال جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۳، حدیث نمبر ۳۸۶۵۲)

۴۔ تاریخ بغداد المجلد الرابع از حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی

متوفی ۴۶۳ھ صفحہ ۲۲۰ پر بھی انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بیان ہوئی ہے۔ان تمام احادیث میں اس حدیث کے آخری راوی جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک ہیں۔

علاوہ ازیں لا المھدی الا عیسیٰ کی حدیث اتنی معروف اور مشہور تھی کہ امت محمدیہ کے بہت سارے بزرگان اور علماء اپنی کتب میں اس حدیث کو درج کرتے آئے ہیں ان میں سے چند کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:۔

۱۔حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:۔

"قَالَ الْحَسَنُ اِنْ كَانَ مَهْدِيٌّ فَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَاِلَّا فَلَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ "۔

(تاریخ الخلفاء لامام جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۶۳)

کہ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں اگر کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہے۔اور اگر نہیں تو پھر سوائے عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں۔

۲۔علامہ ابن خلدون اپنی کتاب مقدمہ ابن خلدون میں رقمطراز ہیں:۔

"عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا مَهْدِيَ اِلَّا عِيسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ"۔

(مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۲۲ از علامہ عبدالرحمن بن محمد بن خلدون بیروت۔لبنان)

حضرت امام حسن بصری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

۳۔مرزا حسین طبرسی اپنی کتاب "نجم الثاقب" میں لکھتے ہیں:۔

"درشرح دیوان از بعضے نقل کردکہ روح عیسیٰ علیہ السلام درمہدی علیہ السلام بروز کندونزول عیسیٰ عبارت از این بروز است ومطابق اینست حدیث لامہدی الاعیسیٰ بن مریم"۔

(نجم الثاقب از مرزا حسین طبرسی نوری صفحہ ۱۰۲ باب چہارم انتشارات علمیہ اسلامیہ)

کہ شرح دیوان میں بعض کا یہ قول لکھا ہے کہ روح عیسیٰ حضرت امام مہدی میں بروز کرے گی اور نزول عیسیٰ سے مراد یہ بروز ہی ہے اور اسی کے مطابق یہ حدیث ہے کہ عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہیں ہے۔

۴۔حضرت خواجہ غلام فریدؒ فرماتے ہیں:۔

"کسی کا یہ قول صحیح ہے کہ امام مہدی یہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے کیونکہ اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے کہ لَا مَهْدِيَ اِلَّا عِيسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ (عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں)"۔

(مقابیس المجالس ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید۔صفحہ ۴۱۵ مقبوس نمبر ۲۱-جمع و ترتیب مولانا رکن الدین ترجمہ کپتان واحد بخش سیال صاحب طابع بختیار پرنٹرز گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۹ء)

۵۔حضرت علامہ محی الدین ابن عربیؒ متوفی ۶۳۸ھ نے بھی اپنی تفسیر القرآن الکریم میں لَا مَهْدِيَ اِلَّا عِيسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ کی حدیث لکھی ہے۔

(تفسیر القرآن الکریم از علامہ محی الدین ابن عربی جلد ثانی صفحہ ۴۵۱ زیر آیت اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ۔بیروت طبع ثانیہ ۱۹۷۸ء)

پھر بعض اور احادیث صحیحہ میں بھی انتہائی وضاحت وصراحت سے حضرت عیسیٰ بن مریم کو امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ حدیث کی مشہور ومعروف کتاب مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے:۔

۱۔يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا۔

(مسند احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ حدیث نمبر ۹۰۶۸ سند ابی ہریرہ)

یعنی حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ بن مریم کو ملے جو امام مہدی اور حکم وعدل ہوں گے۔

۲۔"المصنف" جس کا شمار ابتدائی معروف کتب حدیث میں ہوتا ہے اس میں یہ روایت ہے۔يَنْزِلُ عِيسىٰ بْنُ مَرْيَمَ اِمَاماً هَادِياً وَ مُقْسِطاً عَدلاً۔

(المصنف از عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۰ بیروت لبنان طبع اولیٰ ۱۹۷۲ء)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام امام ہادی اور منصف و عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

۳۔اسی طرح ابن ابی شیبہ کی مشہور کتاب "المصنف" میں یہ حدیث ہے اَلْمَهْدِيُ عِيسىٰ ابْنُ مَرْيَمَ۔

(المصنف لابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ الجزء الخامس عشر صفحہ ۱۹۸ کتاب الفتن

حدیث نمبر ۱۹۴۹۲۔طبع ۱۹۸۶ء کراچی پاکستان)

کہ مہدی عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔

۴۔المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے:۔

يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى مِلَّتِهِ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا۔

(المعجم الاوسط للحافظ الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ جلد ۵ صفحہ ۲۹۳ الریاض طبع اولیٰ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ء)

یعنی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق بن کر اور آپ ہی کی شریعت پر عمل کرنے والے بن کر جو امام مہدی اور حکم وعدل ہوں گے۔

❁......پھر ایک اور امر اس موقف کو روز روشن کی طرح ثابت کر رہا ہے کہ مسیح ہی مہدی ہوں گے وہ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو بطور نبی اللہ ہوں گے۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں انہیں چار دفعہ نبی اللہ کہا گیا ہے۔

دیوبندیوں کے عظیم عالم اور سابق مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کا اپنا یہ مؤقف ہے کہ جو آدمی یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو نبی نہیں ہوں گے وہ کافر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

’’خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی صفت نبوت ورسالت سے الگ نہیں ہوں گے اور جس طرح ان کی نبوت سے انکار پہلے کفر تھا اس وقت بھی کفر ہوگا۔‘‘

(معارف القرآن جلد دوم صفحہ ۸۱ زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیک)

اب جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح بطور نبی اللہ ہوں گے تو قرآن کریم کی روشنی میں ہر نبی مہدی ہوتا ہے۔ مہدی کا مطلب ہی ہدایت یافتہ ہے۔ ہر نبی پہلے ہدایت یافتہ ہوتا ہے یعنی پہلے مہدی بنتا ہے پھر وہ ہادی یعنی دوسروں کو ہدایت دینے والا بنتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ بعض انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرکے فرماتا ہے:۔

{وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ}

(الانبیاء:۷۴)

یعنی ہم نے ان کو ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کرتے تھے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کے متعلق فرماتا ہے:۔

{وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا} (السجدہ:۲۵)

یعنی ہم نے بنی اسرائیل میں سے ایسے امام بنائے جو ہمارے امر سے ہدایت دیتے تھے۔

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے جو انبیاء بھیجے ان سب کو اس آیت میں امام مہدی کہا جا رہا ہے۔

ائمہ۔ امام کی جمع ہے اور يَهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ پہلے خود ہدایت یافتہ ہوتے ہیں پھر ہادی بنتے ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کے نزدیک ہر نبی امام مہدی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے اس وقت نبی تو ہوں گے لیکن امام مہدی نہیں ہوں گے یہ خلاف قرآن نظریہ ہے۔

مسیح ومہدی کی حقیقت

ازتحریرات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، مسیح ومہدی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ا۔’’ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو۔ یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لیے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعوی کرکے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا لیکن امام مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی

کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں۔ اور دراصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو۔ کیا وہ خود مہدی نہیں ہے ؟ کیا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا؟ کیا اس کے پاس اس قدر جواہرات وخزائن واموال معارف ودقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اس قدر ان کا دامن بھر جائے جو قبول کرنے کی جگہ نہ رہے۔ پس اگر یہ سچ ہے تو اس وقت دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۴۷۸۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۸)

۲۔ اسی طرح فرمایا: ''سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا۔ کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا۔ اور جس طرح آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے اپنے خاصہ مہدویت کو اس کے اندر پھونکا اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانیت نے اپنا خاصہ روح اللہ ہونے کا اس کے اندر ڈالا۔''

(ایام الصلح۔ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۴، ۳۹۵)

۳۔ ''غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دو جوہر عطا کیے گئے ہیں ایک علم الہدی جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمدیت ہے۔ یعنی باوجود اُمیّت کے علم دیا جانا۔ اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے یعنی روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لیے اور اتمام حجت کے لیے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔ اور صفت علم الہدی اس فضل پر دلالت کرتی ہے جو بغیر انسانی واسطہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔ اور صفت علم دین الحق افادہ اور تسکین قلوب اور روحانی علاج پر دلالت کرتی ہے''۔

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۵۷)

۴۔ ''مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو۔ اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشوونما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر یک تمثل سے بڑھ کر ہے۔ اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے اور اسی کی طرف آیت {عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی} میں اشارہ ہے اور



صابر ظفر

نہ ترا خدا کوئی اور ہے نہ مرا خدا کوئی اور ہے
یہ جو قسمتیں ہیں جدا جدا یہ معاملہ کوئی اور ہے

ترا جبر ہے مرا صبر ہے تری موت ہے مری زندگی
مرے درجہ وار شہید ہیں، مری کربلا کوئی اور ہے

کئی لوگ تھے جو بچھڑ گئے کء نقش تھے جو بگڑ گئے
کئی شہر تھے جو اجڑ گئے ابھی ظلم کیا کوئی اور ہے

نہ تھا جس کو خانہ خاک یاد ہوا نذر آتش و ابر و باد
کہ ہر دن سے الگ ہے دن جو حساب کا کوئی اور ہے

ہوئے خاک دھول تو پھر کھلا یہی بامراد ہے قافلہ
وہ کہاں گئے جنہیں زعم تھا کہ راہ وفا کوئی اور ہے

یہ ہے ربط اصل سے اصل کانہیں ختم سلسلہ وصل کا
جو گرا ہے شاخ سے گل کہیں تو وہیں کھلا کوئی اور ہے

وہ عجیب منظر خواب تھا کہ وجود تھا نہ سراب تھا
کبھی یوں لگا نہیں کوئی اور،کبھی یوں لگا کوئی اور ہے

کوئی ہے تو سامنے لایئے، کوئی ہے تو شکل دکھایئے
ظفر آپ خود ہی بتایئے، مرے یار سا کوئی اور ہے

اس فیض کے دائمی اور غیر منفک ہونے کی طرف آیت {مَا یُنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی۔اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی}۔میں اشارہ ہے اور مسیح کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں جو دائمی طور پر وہ روح القدس کے شامل حال ہو۔جو شدید القویٰ کے درجہ سے کمتر ہے کیونکہ روح القدس کی تاثیر ہے کہ وہ منزل علیہ میں ہوکر انسانوں کو راستے کا ملزم بناتا ہے۔مگر شدید القوٰی راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہوکر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے۔"

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸، صفحہ ۱۹ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ حاشیہ صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

۵۔"پیشگوئیوں میں آنے والے مسیح کی نسبت یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ دونوں قسم کی برکتیں جسمانی اور روحانی پائے گا۔چنانچہ اشارہ کیا گیا تھا کہ روحانی اور غیر فانی برکتیں جو ہدایت کاملہ اور قوت ایمانی کے عطا کرنے اور معارف اور لطائف اور اسرار الٰہیہ اور علوم حکمیہ کے سکھانے سے مراد ہے ان کے پانے کے لحاظ سے وہ مہدی کہلائیگا۔اور وہ برکتیں چشمۂ فیوض محمدیہ سے اس کو ملیں گی۔کیونکہ خالص مہدویت بلا آمیزش وسائل ارضیہ صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اس لیے اس لحاظ سے خدا کے نزدیک اس مجدد کا نام احمد اور محمد ہوگا۔اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ جو جسمانی اور فانی یعنی دنیوی برکتیں ہیں جو ہمیشہ نہیں رہ سکتیں اور محدود اور قابل زوال ہیں جن سے مراد یہ ہے کہ دوستوں اور غریبوں اور مسکینوں اور رجوع کرنے والوں کی نسبت ان کی صحت اور عافیت یا کامیابی اور امن یا فقر و فاقہ سے مخلصی اور سلامتی کے بارہ میں برکات عطا کرنا اور ظالم درندوں کی نسبت ان کی ہلاکت اور تباہی کے بارہ میں جو درحقیقت غریبوں اور نیکوں کی نسبت وہ بھی برکات ہیں۔قہر الٰہی کی بشارت دی تھی۔ان برکات کے عطا کرنے کے لحاظ سے اور نیز ان دنیوی برکات کے لحاظ سے بھی کہ اس زمانہ میں انسانوں کی زندگی میں بہت سے وسائل آرام پیدا ہو جائیں گے۔وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائیگا۔کیونکہ جو برکات اعلیٰ درجہ کی اور بکثرت حضرت مسیح کو دی گئی تھیں وہ یہی ہیں۔اس لیے آخری امام کے لیے ان برکات کا سرچشمہ حضرت مسیح ٹھہرائے گئے۔اور چونکہ حقیقت عیسوی یہی ہے۔اس لیے اس حقیقت کے پانے والے کا نام عیسیٰ ابن مریم قرار پایا۔جیسا کہ مہدویت کے لحاظ سے جو حقیقت محمدیہ تھی اس کا نام مہدی رکھا گیا۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸)

اور اس مجدد کے تین نام ہیں جو احادیث صحیحہ میں بتصریح مذکور ہیں۔یعنی حکم اور مہدی اور مسیح۔اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے حکم کے نام کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود امت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا۔اور ان میں اپنے قول فیصل کے ساتھ وہ حکم دے گا۔جو قریب انصاف ہوگا۔اور اس کے زمانہ کے وقت میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جس میں کئی قول نہ ہوں۔پس وہ حق کو اختیار کرے گا اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دے گا۔

اور مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ علم کو علماء سے نہیں لے گا اور خدا تعالیٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو اسی طریق سے ہدایت دی۔اس نے محض خدا سے علم اور ہدایت پایا۔اور مسیح کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار اور نیزہ سے کام نہ لے گا بلکہ تمام مدار اس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہوگا اور اس کا حربہ قسم قسم کے تضرع اور دعا ہوگی۔پس خدا کا شکر کرو کہ وہ تمہارے زمانہ اور تمہارے ملک میں موجود ہے اور وہی تو ہے جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے"۔

(نجم الہدیٰ۔روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 92۔89)

7۔اس زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ بھی بحث مباحثہ فضول ہے کیونکہ جن حدیثوں اور روایتوں اور عقائد کی بنا پر ہم سے مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ان کے بارے میں خود ان کے اپنے درمیان بڑے بڑے اختلاف موجود ہیں۔کوئی کہتا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا۔کوئی کہتا ہے عباسی ہوگا کوئی کہتا ہے حسینی ہوگا۔کوئی کہتا ہے پیدا ہوگا، کوئی کہتا ہے کہ غار سے نکلے گا، کوئی کہتا ہے امت میں سے ایک فرد ہوگا۔کوئی کہتا ہے کہ وہی عیسیٰ ہی مہدی ہوگا۔غرض اس قدر اختلافات کے ساتھ تعجب ہے کہ پھر یہ ہمارا مقابلہ کرتے ہیں۔یہ نہیں سمجھتے کہ آنے والا حکم ہے۔وہ تمام مباحثوں کا خاتمہ کرتا ہے اور اختلافی امور کے درمیان سے ایک سچی راہ پیش کرتا ہے اور وہی ماننے کے قابل ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 21)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2005ء صفحہ 11)



عشق محمد علی ربہ

محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے

انجینئر محمود مجیب اصغر سویڈن

گر نور عشق به دل و جانت اوفتد
بالله کز آفتاب فلک خوب تر شوی
فاش می گویم و از گفت خود دلشادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

(اگر خدا تعالیٰ کا عشق تیرے دل و جان میں گھر کر جائے تو خدا کی قسم تو آسمان میں موجود سورج سے بھی زیادہ بہتر ہو جائے۔

میں بانگ دہل یہ بات کہتا ہوں کہ اپنی اس بات پر مجھے فخر ہے کہ میں عشق کا بندہ ہوں اور دونوں جہانوں کی فکروں سے آزاد ہوں

(بحوالہ دیوان حافظ اور حافظ شیرازی کا تعارف از ملک حماد احمد طاہر الفضل آن لائن 10 جنوری 2023ء)

محبت الٰہی کا آخری مرتبہ عشق الٰہی ہوتا ہے

والذین آمنوا اشد حبا للہ (البقرہ:166) جب کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"رسول اللہ ﷺ ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے "عشق محمد علی ربہ" یعنی محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 524 جدید)

اسی طرح ہمارے موجودہ امام امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 4 فروری 2005ء میں فرمایا" آپ غار حرا میں کئی دن گزارتے۔ علیحدگی میں اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے، اس کی عبادت کرتے۔ یہ دیکھ کر آپ کے ہم قوم بھی کہنے لگ گئے کہ محمد (ﷺ) تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ووجدك ضآلا فهدى (الضحیٰ آیت 8)

And He found thee wandering in search of Him and guided thee unto Himself.

یعنی اس (خدا) نے تجھے اپنی تلاش میں سرگرداں پایا اور اپنی (خدا) کی ذات کی طرف راہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی گواہی

فرمایا" انا عرضنا الامانة على السمٰوات والارض والجبال فابين ان يحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان ۔ انه كان ظلوما جهولا " (الاحزاب آیت 73)

"ہم نے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور مورد ابتلاء ہو کر پھر پوری اطاعت کرنا ہے آسمان کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوق اور پہاڑوں پر پیش کیا جو بظاہر قوی ہیکل چیزیں تھیں سو ان چیزوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا کیونکہ انسان میں دو خوبیاں تھیں ایک یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا دوسری یہ خوبی کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو بکلی فراموش کر دے۔" (توضیح مرام)

درجات محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اب آنحضرت ﷺ کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔

سکینت واطمینان یا فرشتہ وملک

سب سے ادنی درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس محرور سے ہوسکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت واطمینان اور کبھی فرشتہ وملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

روح القدس

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے۔۔۔۔جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے" (یہ درجہ مسیح موسوی اور مسیح محمدی کو عطا کیا گیا)

روح الامین۔

''تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتش محبت الٰہیہ لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح الامین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رایٔ مارایٔ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلی درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے ﷺ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔''

(توضیح مرام صفحہ 13 تا15)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔۔خدائے تعالیٰ نے سورۃ الشّمس میں نہایت لطیف اشارات واستعارات میں انسان کامل کے مرتبہ کو زمین وآسمان کے تمام باشندوں سے اعلی وبرتر بیان فرمایا ہے۔

عشق الٰہی وسے منہ پر

جن خوش نصیب لوگوں کو اس زمانے میں خواب یا کشف میں آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے گواہی دی کہ عشق الٰہی آپ کے چہرہ کے نور سے واضح تھا۔ایسا نورانی چہرہ نہ کبھی پیدا ہوا نہ ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو متعدد بار آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے یہی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

پیشانی سے آفتاب کی کرنیں (...1864ء/1965ء)

پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی۔پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہوگئی۔اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانیٔ مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔والحمدللہ علی سالک" (تذکرہ صفحہ 4)

چہرے کے نور سے گھر روشن (1876ء)

میں نے دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک کتاب دکھاتے اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی تفسیر ہے جس کو میں نے تالیف کیا ہے اور مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو دوں تب میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے مگر آپ بولتے نہیں تھے گویا آپ میرے غموں کی وجہ سے غمگین تھے اور میں نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کا وہی چہرہ تھا جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ آپ کے نور سے گھر روشن ہو گیا۔ پس پاک ہے وہ خدا جو نور اور نورانی وجودوں کا خالق ہے۔" (تذکرہ صفحہ 17 حاشیہ)

چہرے سے نور کی کرنیں (1882ء)

''اور ایک رات میں کچھ لکھ رہا تھا کہ اسی اثناء میں مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کا چہرہ بدر تام کی طرح درخشاں تھا۔ آپ میرے قریب ہوئے اور میں نے محسوس کیا کہ آپ مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ سے نور کی کرنیں نمودار ہوئیں اور میرے اندر داخل ہو گئیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 550 تذکرہ صفحہ 34 حاشیہ)

آپ اپنے منظوم عربی کلام میں فرماتے ہیں

ورایت فی ریعان عمری وجهه
ثم النبی بیقظی لاقانی

ترجمہ: میں نے عنفوان شباب میں ہی آپ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ پھر نبی کریم ﷺ میری بیداری میں بھی مجھے ملے۔

اعلیٰ درجہ کا نور

آپ فرماتے ہیں

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع

سلیم کوثر



میں خیال ہوں کسی اور کا مجھے سوچتا کوئی اور ہے
سرِ آئینہ مرا عکس ہے، پسِ آئینہ کوئی اور ہے
میں دستِ طلب میں ہوں نہ کسی کے حرفِ دعا میں ہوں
میں نصیب ہوں کسی اور کا مجھے مانگتا کوئی اور ہے
جو وہ لوٹ آئیں تو پوچھنا نہیں دیکھنا انہیں غور سے
جنہیں راہ میں یہ خبر ملی کہ یہ راستہ کوئی اور ہے
مری روشنی ترے خد و خال سے مختلف تو نہیں مگر
تو قریب آ تجھے دیکھ لوں تُو وہی ہے یا کوئی اور ہے
تجھے دشمنوں کی خبر نہ تھی، مجھے دوستوں کا پتہ نہیں
تری داستاں کوئی اور تھی، مرا واقعہ کوئی اور ہے

فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-161)

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سراج منیر (RADIANT LAMP)

عشق الٰہی کا ہی نتیجہ تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراج منیر کا لقب دیا ہے یعنی) روشن چراغ (جس نے روحانی دنیا میں اگلے پچھلے سب دیئے اور چراغ روشن کئے۔

آپ کا سراپا وجود معجزہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں" جب پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی سے ترقی کر کے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدائے تعالیٰ حسب حالت ان کے ایک ایسا عجیب معاملہ ان سے کرتا ہے کہ وہ عام حالات انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر

خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تاباں ظہور میں آتے ہیں ۔ جب تزکیہ نفس کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں ۔ سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس مبدل تام سے بطور خارق عادت ہی ہوتا ہے ۔ سو چونکہ آنحضرت ﷺ مبدل تام اور سید المبدلین اور امام المطہرین تھے جن کو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود ان کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالی شان نبی پر جو کلام الٰہی نازل ہوا تھا وہ بباعث تبدل تام اس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین و آخرین کی نظریں خیرہ رہ جائیں (سرمہ چشم آریہ)

زندہ رسول

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک خطبہ جمعہ (11 نومبر 1966ء) میں فرمایا "ہمارا رسول محمد ﷺ ایک زندہ رسول ہے اس کے فیوض، اس کی روحانیت اور اس کی قوت قدسیہ جس طرح پہلے تھی اب بھی ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گی ۔ چنانچہ جو برکات آپ کے ذریعہ سے پہلے لوگوں نے حاصل کیں وہ اب بھی حاصل کی جاسکتی ہیں اور میں اس بات کا زندہ گواہ ہوں ۔ میں اپنی زندگی اور دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں اور نمونہ سے بتا سکتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کا وجود ایک زندہ وجود ہے ۔ چنانچہ آپ پر کثرت سے درود پڑھنے کی وجہ سے انسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی برکات نازل ہوتی ہیں ۔ (جماعت کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے)

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 471)

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی إبراهيم وعلى آل إبراهيم انك حميد مجيد۔ اللهم بارك على محمد و علی آل محمد کما بارکت علی إبراهيم وعلى ال

خلافت اور جماعت احمدیہ

شیخ رحمت اللہ شاکر

خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنی جماعت کو
تباہی سے بچاتا ہے ہمیشہ وہ صداقت کو
یہ وعدہ ہے خدا کا مومنوں سے اور بشارت ہے
حفاظت کیلئے ہم نے مقرر کی خلافت ہے
فدائی جان و دل سے گر رہو شمع خلافت کے
یقینا ہوں گے ہم ضامن تمہاری ہر حفاظت کے
رکھے پیش نظر ہر احمدی حکم خداوندی
سعادت ہے یہی دارین کی یہ ہی خرد مندی
خلافت سے عقیدت میں کمی ہرگز نہ آنے دو
اگر جاتی ہو جاں اس راہ میں تو اس کو جانے دو
کوئی چون و چرا حکم خلیفہ میں نہیں جائز
یہی نکتہ کرے گا دین و دنیا میں تمہیں فائز
خلیفہ حکم دے تو شوق سے تم آگ میں کودو
مسرت سے سمندر میں اگر ہو حکم جا ڈوبو
چلو تم دھار پر تلوار کی گر وہ یہ فرمائے
اگر ایمان ہے دل میں تو ابرو پہ نہ بل آئے
اگر دے حکم تو چپ چاپ مار اور گالیاں کھاؤ!
اشارہ ہو تو بڑھ کر تختہ سولی پہ چڑھ جاؤ!
کرو قربان ہر اک پیار کو تم اس پیارے پر
نچھاور کر دو ہر اک چیز کو ادنیٰ اشارے پر
غرض سمجھو نجات اخروی اس کی اطاعت میں
نہاں سمجھو خدا کا حکم اس کی ہر ہدایت میں
ہمارے چار سو گو آج ظلمت اور اندھیرا ہے
اگر چہ دشمنوں نے ہر طرف سے ہم کو گھیرا ہے
خلافت سے رہے لیکن اگر ہم یونہی وابستہ
مثال دانہ تسبیح اک رشتہ میں پیوستہ
نفاق و اختلاف و بغض و کینہ سب سے برگشتہ
خلیفہ کی اطاعت کے لئے ہر آن کمر بستہ
یقین جانو ہمارے واسطے پھر کامیابی ہے
عدو کے واسطے دونوں جہانوں میں خرابی ہے

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے اخلاق کا جنازہ

تعارف کتاب از ابرار احمد بھٹی میلبرن

دیوبندی مولوی عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب (شاگرد رشید جناب امین اوکاڑوی صاحب) فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور نے وہابیوں کے فقہی مسائل پر مبنی کتاب لکھی ہے ''شادی کی پہلی دس راتیں'' کتاب کیا ہے اخلاق کا جنازہ ہے۔تو جواب میں اہل حدیث عالم دین عمر فاروق قدوسی صاحب نے ''اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں'' کے عنوان سے جواب رقم فرمایا ہے جس کے ٹائٹل کی تصویر سامنے پیش ہے۔آپ نے جواب لکھا اور ''حرف آغاز'' میں ہی اپنے دکھ کا اظہار یوں کیا ہے کہ

''ہم کیسے مسلمان ہیں کہ ہماری زبانیں تلواروں سے زیادہ تیز اور ہمارے قلم تیروں سے زیادہ نوک دار اور سبک رفتار ہیں۔گروہ علماء کہ جسے فرامین نبوی ﷺ کا زیادہ لحاظ ہونا چاہئے وہی فرامین نبوی کو پس پشت ڈالے ہوئے ہے۔ان میں کچھ ایسے بے خوف بھی ہیں کہ اپنے مخالف کے درپے ہوں تو عقل وخرد سے بیگانہ ہوجاتے ہیں،ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں اور ہذیان بکنے لگتے ہیں ان کی زبان اور قلم سے ان کے مخالف کی عزت وآبرو محفوظ نہیں ہوتی۔مغلظات بکنا اور اخلاقیات فراموش کرتے ہوئے شرم وحیا کی حدود پھلانگنا کس امام اور کس فقہی مذہب کی تعلیمات ہیں؟ کیا اندھا دھند تقلید یہی سکھلاتی ہے کہ اپنے امام کے دائرہ تقلید سے خارج افراد کو خارج از اسلام سمجھا جائے؟ سربازار ان کی عزت اچھالی جائے؟ ان کی بہو بیٹیوں کے متعلق بے حیائی پر مبنی باتیں کی جائیں؟ افسوس صد افسوس! گردش روز شب نے کیسی کروٹ بدلی کہ نانوتوی ،گنگوہی تھانوی کے فیض یافتگان اخلاق عالیہ سے اس حد تک محروم ہو چکے ہیں کہ ان کی زبانیں بے حجاب اور تحریریں بے حیائی کا عریاں لباس اوڑھے ہوئے ہیں ایک بار پھر افسوس۔صد افسوس!''

(ص 11 و12 مصنفہ عمر فاروق قدوسی طاہر ادارہ ترجمان السنۃ)

''دیوبندیوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ ان پر پیشاب کیا جائے۔ان پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے ۔اے اللہ ہمیں دیوبندیوں کے بندوں سے پناہ میں رکھ'' (صفحہ 23)



'' شیطان علی الصبح بازار جاتا ہے اور اپنی دم اپنی دبر میں لے کر سات انڈے دیتا ہے ۔ ہر ایک انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے۔ہر ایک کا اعلیحدہ نام ہے اور اعلیحدہ کام ہے جو بچہ دوسرے انڈے سے نکلتا ہے اس کا نام حدیث ہے(جس کی تم اولاد ہو)اس کا کام ہے نمازیوں کے دل میں وسوسہ ڈالنا۔دلہن اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شیطان کی اولاد ہوئے'' (صفحہ 24)

'' لگتا ہے آپ خاندانی غیر مقلد ہو۔کیونکہ جھوٹ پر جھوٹ بولنا ان کی فطرت خبیثہ ہے۔(صفحہ 31)

'' تمہارے علماء نے لکھا ہے رانیں چھپانا ضروری نہیں اس کا صاف مطلب تھا کہ میں آپ کو چڈی پہن کر چلنے کو کہتا۔(صفحہ 53)

''ابھی پتہ چل جائے گا تمہارا اور تمہارے امام بخاری کا،سہیل نے کہا اور جیب سے استرا نکال کر فضا میں لہرایا۔۔یہ کیا دلہن بولی؟۔۔تمہارے امام بخاری نے حدیث نقل کی ہے مرد اور عورت دونوں کا ختنہ ہوتا ہے ۔ بخاری پر عمل کرتے ہوئے اب آپ کو ختنہ کروانا ہوگا۔کیا؟ کیا؟ آپ کا اپنا ہوا ہے؟ دلہن نے غصہ سے کہا۔میرا ختنہ جب ہوا تھا تو کھال جماعت اسلامی والے لے گئے تھے۔اب آپ کا نمبر ہے کھال آپ کی عسکری تنظیم لشکر طیبہ والوں کو

دیں گے۔ایک سنت تو زندہ کرنے دو تاکہ مجھے سو شہیدوں کا ثواب ہو۔‘‘ص 55

’’بخاری میں ہے حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔آپ یا آپ کی ماں نے کبھی عمل کیا؟ بخاری میں اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم ہے،،آپ اور آپ کے والدین ،بہن بھائی ۔ہم مسلک روزانہ ناشتہ میں کتنے گلاس پیشاب پیتے ہو؟ بخاری میں ہے ران ستر نہیں۔آپ اور آپ کی سہیلیاں کتنی مرتبہ چڈی یا سیکسی انڈر ویئر پہن کر بازار۔کالج۔مسجد میں نماز جمعہ۔عیدگاہ میں ۔عید پڑھنے گئی ہو؟ ص 87

’’شادی کی پانچویں رات۔ادھر وقت آ پہنچا تھا کہ جس میں اعضاء مستورہ کو مکشوفہ اور مکشوفہ کو مدخولہ کیا جائے۔لائٹ بند ہونے سے ان کا یہ کام اور بھی آسان ہو گیا۔ایک طریقہ آزمانے کے بعد سہیل نے رخ بدلنے کا کہا۔تاکہ پٹھانوں کی یاد تازہ ہو جائے۔اُدھر سے آواز آئی گناہ ہوتا ہے۔بخاری پر عمل کرنے سے گناہ نہیں ہوتا ہے؟۔کیا یہ بخاری میں ہے؟ دلہن بولی۔جی ہاں۔سہیل نے کہا۔جناب چھوڑیں۔جب میں اس مسلک کو چھوڑ چکی ہوں تو اس کے مسئلے مجھ پر کیوں مسلط کئے جا رہے ہیں‘‘ ص 131و132

’’سن جاہل۔جاہلوں کی اولاد۔(یعنی اہل حدیث) نماز جس کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں لغت میں اس کا معنی تحریک صلوین ہے۔جس کا مطلب سرین یعنی HIPS۔۔جس میں قبل اور دبر کا سوراخ ہوتا ہے اس کو حرکت دینا۔اس لغوی معنی کے لحاظ سے آج کل کی تمام رقاصائیں یعنی ڈانسرز خواہ ان کا تعلق ہالی وڈ سے ہو یا بالی وڈ سے یا لالی وڈ سے وہ سب کی سب بڑی نمازی کہلائیں گی،اگر نرگس نے یہ چیلنج کر دیا کہ سب سے زیادہ نمازیں پڑھتی ہوں تو اس کے چیلنج کو توڑنا اہل حدیث کے بس کی بات نہیں رہے گی۔اس لئے آپ کے علماء احسان الٰہی ظہیر،عبداللہ روپڑی،اثری،شمشاد سلفی،بدیع الدین پیر جھنڈا،نذیر حسین دھلوی،غزنوی وغیرہ کی خواتین نے ساری زندگی کبھی نماز نہیں پڑھی۔وہ لوگ جب مسجد سے آکر پوچھتے کہ نماز؟۔ان کی عورتیں بیٹھی بیٹھی سرین کو ہلا کر کہہ دیتیں پڑھ لی۔‘‘ ص 144

’’کوئی محمد جوناگڑھی جیسا کٹر غیر مقلد منی کھانے کا ارادہ کر کے کہے گا میں نے حج کر لیا۔کوئی کٹر غیر مقلد سرین یعنی HIPS دھو کر کہے گا میں نے زکوٰۃ دے دی۔غیر مقلدین جیسا غلیظ مسلک یہود و نصاریٰ کا بھی نہیں۔محمد جوناگڑھی لکھتا ہے منی پاک ہے۔ایک قول میں اس کا کھانا بھی جائز ہے۔یہ اس نے لکھا ہے اب میں اس کو مشورہ نہیں دوں گا کہ وہ قلفی بنا کر کھائیں۔یا آئس کریم بنا کر ۔یا کسٹرڈ پوڈر کے اُوپر جیلی لگا کر یا نمک مرچ سے رائتہ بنا کر‘‘ ص 146

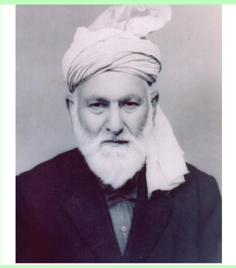
’’دنیا میں صرف دو ہی طبقے جھوٹ کو عبادت سمجھتے ہیں(1)شیعہ وہ اسے تقیہ کا نام دیتے ہیں۔(2) غیر مقلد، یہ اپنے جھوٹ کو حدیث کا نام دیتے ہیں اور یہ ان کے جھوٹ سے بڑا جھوٹ ہے۔جھوٹ خود لکھتے ہیں،خود بولتے ہیں لیکن کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان میں خدا کا خوف نہیں رہا‘‘ (صفحہ 184)

اے مولویو! تم تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے اولیاء کو کھا جانا چاہتے ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی ہی ڈائنوں کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’ان مولویوں کا آبائی طریق یہی چلا آتا ہے کہ یہ لوگ ایک باریک بات سن کر فی الفور اپنے کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور چونکہ خدائے تعالیٰ نے یہ عقل تو ان کو دی ہی نہیں کہ بات کی تہہ تک پہنچیں اور اسرار غامضہ کی گہری حقیقت کو دریافت کر سکیں اس لئے اپنی نافہمی کی حالت میں تکفیر کی طرف دوڑتے ہیں اور اولیاء کرام میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ ان کی تکفیر سے باہر رہا ہو۔یہاں تک کہ اپنے مُنہ سے کہتے ہیں کہ جب مہدی موعود آئے گا تو اس کی بھی مولوی لوگ تکفیر کریں گے اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ جب اتریں گے تو ان کی بھی تکفیر ہوگی۔ان باتوں کا جواب یہی ہے کہ اے حضرات آپ لوگوں سے خدا کی پناہ۔اوسبحانہ خود اپنے برگزیدہ بندوں کو آپ لوگوں کے شر سے بچاتا آیا ہے ورنہ آپ لوگوں نے تو ڈائن کی طرح امت محمدیہ کے تمام اولیاء کرام کو کھا جانا چاہا تھا اور اپنی بدزبانی سے نہ پہلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو۔اور اپنے ہاتھ سے ان نشانیوں کو پوری کر رہے ہیں جو آپ ہی بتلا رہے ہیں۔تعجب کہ یہ لوگ آپس میں بھی تو نیک ظن نہیں رکھتے۔تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ موحدین کی بے دینی پر مدار الحق میں شاید تین سو کے قریب مہر لگی تھی پھر جب کہ تکفیر ایسی سستی ہے تو پھر ان کی تکفیروں سے کوئی کیونکر ڈرے۔‘‘

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 403)



عیسائیت اور حصول نجات

حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی پشاور (مرسلہ: رانا عبدالرزاق خان)

مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس امت میں مسیح موعود ع مہدی موعود کے نزول کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود کے عالی مقام سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے ذمہ جو عظیم الشان کام تھے۔ اُن میں سے ایک غلبہ اسلام اور کسر صلیب تھا۔ یعنی صلیبی عقائد و نظریات کی تردید۔ آپ نے 80 سے زائد کتب میں علم و عرفان کو وہ دریا بہایا ہے۔ کہ ایک دنیا نے اُس کا لوہا مانا۔

آپ کے فیض سے وہ احباب بھی فیض یاب ہوئے جنہوں نے آپ کی بیعت کی۔ اور آپ کی دعاؤں کے وارث بنا۔ انہیں خوش قسمت لوگوں میں ایک حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی پشاور بھی تھے۔ آپ نے اُردو۔ پشتو اور فارسی میں 100 کے قریب کتب لکھیں۔ جن میں ادیان باطلہ کے باطل نظریات کی بھرپور تردید فرمائی۔ آپ کی عیسائیت کی تردید میں ایک مشہور و معروف کتاب ''اناجیل کا یسوع اور قرآن کا عیسیٰ'' اس کتاب میں آپ نے عیسائی مذہب کے غلط نظریات کو اناجیل اربعہ اور قرآن کی روشنی میں رد فرما ہے۔ آپ کی اس مشہور کتاب میں ایک حصہ قارئین ''قندیل حق'' کے لئے پیش خدمت ہے۔ ایڈیٹر)

عیسائیت اور حصول نجات

پولوس کہتا ہے کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب راستباز ٹھہرتا ہے۔ (رومیوں کے نام خط باب 3 آیت 28)

عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آدم اور حوا کی اولاد کو شریعت دی اور قانون کا پابند بنایا۔ اور خاندان اسرائیل کے واسطے حضرت موسیٰ تورات بطور شریعت چھوڑ گیا۔ اور حضرت یحییٰ یا یوحنا تک نبی شریعت کی پابندی اور عمل پر زور دیتے رہے اور نجات کو اعمال صالحہ پر منحصر رکھا مگر واقعات پیش آمدہ نے ثابت کیا کہ خود حضرت آدم و حوا بھی شریعت پر عمل نہ کر سکے۔ اور گناہ گار ہو گئے۔ اور نسلِ آدم سب گناہ گار ہو گئی۔

پس حضرت نوحؑ، حضرت ابراہام، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت اسرائیل۔ حضرت یوسف، حضرت موسیٰ و حضرت ہارون اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان بلکہ سب انبیاء گناہ سے نہ بچ سکے۔ تو بھلا ان کی امت یا شاگرد کس طرح شریعت پر عمل کر کے نیک ہو سکتے ہیں۔ یا نجات پا سکتے ہیں۔ پس نجات پابندی شریعت اور عمل صالح سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ فضل سے ہے۔ اور فضل کا جاذب خداوند یسوع کے صلیب پر لعنتی موت کا تسلیم کرنے اور ہمارے گناہوں کے واسطے کفارہ ہونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں

(1) انسان کون ہے کہ پاک ہو سکے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے۔ (ایوب باب 5 آیت 14)

(2) کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں۔ (ایوب باب 3 آیت 4)

(3) جتنے مجھ سے پہلے آئے (حضرت آدم لغائت حضرت یوحنا) سب چور اور ڈاکو ہیں۔ مگر بھیڑوں (شاگردوں) نے اُن کی نہ سُنی۔ دروازہ میں (یسوع) ہوں اگر کوئی مجھ سے داخل ہوگا تو نجات پائے گا۔ (یوحنا باب 10 آیت 8۔9)

(4) کسی نے یسوع سے کہا کہ اے نیک استاد۔ میں کیا کروں تا ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ تو مجھ کو نیک کیوں کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ (لوقا باب 18 آیت

(19_18)

(5) شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہیں ٹھہرے گا۔اس لئے کہ شریعت کے وسیلے سے گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔ مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوئی ہے۔۔۔۔یعنی خدا کی وہ راست بازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان والوں کو حاصل ہوتی ہے۔کیونکہ کچھ فرق نہیں۔اس لئے کہ سب نے گناہ کیا۔اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔مگر اس کے فضل کے سبب سے اس مخلص کے وسیلہ سے جو یسوع مسیح ہے۔ مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔۔۔۔

چنانچہ ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب راستباز ٹھہرتا ہے۔(رومیو باب 3 آیت 19_28)

پادری سلطان محمد جو کوئی افغان مسجد نشین طالب تھا۔اپنے رسال میں کیوں عیسائی ہوا۔میں کہتا ہے کہ شریعت محمدیہ(قرآن مجید) ایمان اور اعمال صالحہ پر زور دیتی ہے۔مگر میری تحقیق میں کوئی نبی گناہ سے پاک نہ تھا۔اور خود حضرت محمد ﷺ کو بھی قبل از نبوّت ضال کہا گیا ہے۔اور ان کو بھی استغفر لذنبک کا حکم ہے۔یعنی اپنے گناہوں کی معافی مانگ۔پس جب خود شارع اسلام بے گناہ نہ ٹھہرا۔تو بھلا وہ ہماری شفاعت کب کر سکتا ہے۔لہذا میں عیسائی ہو گیا۔کیونکہ عیسائیت میں نجات ایمان اور اعمال صالحہ پر منحصر نہیں۔ بلکہ صرف ایمان پر کفارۂ مسیح اور فضل پر ہے۔ گو یا دراصل سب عیسائیت کا یہی خلاصہ ہے

ہمارا جواب یہ ہے

اوّل: انسان پیدائشی پاک اور بے گناہ ہے۔چنانچہ از روئے قرآن مجید اور تورات شریف انسان اشرف المخلوقات ہے۔آدم کو خدا نے اپنی صورت اور اپنی مانند بنایا ہے۔(پیدائش باب 1 آیت 26 باب 5 آیت 1) اور نیک اور بدی کی شناخت میں بھی خدا کے مانند ہے۔(باب 3 آیت 22) آدم کا فرزند تھا۔(لوقا باب 3 آیت 38)

پس جو خدا کا فرزند اور خدا کے مانند ہو۔وہ پاک اور راستباز ہوگا۔اور ہے اور ناپاک نہیں ہوتا۔اور نہ ہو سکتا ہے۔فطرت انسانی میں نسیان ہے۔عورت نے آدم کو پھسلایا اور بھلایا۔(پیدائش باب 3 آیت 12) قرآن کریم کہتا ہے **فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ** ۝(سورۃ الحجر آیت 30) یعنی ہم نے جس وقت آدم کو درست کر دیا۔تو اس میں اپنی روح داخل کی۔پس آدم روح اللہ تھا۔پھر فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ (سورۃ آل عمران آیت 34) خدا نے آدم کو برگزیدہ کیا۔البتہ شیطان نے عورت کو اور عورت نے آدم کو پھسلایا **فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا** ۝(سورۃ طٰہٰ آیت 116) آدم نے بھول کر پھل کھایا۔اس کا یہ کام ہمارے نزدیک عزمیتِ قلبی سے نہ تھا پس بھول اور نسیان پر گرفت نہیں۔گناہ وہ چیز ہے جو عزم اور قصد اور ارادہ سے ہو۔

دوم: رہی اس کی نسل سو اس کی نسل سب کی سب گناہ گار نہیں **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ** (سورۃ بنی اسرائیل آیت 71) ہم نے آدم کی اولاد کو معزز و مکرم بنایا۔اور دوسری جگہ کہتا ہے

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

(سورۃ سجدہ آیت 8 تا 10) یعنی نسل انسان میں بھی خدا کی روح ہے۔یا یہ کہ ہر انسان پیدائشی طور پر روح اللہ ہے روح اللہ پاک اور بے گناہ ہوتی ہے۔حدیث میں ہے **کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام** (بخاری) ہر بچہ بوقت پیدائش فطرت اسلام پر ہوتا ہے۔یعنی خدا کا فرمان بردار ہے۔پس کوئی انسان پیدائشی طور پر ناپاک نہیں ہوتا۔بلکہ پاک اور بے گناہ ہوتا ہے۔البتہ بلوغت کے بعد اگر شریعت پر ایمان لاوے اور عمل کرے تو شریعت اس کو پاک اور نیک کہتی ہے۔اور یہی نیکی اور پاکیزگی جاذبِ فضل ہوتی ہے۔پس یہ سچ ہے کہ نجات فضل پر ہے۔مگر فضل کے جاذب ایمان صحیح اور اعمال صالحہ ہیں۔نہ صرف کفارہ مسیح پر ایمان اور اعمال بد اور شریعت سے بغاوت۔

سوم: جمیع انبیاء از روئے قرآن کریم معصوم ہیں۔حضرت آدم سے حضرت یوحنا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ہر ایک مومن صالح پاک اور نیک اور بے گناہ ہے۔چنانچہ خدا تعالیٰ شیطان کو کہتا

ہے۔اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 66) میرے برگزیدہ بندوں پر تجھے کوئی اور کسی قسم کا تصرّف اور تسلط نہ ہوگا۔وہ ہمیشہ تیرے مس اور شر سے محفوظ اور مسئون رہیں گے۔

پس تمام نبی فطرتاً پاک اور تا وفات صالح اور راستباز اور مقدس تھے۔اگر وہ پاک اور مقدس نہ ہوتے تو ان ناپاک اور نجس لوگوں کی وحی و الہام یا تعلیمات کا مجموعہ کہلاتا۔خود یہود نصاریٰ کا ان کی تعلیمات کے مجموعہ کو کتاب مقدس کہنا ہی اُن کے حق میں ڈگری ہے۔یا حق بر زبان جاری ہے کہ وہ معصوم اور پاک اور مقدس لوگ تھے۔پس پاکوں کو ناپاک کہنا اور ان کی طرف ناپاک باتیں منسوب کرنا کسی ناپاک کی ایجاد ہے۔

چہارم: اگر بائبل میں بعض نبیوں کی طرف بعض ناپاک باتیں منسوب ہیں مثلاً حضرت آدم کا خدا کے حکم سے سرکشی کرنا یا حضرت نوح کا شراب پی کر ننگا ہونا۔ یا حضرت ابراہیم کا سارہ بیوی کو بہن کہنا۔ یا حضرت یعقوب کا دھوکہ سے برکت حاصل کرنا۔حضرت یوسف کا بھائیوں سے فریب کرنا۔حضرت ہارون کا گاؤ سالہ پرستی میں مدد دینا۔ یا حضرت داؤد کا اوریا کی بیوی سے زنا کرنا، اور اس کے شوہر کو قتل کرنا۔حضرت سلیمان کا مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنا۔اور خدا کی اطاعت سے سر پھرنا۔ یا اناجیل اربعہ کا حضرت یسوع کی طرف بعض ناپاک امور منسوب کرنا، یا محض پادریوں کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف بعض ناپاک کاموں کی نسبت کرنا۔ہم ان سب باتوں کو خود غرض لوگوں کی ایجاد اور تحریف جانتے ہیں۔ اور اُن کی مقدس ذاتوں کو ان سے بری یقین کرتے ہیں۔سُبۡحٰنَکَ ہٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ○(سورۃ النور آیت 17)

پس ہم اُن کو معصوم اور پاک جانتے ہیں۔ہاں اگر یہودی اور نصرانی لوگ اُن کو صحیح جانتے ہوں۔تو وہی اُن کے جواب دہ ہیں البتہ مسلمانوں میں ہیچو قسم جو روایات مشہور ہوئی ہیں۔وہ دراصل نومسلم یہود ونصائ نے اپنے ساتھ دین آباء سے لائے تھے۔ ورنہ قرآن کریم کا متن اُن سے پاک اور مبرّا ہے۔

پنجم: پس رہا معاملہ نجات کا کہ وہ فضل پر یا عمل پر سو قرآن مجید کہتا ہے کہ

اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً مِّنۡہُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ○(سورۃ البقرہ آیت 269)

یعنی جو شخص تم کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم پیدائشی طور پر ناپاک اور پاکی سے محروم اور نیکی سے تہیدست ہو اور شریعت کے ذریعہ تم پاک نہیں ہو سکتے۔ اور باوجود ایمان صحیح اور اعمالِ صالحہ کے تم کفارہ کے محتاج ۔ کہ بے شک شریعت کی پابندی سے آزاد ہو۔اور تمہارے اعمال خواہ کیسے فحش اور ناپاک ہوں مگر خداوند یسوع کے کفارہ پر ایمان لاؤ۔تو نجات پاؤ گے۔ یہی فضل ہے تو جس نے ایسی تعلیم جاری کی اور جو تم کو غلط تعلیم دیتا ہے۔وہ کوئی شیطان ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے ہرگز ہرگز شریعت سے سرکشی اور بغاوت کا حکم نہیں دیا۔وہ مذہب جو خدا کی طرف سے ہے۔اس میں تو خدا کا حکم ہے کہ صحیح عقائد پر ایمان رکھنا اور اپنے عمل پر کاربند ہونا خدا کی معرفت اور فضل کا جاذب یا موجب نجات ہوتا ہے۔اور یہی اس کا وعدہ ہے۔ اور مَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِہِمۡ یَمۡہَدُوۡنَ ○لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ○(سورۃ الروم آیت 45۔46)

یعنی جو شخص شریعت کا نافرمان ہوگا۔وہ اس کی سزا ضرور پائے گا۔ اور جو شریعت کی پابندی میں عمل صالح کرے۔تو اس کا نفس اس کا فائدہ پاوے گا۔ یہ قانون اس واسطے مقرر ہوا کہ وہ مومن جو اعمال صالحہ رکھتے ہیں وہ اس کے فضل کو جذب کر سکیں اور خدا کی شریعت کے باغی ہرگز نہیں پائیں گے۔اس مضمون پر سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔اور نجات یا جنت یا دار المقامہ کا ملنا بھی فضل پر موقوف قرار دیا۔جیسا کہ اہل جنت کہیں گے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ

شَکُوۡرُۨ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَۃِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ (سورۃ فاطر 35۔36)

یعنی سب حمد خدا تعالیٰ کے واسطے ہے جس نے ہم کو یہاں تک رہنمائی کی اور ہم سے فکر دور کیا۔ ہمارا رب غفور اور شکور ہے جس نے ہم کو نجات یا جنت یا دار المقامہ محض اپنے فضل سے بخشا۔ البتہ وہ فضل صحیح ایمان اور صالح عمل کا نتیجہ ہے۔

ششم:: سب نبی گناہوں سے توبہ اور ایمان اور عمل صالح کی تاکید کرتے رہے۔ اور اسی کو سبب نجات ٹھہراتے رہے۔ چنانچہ (1) خدا حضرت موسیٰ کو حکم دیتا ہے کہ" پس آپ کو پاکیزہ کرو اور مقدس ہو کہ میں خداوند خدا ہوں۔ اور تم میری شریعتوں کو حفظ کرو اور ان پر عمل کرو۔ میں خداوند خدا ہوں جو تمہیں مقدس کرتا ہوں۔"

(تورات احبار باب 20 آیت 7۔8)

(2) خداوند یسوع کہتے ہیں کہ (اے عیسائیو) یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کے کتاب کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (کہ ان پر عمل کراؤں) کیوں کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک زمیں وآسمان نہ ٹل جائیں تو ارات کا ایک نقطہ یا شعشہ ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہ آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے گا۔ اور اُن کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہارے راست بازی فقیہوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے۔ (متی باب 5 آیت 17۔20)

کیا کوئی پادری صاحب بتا سکتے ہیں کہ خداوند یسوع نے آیا تے شریعت کی پابندی کی تاکید کی ہے یا اس کی اتباع لعنت سے نجات دی ہے اگر وہ علمائے یہود سے بھی زیادہ پابندی کے ساتھ راست بازی چاہتا ہے۔ ورنہ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونے سے محروم کرتا ہے۔ تو کفارہ اور فضل کا قصہ کہاں گیا۔

(3) خداوند یسوع نے پہاڑی وعظ میں نہ صرف حضرت موسیٰ کی شریعت کی پابندی کی تاکید کی ہے یا عیسائیوں کو شریعت کی اتباع کی لعنت سے نجات دی ہے وہ تو یہود کے علماء سے بھی زیادہ پابندی راست بازی کے ساتھ عیسائیوں سے چاہتا ہے۔ ورنہ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا ان پر حرام قرار دیتا ہے۔ پس یہاں کفارہ اور فضل کا قصہ کہاں گیا۔

(4) پہاڑی وعظ میں خداوند یسوع نے نہ صرف حضرت موسیٰ کی شریعت کی پابندی پر زور دیا بلکہ اس سے بڑھ کر خونریزی، زنا کاری، قسم خوری، انتقام لینے م عداوت، راستبازی، خیرات، دعا، روزہ، توکل علی اللہ، عیب جوئی وغیرہ کی توضیح اور تشریح کر کے اور پابندی کی تاکید کر کے شریعت کے باغی پادریوں اور عیسائیوں کو کہتے ہیں کہ جو مجھے اے خداوند! اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہترے مجھے سے اے خداوا ندا ے خداوند کہیں گے کیا ہم نے تیرے نام پر نبّوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا۔ کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو (شریعت کے دشمنو) میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پس جو کوئی میری یہ باتیں سنتا اور ان پر عمل کرتا ہے۔ وہ اس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا۔ اور اندھیاں چلیں اور اس گھر پر ٹکریں لگیں۔ لیکن وہ نہ گرا۔ کیوں کہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ اور جو کوئی میری یہ باتیں سنتا ہے اور ان ر پر عمل کرتا وہ اس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں آئیں اور اس کے گھر کو صدمہ پہنچایا۔ اور وہ گر گیا۔ بالکل برباد ہو گیا۔

(متی باب 7 آیت 21۔27)

دیکھو خداوند یسوع تو یہاں ان شاگردوں کو بھی آسمان کو بھی آسمان کی بادشاہت سے محروم کرتا ہے جو خداوند کے نام پر نبوت کرنے، بدروحوں کو نکالتے اور بہت سے معجزے دکھاتے رہے ہیں۔ جب وہ خداوند یسوع کی

تعلیم پرعمل نہ کریں گے تو یسوع کو خداوند خداوند کہنے سے آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ بلکہ خداوند یسوع ان کو شریعت سے بغاوت پر بدکار کہے گا۔ اوران کی واقفیت سے بھی انکار کردے گا

(5) خداوند یسوع کہتا ہے کہ جو باتیں منہ سے نکلتی ہیں اور وہی کسان کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ برے خیال، خونریزی، زناکاریاں، حرام کاریاں، چوریاں جھوٹی گواہیاں، بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں۔ یہی باتیں ہیں جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔

(متی باب 15 آیت 18۔20)

کیا یہ سب پابندی شریعت نہیں۔ اگر ہے تو کیا کوئی عیسائی باوجود خداونداورُاس کے کفارہ پر ایمان لانے کے ان امور کے پرہیز نہ کرنے پر پاک ہوسکتا ہے اگر ہوسکتا ہے تو خداوند کا کہنا لغوٹھہرتا ہے۔۔۔۔۔کہ یہی باتیں ہیں جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ اور اگر ناپاک نہیں ہوسکتا۔ تو خداوند یسوع اوراس کے کفارہ پرایمان لاکر بھی شریعت کی پابندی بحال رہی اور بغیر اس کے نجات حاصل نہ ہوسکی۔ اب وہ فضل کدھر گیا۔ جو بغیر عمل کے نجات دلاسکتا ہے۔

(6) ایک شخص نے خداوند یسوع سے دریافت کیا کہ اے استاد میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ خداوند یسوع نے جواب دیا کہ اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پرعمل کر۔ اُس نے اس سے کہا کہ کون سے حکموں پر یسوع نے کہا یہ خون نہ کرنا، زنا نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا، جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر۔ اوراپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ اس جوان نے اس سے کہا کہ میں نے ان سب پرعمل کیا۔ اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے؟ تب یسوع نے اس سے کہا کہ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے۔ تو اپنا کل اسباب بیچ کر غریبوں کے دے دو۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ اور میرے پیچھے ہولے۔

(متی باب 19 آیت 16۔21)

خداوند یسوع سے دریافت ہوتا ہے کہ کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ جواب میں خداوند نے جو کچھ بتایا۔ وہ صرف اتباع شریعت اوراس کے احکام پرعمل ہے نہ کچھ اور۔

(7) خداوند یسوع اپنے شاگردوں اورعیسائیوں کو کہتے ہیں کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا۔ وہاں سے ہرگز نہ چھوڑے گا۔ (متی باب 5 آیت 26) یعنی بعد از مرگ بہ پابندی شریعت اپنے ہرعمل وفعل کا جوابدہ ہوگا۔ صرف خداوند کی الوہیت اور کفارہ پرایمان کسی حساب وشمار میں نہ ہوگا۔

(8) خداوند یسوع کہتا ہے اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ تمہیں معاف کردے گا۔ (متی باب 6 آیت 14)

گویا جس طرح قصوروار کا قصور معاف کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ تو اسی طرح ہمارا خدا بھی جو آسمانی باپ ہے ہمارے قصور معاف کرسکتا ہے اور کرتا ہے۔ تو پھر جب خدا تعالیٰ ہمارے قصور معاف کرسکتا ہے۔ تو کفارہ پرایمان کس غرض سے ہے۔ کیا صرف اسی وجہ سے کہ وہ ہمارے قصوروں کو بغیر سزا کے معاف نہ کرسکتا تھا۔ تو اس نے ہمارے بدلہ خداوند یسوع کو مصلوب اور ملعون کرکے دوزخ میں رکھا۔ اوراس کے کفارہ میں ہم کو نجات دی اس طرح اس نے عدل بھی کیا کہ ہمارے بدلے بے قصور یسوع کو ملعون کردیا اور رحم بھی کیا کہ ہم قصورواروں کو چھوڑ کر سارا غصہ اپنے بیٹے خداوند یسوع پر نکالا۔ ہم پر رحم کیا تو یسوع پر بلاوجہ کا نزول کیا کہ اس کو دوزخ میں رکھا۔ اور کفارہ کے بغیر ہم کو معاف نہ کرسکا۔

(9) فریسیوں کے ایک عالم شرع نے دریافت کیا کہ اے استاد تورات میں کون سا حکم بڑا ہے اس نے اس سے کہا۔ کہ خداوند اپنے خدا کو سارے دل اوراپنی ساری جان اوراپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا حکم اس کی مانند یہ ہے اپنے پڑوسی سے برابر محبت رکھ۔ انہی دوحکموں پر تورات اورانبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔

(متی باب 22 آیت 34۔40)

گویا خداوند یسوع نے جن دو احکام پر حضرت موسیٰ کی تورات اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار رکھا وہ صرف خدا تعالیٰ سے محبت یعنی حقوق اللہ کو ادا کرنا ہے۔ اور مخلوق سے محبت یعنی حقوق العباد کو پابندی شریعت کو ادا کرنا ہے۔ یہاں نہ تو یسوع کے کفارہ پرایمان لانے کا ذکر ہے نہ بغیر عمل فضل

جذب کرنے کا جن پر مسیحی نجات منحصر ہے۔

(10) خداوند یسوع فقہیوں اور فریسیوں کو کہتا ہے کہ تمنے شریعت کے زیادہ بھاری حکوم یعنی انصاف رحم اور ایمان کا چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ (متی باب 23 آیت 23)

خداوند یسوع کے نزدیک علمائے یہود میں شریعت کی اتباع میں جن امور کی کمی تھی۔ وہ انصاف رحم اور ایمان تھا۔ یہ شریعت کا اصل اور مغز تھا۔جن کی پیروی یسوع کرانے آیا تھا۔خداوند یسوع کے شاگرد کو لازم ہے کہ وہ شریعت کے باقی امور کی پیروی کے علاوہ انصاف اور رحم اور ایمان سے بھی کامل حصہ پائے۔تب نجات پائے گا۔ یہاں بھی کسی کفارہ مسیح اور نہ عدم اتباع شریعت کا ذکر تک کیا۔

(11) خداوند یسوع نے کہا کہ میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا۔مگر جو کفر روح کے حق میں ہو۔ وہ معاف نہ کیا جاوے گا۔ اور جو کوئی ابن آدم (یسوع) کے برخلاف کوئی بات کہے گا۔ وہ تو معاف کی جاوے گی مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہے گا۔ وہ اُسے معاف نہ کی جاوے گی۔ نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں۔ (متی باب 12 آیت 31۔32) یعنی خدا تعالیٰ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر معاف کرے گا۔ خواہ (گناہ یا کفر خود خداوند یسوع کے خلاف ہوا ہو مگر اگر نہ معاف کرے گا تو وہ گناہ ہوگا جو روح القدس کے خلاف ہے پس یہاں بھی کفارہ مسیح کا کوئی ذکر نہیں۔

(12) ایک دفعہ پطرس نے خداوند یسوع سے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرے۔تو میں کتنی دفعہ معاف کر سکتا ہوں کیا سات دفعہ۔ یسوع نے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ ستر گنے تک۔

(متی باب 18 آیت 21۔23)

پس اگر ہم اپنے قصور وار بھائی کو جو ہمارا گناہ کرے سات کے ستر گنے تک معاف کر سکتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالیٰ بغیر کفارہ ہمارے گناہ ایک دفعہ بھی معاف نہ کر سکے گا۔ اگر کر سکے گا تو کفارہ پر ایمان لانا کس مرض کی دوا ہے۔جس پر مسیحی نجات کا دارومدار ہے۔

(13) خداوند یسوع نے یسوع نے عام لوگوں اور شاگردوں سے کہا کہ فقہیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں (شریعت میں سے) بتائیں وہ سب کرو لیکن (جو بات نہیں کرتی وہ یہ ہے کہ) ان کے عمل سے نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ (متی باب 23 آیت 1۔3)

گویا سب لوگوں پر حضرت موسیٰ کی شریعت کی پابندی لازم ہے۔ اور اگر فقہیہ اور فریسی ان کی اتباع کا حکم دیں۔ تو ضرور مانو اور کرو۔ کیونکہ وہ موسیٰ کے جانشین ہیں مگر ان کے عمل مت کرو۔ کیونکہ وہ واعظاں بے عمل ہیں۔ ورنہ نجات کا ذریعہ وہی اتباع شریعت ہے۔جس کا ماننا اور ان پر عمل کرنا تمہارا فرض ہے۔

دیکھو یسوع نے کس طرح صاف الفاظ میں اتباع شریعت کا حکم دیا۔ اور یہ صرف پولوس کی تعلیم ہے کہ شریعت سے آزاد ہو جاؤ۔ اور اس نے اپنے خطوط میں جو اناجیل اربعہ کے ساتھ ضمیمہ ہیں۔ عیسائیوں کو شریعت سے آزادی اور بغاوت اور عدم پابندی کا راستہ دکھایا اور صاف کہا کہ مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہم کو مُول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ (گلیتیوں باب 3 آیت 13) مگر برخلاف اس کے خداوند یسوع کا اپنا شاگرد یعقوب کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی کہے کہ میں ایمان دار ہوں مگر عمل نہیں کرتا۔ تو کیا فائدہ۔ کیا ایسا ایمان نجات دے سکتا ہے۔۔۔ ایمان بھی اگر اس کے ساتھ اعمال نہ ہوں۔ تو اپنی ذات میں مردہ ہے۔۔۔ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے۔۔۔ اعمال سے ایمان کامل ہوا۔۔۔ غرض جیسے بدن روح کے مردہ ہے ویسے ہی ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے۔

(یعقوب کا عام خط باب 2 آیت 14۔26)

ہفتم:: قرآن کریم تو صاف کہتا ہے کہ صرف توبہ ایمان اور اعمال صالحہ ہی نجات یا جنت دلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝

(سورۃ مریم آیت 61)

یعنی جو شخص اپنے سابقہ کفر اور گناہ سے توبہ کرے وہ مومن بن جاوے اور اچھے عمل کرے تو یہ لوگ نجات پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کے حقوق میں سے کچھ بھی ضائع نہ ہوگا۔ قرآن کریم کسی کفارہ پر ایمان کو موجب نجات نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ کہتا ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ○

(سورۃ البقرہ آیت 48)

یعنی دنیاوی بادشاہ یا حاکم کی سزا سے ایک مجرم دیدہ و دانستہ صرف ان چار صورتوں میں نجات پاسکتا ہے اوّل کوئی رشتہ دار اپنے آپ کو کفارہ میں یا عوض میں پیش کرے۔ جیسا کے پولوس کی تعیم کی رو سے خداوند یسوع اپنی امت کے واسطے صلیبی موت پر لعنتی ہو کر مرا اور کفارہ ہوا۔ یا کوئی بڑا آدمی سفارش کر دے۔ یا مجرم کے معاوضہ میں جرمانہ پیش کر دے۔ یا مجرم کے ساتھ اور رشتہ دار سرکاری جیل خانہ پر ڈاکہ ڈال کر مجرم کو قید سے نجات دلاویں۔ مگر مذہب اسلام میں یہ چاروں صورتیں قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے حضور ناممکن الوقوع ہیں۔ نہ تو کوئی دوسرا شخص مجرم کے بدلے میں سزا پائے گا۔ بلکہ جو کرے گا وہی بھرے گا نہ کسی کا قرب یا اس کی سفارش مجرم کو نجات دلا سکے گی۔ نہ کسی مجرم سے اس کے جرم کے عوض میں جرمانہ وصول ہوگا۔ نہ مجرم کے ساتھی مجرم کو خدا کی گرفت سے نجات دلا سکیں گے۔

پس جو چیز ایک مومن عمل کو نجات دلائے گی۔ وہ اپنے نبی (حضرت محمد ﷺ) کے نقش قدم پر پر چل کر قوائے جسمانیہ کو قوت عملیہ میں لانے سے فلاح و نجات پاسکے گا۔ اور اس کے اعمال صالحہ ہی فضل کے جاذب ہوں گے۔ صرف عقیدہ یا ایمان موجب نجات نہ ہو سکے گا۔

پس پادری سلطان محمد پال یا کوئی دوسرے نادان بے علم مسلمان کا عیسائیت میں داخل ہو کر نجات کی تلاش کرنا عبث اور بے سود ہے۔ کیونکہ عیسائیت کی یہ تعلیم خلاف فطرت ہے کہ گناہ تو سلطان محمد پال کرے اور جوابدہ خداوند یسوع ہو اس سے انسان اپاہج اور بے عمل طیار خود بنتا ہے۔

حضرت سعدی کہتے ہیں

حقّا کہ با عقبیت دوزخ برابر است
رفتن بپائی مردئے ہمساۂ در بہشت

صرف اسلام کی تعلیم ہی فطرت کے موافق ہے کہ جو نیک یا بد عمل کرے گا۔ وہی اس کا جواب دہ ہوگا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ

(سورۃ فصلات آیت 47)

اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ (سورۃ فاطر آیت 19)

لہذا ترکِ اسلام یا ترکِ پابندی شریعت کر کے عیسائیت یا بغاوتِ شریعت اختیار کرنا محض حماقت ہے۔

ہشتم:: سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین پاک اور معصوم ہیں۔ بالآخر ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے حق میں قرآن کریم میں وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى○ (سورۃ الضحیٰ آیت 8) اور وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى○ (سورۃ الضحیٰ آیت 8) آیا ہے اس کا مطلب کیا ہے۔

سو واضح ہو کہ سورۃ الضحیٰ میں سیاق و سباق عبارت یوں ہے۔

وَالضُّحٰى○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى○ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى○ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى○ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى○ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ○

(والضحیٰ آیت 2 تا 10)

یعنی کیا تو یتیم نہ تھا پس ہم نے تم کو یتیمی کے مصائب سے پناہ دی۔ لہذا تم کسی یتیم کو غصہ مت کرو۔ پھر وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کے مقابلہ میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ○ آیا ہے۔ یعنی ہم نے تم کو خدا کی محبت میں محو و مستغرق پایا۔ پس تمہاری رہنمائی۔ لہذا کسی سوال کرنے والے کو مت جھڑکو پھر وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى کے مقابلہ میں وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ○ آیا ہے۔ یعنی ہم نے تم کے بے زر اور محتاج پایا۔ تو تم کو غنی کر دیا۔ پس تم جو خدا کی نعمت کو عملی رنگ میں ظاہر کرتے رہو۔ گویا قرآن کریم نے ضال بمعنی سائل متلاشی اور طالب خدا بتایا۔ اور سورۃ یوسف میں حضرت یعقوب کے فرزند اپنے باپ کو کہتے ہیں اِنَّكَ

لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ○(سورۃ یوسف آیت 96) اور اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○(سورۃ یوسف آیت 9) مطلب اُن کا یہ ہے کہ ہمارا باپ یوسفؑ کی قدیمی محبت میں کھلم کھلا محو اور مستغرق ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا کہ یعقوب کی اولاد اپنے باپ کو نبی اور راستباز یقین کرتے ہوئے گمراہ جانتے تھے۔ قرینہ صاف بتاتا ہے کہ ضلال مبین سے ان کی مراد محبت یوسف میں استغراق ہے۔ لہذا آیت وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى میں حضرت محمد ﷺ کا خدا کی محبت میں جستجو اور استغراق ہے نہ گمراہ ہونا کیونکہ خدا تعالیٰ صاف کہتا ہے۔ غوی یعنی گمراہ نہیں۔ مکہ والے کہا کرتے عشق محمد علی ربہ یعنی محمد اپنے رب کا عاشق ہے۔ اور یہ ضال کا صحیح ترجمہ ہے۔ اگر ایک لفظ کے کئی معنی ہوں تو اس کا صحیح ترجمہ سیاق و سباق سے معلوم ہوسکتا ہے۔ **فلا اعتراض**

(2) رہا **استغفر لذنبك** پس اس میں بھی دو لفظ قابل غور ہیں۔ اول لفظ **استغفر** جو استغفار سے نکلا ہے۔ اور اس کا اصل **غفر** ہے۔ جس کے معنی پناہ اور حفاظت ہیں۔ **مغفر** خود کو کہتے ہیں جو سر کو بچاتا ہے۔ پس استغفار کے حقیقی اور اصل معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا تا کہ بشریت کی کمزوری ظاہر نہ ہو۔ اور وہ فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے۔ اور پوری حمایت و حفاظت کے اندر لے لے۔ عام لوگوں نے اس کے معنوں کو وسعت دے کر گناہوں سے حفاظت اور معانی کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسرا لفظ ذنب کا ہے جو گناہ ۔ جرم اور فطرتی کمزرویوں پر استعمال ہوتا ہے۔ مگر ذنب اور جرم میں فرق ہوتا ہے انبیاء کے واسطے **ذنب** کا لفظ تو آیا ہے۔ جس سے مراد انسانی فطرتی کمزوری ہے۔ مگر جُرم کا لفظ نہیں آیا۔ اور نہ کسی نبی کو مجرم کہا گیا ہے۔ بیشک ہر مجرم کے واسطے جہنم کی وعید ہے۔ مگر ہر مذہب کے واسطے دوزخ کے سزا لازمی نہیں

قرآن کریم میں گناہ کے واسطے۔ اثم، جرم اور فسق کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں مگر ذنب ایک وسیع المعنی لفظ ہے۔ مجرم کا ذنب جرم ہے۔ اثیم کا ذنب اثیم ہے۔ فاسق کا ذنب فسق ہے۔ نہ اثیم، نہ فاسق ہے نہ مشرک ہے اور نہ کافر ہے۔ اس لئے اس کا ذنب نہ جرم ہے نہ فسق ہے نہ اثم ہے نہ شرک ہے۔ نہ کفر ہے۔ جیسا ان کے واسطے سزا کی وعید ہے ذنب کے واسطے سزا کی وعید نہیں۔ اس لئے نبی کا ذنب خدا کی ناراضگی کا باعث نہیں۔ اور گناہ کا ٹھیک مفہوم بھی اس میں موجود نہیں۔ پس نبی کا ذنب سوائے بشری فطری کمزوری کے اور کچھ نہیں۔

پس اس آیت کے صحیح معنی اس قدر ہیں کہ اے محمد تو اپنی فطرتی بشری کمزوری کے ظہور اور اثر بد سے حفاظت طلب کر کے نہ اس کا ظہور ہو نہ تم کسی بلا میں گرفتار ہو۔ اس سے اگلا حصہ آیت ہے **وللمؤمنین والمومنات** یعنی یہ دعا نہ صرف اپنے واسطے طلب کرو بلکہ جمیع مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی طلب کرو۔ از روئے قرآن کریم سیدنا حضرت محمد ﷺ پر تمام نبی بمعہ حضرت ایمان لاکر مومن ہو گذرے ہیں۔ پس اگر ذنب کے معنی گناہ ہیں استغفر کے معنی گناہ سے معافی ہیں تو حضرت عیسیٰ بھی گناہ گار ثابت ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں لکھا ہے کہ مومن جنت میں استغفار بولیں گے۔ سورۃ تحریم میں ہے۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ(سورۃ التحریم آیت 9) حالانکہ جنت میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔ مگر جنتی استغفار کرتے ہوں گے۔ پس استغفار صادر شدہ گناہوں کے واسطے مخصوص نہیں۔

ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا○لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (سورۃ الفتح آیت 2۔3)

یعنی ہم نے تم کو فتح مکہ دیا کو ایک کھلی فتح ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اگلے اور پچھلے سب ذنوب ڈھانک دئے۔ پس اگر فتح مکہ کے وقت حضرت محمد کے تمام گناہ اگلے اور پچھلے معاف ہو چکے ہیں تو پھر وفات کے قریب پھر خدا کیوں کہتا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا○ (سورۃ النصر آیت 4)

پھر یہاں استغفار کرنے کی تاکید بھی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ استغفار سے مراد گناہ اور اس کی معافی ہرگز مراد نہیں بلکہ فطرتی بشری کمزوریوں کے اثر بد سے حفاظت مراد ہے۔

اگر سیدنا حضرت محمد ﷺ نے نبوت سے قبل یا فتح مکہ سے قبل مکّہ

میں کوئی گناہ کئے تھےتو وہ اہل مکہ کوکس طرح چیلنج دے سکتے تھے۔کہ

فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيۡكُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝

(سورۃ یونس آیت 17)

یعنی میں تم میں عمر کا ایک بڑا حصہ گذار چکا ہوں۔کیا کسی کو میرے ایام طفولیت شباب سے آج تک کے دن تک میرے کسی قول وعمل پر اعتراض ہے۔اگر کوئی گناہ کیا ہوتا تو وہ کب اہل مکہ سے پوشیدہ ہوسکتا تھا۔وہ فوراً بتادیتے۔مگر اہل مکہ کی خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کے اخلاق اور اعمال میں بہترین نمونہ تھےاور آپ نے وفات تک معصومانہ اور پارسانہ زندگی بسر کی۔پس آپ پاک اور مقدس انسان تھے۔

نبی کی شفاعت کیا ہے۔سُو وہ بھی سُن لو لفظ شفاعت شفع سے نکلا ہے۔جس کے معنی جوڑا ہیں۔پس شفاعت کے معنی ہیں جوڑا بننا یا کسی کا مقرب اور قریبی ہونا۔دو ہمسانہ باہم شفیع ہیں۔سیدنا حضرت محمد ﷺ ہمارا شفیع اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے عقائد اخلاق اعمال اپنے اندر ایسے طور پر عکس کرلیں۔تاکہ ہمارے آئینہ دل میں محمد کا نقش ہو جائے۔یا محمد ہم میں منعکس ہوجاوے۔پس جس قدر ہم محمد کا عکس اپنے اندر لیں گے اسی قدر وہ ہمارا شفیع ہوگا۔اور ایک امتی کے واسطے محمد کے عقائد اخلاق اور اعمال جس حد تک اس کے اندر منعکس اور نقش ہوں۔یہی اس کے واسطے شفاعت محمد ہے۔اور یہی امتی کا محمد بننا یا بروز محمد ہونا سراپا شفاعت اور نجات ہے۔اور محمد سے دوری اور شفاعت عدم نجات ہے۔محمد خدا کا ظل اور مظہر ہے اور مومن محمد کا ظل اور بروز ہونا چاہیے۔ورنہ مجرموں سے محمد کا کیا تعلق ہے کہ وہ اُن کی سفارش یا شفاعت کرے۔کیا قرآن کریم میں **لا تکونوا ظھیر المجرمین** (سورۃ) موجود نہیں۔یعنی مجرموں کی سفارش مت کرو۔پاکوں کا تعلق پاکوں سے ہوتا ہے۔اور ناپاکوں کا ناپاکوں سے ناپاکوں کا پاکوں سے کیا نسبت اور پاکوں کو ناپاکوں سے کیا تعلق۔

مجرم یا خدا کے حقوق کا غاصب ہوگا یا خلق اللہ کے حقوق کا۔پس خدا نے حقوق کا خود مالک ہے اور مخلوق اپنے حقوق کی مالک ہے سیدنا حضرت محمد ﷺ یا کوئی نبی بھلا خدا کو کب مجبور کرسکتا ہے کہ تو اس کو اپنے حقوق چھوڑ دے۔اگر وہ نہ چھوڑنا چاہے یا خدا کو کب کہہ سکتا ہے کہ لوگوں کے حقوق جو مجرم غصب کرچکا ہے بخش دے۔اگر لوگ اپنے حقوق خود نہ چھوڑنا چاہیں۔اگر خداوند یسوع اپنے کفارہ سے ایسا کرنا چاہے تو محتاجِ ثبوت ہے۔ورنہ ناممکن اور خلاف عقل ونقل ہے۔

صلیبی موت کی جدید توجیہہ

ہمیں یہ مضمون لکھتے ہوئے چرچ مشن سوسائٹی پشاور کا رسالہ موسومہ بہ مسیحی تعلیم نمبر اول ''صلیب'' ملا۔جس میں مؤلف رسالہ کہتا ہے کہ خداوند یسوع جو صلیب پر فوت ہوئے پہلے زمانہ میں پولوس اور اُس کے ساتھیوں نے توجیہہ کی کہ چونکہ یہود میں گناہ کی سزا سے نجات کا ذریعہ قربانی تھا۔اس واسطے انہوں نے خداوند یسوع کو خدا کا برّہ قرار دے کر اس کو قربانی کی صورت میں صلیبی موت کو پیش کیا۔یعنی یسوع ہمارے گناہوں کی سزا میں قربان ہوا۔مگر تین صدیوں کے بعد یہ توجیہہ موجب اطمینان قلوب نہ ہوسکی۔

(2) رومی سلطنت کے قیام کے وقت تین صدی بعد دوسری توجیہہ یہ قرار دی گئی کہ خداوند یسوع بطور نذرِ فرزند یا زرِ مخلصی ہمارے گناہوں کے عوض میں مارا گیا۔مگر کچھ عرصہ بعد یہ توجیہہ بھی لوگوں کو ناقابلِ قبول ہوگئی۔

(3) زمانہ شجاعت میں جو رومی سلطنت کے بعد ہوا۔تیسری توجیہہ یہ قرار پائی کہ چونکہ خدا کی نافرمانی کرنے اور گناہ کے ارتکاب سے لوگوں نے خدا کی توہین اور بے عزتی کی۔لہذا اس کی عزّت کو بحال کرنے کے واسطے اور گناہوں کے معافی کے طور پر خداوند یسوع نے کفارہ کی موت قبول کی۔تاکہ خدا کی عزت کے واسطے یسوع معاوضہ ٹھہرے۔اور لوگوں کے گناہ معاف ہوں۔آخر یہ توجیہہ بھی ناقابلِ پذیرائی نہ ٹھہری۔

(4) جب زمانہ شجاعت گذر گیا اور زمانہ قانون اور وکلاء شروع ہوا۔تو پہلا سوال عدل اور رحم کا پیدا ہوا۔مخلوق نے گناہ کیا۔خدا منصف تھا کہ مخلوق کو گناہ کی سزا دیتا۔خداوند یسوع بے گناہ تھا۔اس واسطے اس نے گناہ

گاروں کی موت کی سزا اپنی ذات پر قبول کی۔ اور خدا نے یہ معاوضہ قبول کیا۔ خدا نے یسوع کو صلیب کی لعنتی موت دے کر مخلوق کو گناہ کی سزا سے نجات دی۔ یہ اس کا عدل تھا۔ اور رحم تھا کہ مخلوق کو سزا دینے کے عوض میں اپنا اکلوتا فرزند یسوع بھیج کر اس کو صلیب پر مارا۔ اور مخلوق کو بغیر سزا کے چھوڑ دیا۔ یہ توجیہہ بھی آج کل کے روشن دماغ لوگ قبول کرنے کے لائق نہیں ٹھہراتے۔

(5) زمانہ جدید یا روشنی کے زمانہ کے عیسائی یہ چاہتے ہیں کہ پانچویں جدید توجیہہ تجویز کریں۔ جو خداوند یسوع کی تعلیم کی موافق ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر خدا ہمارا باپ ہے۔ اور مسیح اور باپ ایک ہیں۔ صلیب سے خدا کی محبت پدری کا بھید یہ کھلتا ہے گذشتہ تمام تشریحات جن کے اندر اس حقیقت کا اظہار نہ تھا۔ باطل ہیں۔ پس اب نہ قربانی نہ زرِ فدیہ نہ زرِ مخلصی نہ قائم مقام کی تشریح لوگوں کو راغب کر سکتی ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا کر سکتی ہے۔ پس جو طاقت خدا کی طرف کھینچتی ہے وہ محبت ہے۔ لہذا ہمارے اندر خدا کی محبت پیدا کرتی ہے اور خدا اور مسیح کی طرف مائل کرتی ہے اور گناہوں سے نفرت دلاتی ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ خود چرچ مشنری سوسائٹی کھلے لفظوں میں جماعت احمدیہ کے زبردست مقابلہ میں اپنی شکست کی معترف ہوئی۔ اور کفارہ کی دو ہزار سالہ تشریحات کو غلط جھوٹ ناقابلِ قبول اور بیکار اور بے اثر مان لیا۔ یہ ہے حق کی کھلی فتح بولو' غلام احمد کی جے'' ''ہماری فتح ہوئی'' ''ہمارا غلبہ ہوا''

اب رہی پانچویں جدید توجیہہ۔ پس یہ بھی ایسی باطل ہے جیسے پہلی چار توجیہات اوّل تو اس وجہ سے کہ خداوند یسوع از روئے اناجیل خود بیگناہ ثابت نہیں۔ بلکہ وہ صاف کہتا ہے کہ تم مجھے نیک کیوں کہتے ہو۔ نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ (لوقا باب 18 آی 18)

دوم: ہماری تحقیقات کی رو سے خدا وند یسوع صلیب پر مارا ہی نہیں گیا بلکہ وہ زندہ اُتارا گیا تھا۔ دیکھو ہمارا مضمون ''یسوع اور صلیب''

سوم: داؤد کا زبور 22 اور اناجیل اربعہ جس میں خداوند یسوع کی عجز و الحا سے دعائیں درج ہیں۔ اے خدا اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ اور ایلی ایلی لما سبقتانی کا مایوسانہ فقرہ کیا صاف طور پر ظاہر نہیں کرتا کہ یسوع ہرگز بخوشی صلیبی لعنتی موت کے وقوع پر راضی نہ تھا۔

چہارم:: جو کچھ واقع ہوا وہ سراپا بالجبر ہوا اور یسوع کی مرضی کے خلاف ہوا پس جبر اور اکراہ کو رضامندی کی نظر اور محبت کہنا کسی معقول پسند کا کام نہیں ہوسکتا۔

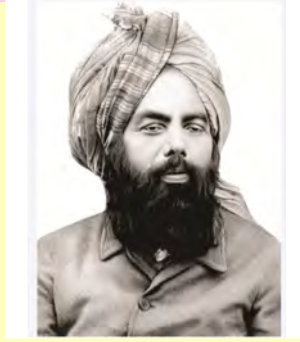
پنجم: زبور 22 نامہ عبرانیاں باب 5 آیت 7 میں صاف لکھا ہے کہ خدا نے یسوع کی عاجزانہ دردمندانہ دعائیں سنیں۔ اور نتیجۃً صلیب کی لعنتی موت سے بچایا۔

ششم:: اگر خدا نے اپنے پیارے اور بے گناہ بیٹے یسوع کو لعنتی موت سے مارا اور اس کی رو رو کر موت سے نجات دعائیں رد کر دیں۔ اور اس کا آخری کلمہ نہایت مایوس کن یہ تھا۔'' اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا'' پر اس کے باپ میں کوئی رحم پیدا نہ ہوا۔ بھلا ایسا غضب ناک خدا کسی گناہگار اور ناپاک انسان پر کیا رحم کرے گا۔ کہ اس کو بغیر دوزخ میں ڈالے چھوڑے گا۔

ہفتم:: جس خدا میں بغیر اپنی صفت عدل پوری کرنے کے کوئی رحم اور شفقت نہ ہو کہ کسی گناہ گار کو محض توبہ سے معاف کرے تو اس خدا سے محبت کیسے ہوسکتی ہے۔

ہشتم:: صلیب کو دیکھ کر ہمیں ایسے خدا سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس نے اپنے بیٹے پر رحم نہ کیا۔ اور اس کو لعنت کی موت دی۔ اور اس سہ شاخہ لکڑی نے خدا کے بے گناہ اور پیارے فرزند کو لعنت کی موت کے گھاٹ اتارا۔ اور تین دن کے لئے دوزخی بنا دیا۔ بھلا کس طرح ہم کو اس صلیب سے محبت ہو سکتی ہے۔ صلیب کو دیکھ کر ہمارے دل میں محبت پیدا ہونے کی بھی ایک ہی کہی۔ بھلا محبت کس سے اس مغلوب الغضب خدا سے یا لعنت کی موت سے مرے ہوئے یسوع سے یا اس لکڑی کی صلیب سے جس نے ایک مظلوم کو دوزخ میں پہنچا دیا۔

کیا اب بھی ہمارے مخالف کہتے جائیں گے کہ ہنوز مسیح موعود نے کسرِ صلیب نہیں کی۔



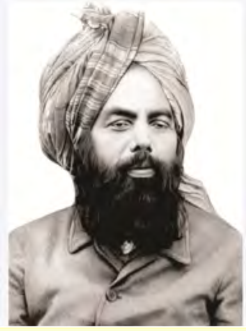
عیسائیوں سے خطاب

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!   نورِ حق دیکھو راہ حق پاؤ!
جس قدر خوبیاں ہیں فرقان میں   کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو   یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار   کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوف خدا کرو لوگو   کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیش دنیا سدا نہیں پیارو   اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو   کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل   ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
کیوں نہیں تم کو دینِ حق کا خیال   ہائے سو سو اٹھے ہے دل میں ابال
کیوں نہیں دیکھتے طریق صواب   کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
اس قدر کیوں ہے کین و استکبار   کیوں خدا یاد سے گیا یک بار
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات   دل کو پتھر بنا دیا ہیہات
اے عزیزو سنو کہ بے قرآں   حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں   ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر   کہ بناتا ہے عاشق دلبر
جس کا ہے نام قادر اکبر   اس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے   پھر تو کیا کیا نشان دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے   سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں   وہ تو دیتا ہے جاں کو ادراک جاں
وہ تو چمکا ہے نیر اکبر   اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا   اس کے پانے سے یار کو پایا
بحر حکمت ہے وہ کلام تمام   عشق حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے   یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقش حق جماتی ہے   دل سے غیر خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک   ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خور ہدیٰ وہی ایک   ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں   یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں   میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں   مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 268 مطبوعہ 1882ء درثمین صفحہ 7_8)



صداقت مسیح موعود کا عظیم الشان نشان پیشگوئی پنڈت لیکھرام

(انجینئر محمود مجیب اصغر سویڈن)



1893ء

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمد

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 372. اشتہار 20 فروری 1893ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649)

ترجمہ: اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا

(حقیقۃ الوحی صفحہ 288. روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 301)

حاشیہ: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے اول اجمالی طور پر 20 فروری 1886ء کے اشتہار (مجموعہ اشتہار جلد اول صفحہ 98) میں اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا۔ پھر برکات الدعاء (روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 4.2) کرامات الصادقین ٹائیٹل پیج آخری صفحہ اور آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 629) میں مفصل طور پر لکھ دیا کہ لیکھرام اپنی شوخیٔ شرارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی سزا میں چھ سال کے اندر عید کے دوسرے دن بذریعہ قتل اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔

اس کے مقابل پر اس نے اپنی کتاب میں حضرت اقدس کی نسبت لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائے گا۔

لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح حضرت اقدس نے اس کی نسبت پیشگوئی فرمائی تھی کہ بترس از تیغ بران محمد اسی کے مطابق یہ شخص چھ برس کے عرصہ کے اندر بذریعہ قتل پنجہ اجل میں گرفتار ہو گیا اور جس طرح فرمایا گیا تھا کہ گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا بالکل اسی طرح یہ گوسالہ بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا کیا جائے گا بالکل اسی طرح یہ گوسالہ بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور جس طرح وہ جلایا گیا تھا اور اس کی ہڈیاں دریا میں پھینکی گئیں اسی طرح یہ بھی جلایا گیا اور اس کی ہڈیاں بھی دریا میں ہی ڈالی گئیں

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 185,.186)

20 فروری 1893ء

(الف)" آج جو 20 فروری 1893ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں، عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا" (اشتہار 20 فروری 1893ء مشمولہ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 650)

(ب) لیکھرام کے متعلق ایک یہ پیشگوئی تھی کہ یقضی امرہ فی ست یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔

اس پیشگوئی کا جیسا کہ مفہوم ہے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یعنی لیکھرام چھ مارچ کو زخمی ہوا اور دن کے چھٹے گھنٹے میں زخمی ہوا" (استفتاء اردو صفحہ 17 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 125 بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 187)

2 اپریل 1893ء

آج جو 2 اپریل 1893ء مطابق 14 ماہ رمضان 1310ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل، گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے، میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور

شمائل کا شخص ہے۔ گو یا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے ۔تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص ان چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یک شنبہ کا دن اور 4 بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمدللہ علی ذالک (برکات الدعاء ٹائیٹل پیج صفحہ 4 حاشیہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 33 بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 191.190)

حاشیہ

نوٹ از مرتب ۔ واقعات نے بتایا کہ یہ دوسرا شخص شردھا نند تھا جو اس پیشگوئی کے مطابق دسمبر 1926ء کو عبدالرشید کاتب دہلوی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

شردھانند کا قتل

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ۔یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔۔۔ دو شخصوں کے قتل کی پیشگوئی تھی ان میں سے ایک لیکھرام صاحب تھے اور دوسرے کا نام آپ کو اس وقت یاد نہ تھا۔ عجیب حکمت ہے کہ پہلے شردھانند صاحب کا نام منشی رام تھا اور مارے جانے کے وقت ان کا نام شردھانند تھا۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب کو ان کا نام یاد نہ رہا۔ پھر وہ لیکھرام کے بھی قائم مقام ہیں چنانچہ تین نے لکھا ہے کہ جب لیکھرام کے قتل کی خبر جالندھر پہنچی تو سوامی شردھانند صاحب اپنا کام چھوڑ کر لاہور آ گئے اور سوامی لیکھرام کا کام انہوں نے سنبھال لیا۔ بہرحال آریوں میں سے بڑے پائے کے لیڈر تھے۔ بہت سی باتیں ان کے قتل کی لیکھرام صاحب کے قتل سے ملتی ہیں۔ لیکھرام صاحب ہفتہ کے دن جمعہ وعید سے اگلے روز مارے گئے اور یہ جمعرات کو مارے گئے جو جمعہ کے ساتھ کا دن ہے وہاں بھی قاتل کمبل پوش تھا اور یہاں بھی کمبل پوش ہی ہے۔ وہاں بھی قاتل کو پہلے روکا گیا لیکن اس کو اندر آنے جانے کی اجازت دی گئی اور یہاں بھی اسی طرح ہوا"

(الفضل 11 جنوری 1927ء بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 191)

پنڈت لیکھرام

پنڈت لیکھرام (1858۔1897) آریہ سماج سناتن دھرم کے رہنما تھے ۔اپریل 1858 میں ضلع جہلم کے ایک گاؤں سید پور میں پیدا ہوئے۔ ان کا عرف لیکھو تھا۔ ان کے والد کا نام تارا سنگھ اور والدہ کا نام بھاگ بھری تھا۔ انہوں نے پنجاب پولیس میں کچھ عرصہ سروس کی۔ سروس کے دوران جب ان کی پوسٹنگ پشاور میں ہوئی تو ان کی ملاقات منشی کنہیا لال عالیکھ دھری سے ہوئی جو آریہ سماج کے بانی دیا نند سرسوتی سے بہت متاثر تھے ان کی تحریک پر انہوں نے پولیس کی سروس سے استعفاء دے دیا اور اپنی زندگی ویدوں کی تبلیغ کے لئے وقف کر دی اور پنجاب آریہ پرتی نیدھی سبھا کے مبلغ بن گئے۔ لکھا ہے کہ لیکھرام نے اردو میں دیا نند سرسوتی کی سوانح حیات لکھی اور 33 کے قریب دوسری کتب لکھیں۔

براہین احمدیہ کی تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام (1835.1908) نے جب اپنی معرکۃ الآرا کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور سارے مذاہب کے پیروکاروں کو چیلنج دیا کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں آئیں اور اگر اپنی الہامی کتاب سے آپ کے پیش کردہ دلائل کو توڑ دیں تو 10 ہزار روپے کا انعام حاصل کریں ۔ معاندین اسلام میں سے لیکھرام مدمقابل آیا اور اس نے نہ صرف تکذیب براہین احمدیہ کتاب لکھی بلکہ آنحضرت ﷺ کی گستاخی اور آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالنے میں بڑھتا چلا گیا۔

کتاب تصدیق براہین احمدیہ

حضرت حکیم مولوی نور الدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاول نے لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے رد میں" تصدیق براہین احمدیہ بجواب تکذیب۔خبط۔تنقیہ وغیرہ" لکھی ۔فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔ الحاصل مشرکوں سے نکلتے توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ بلکہ یوں کہیئے اسلام کے قریب آنے والے دیا نندی پنتھ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی اور دھوکے میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں سے سعیدوں کو غلطی سے بچنے

کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور ان کے سوا جس قدر اسلام کے مخالف ہیں ان سب کو موجہ اقوال سے سمجھا دیں اور مغالطات کے مواقع سے انہیں آگاہ کریں۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام براہین احمدیہ رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی! اس کتاب کی تکذیب پر ایک پولیس مین کھڑا ہو گیا۔ الحمدللہ تعالیٰ۔ اس مکذب نے تمام مباحثات ضروریہ کو ایک جا جمع کرنا شروع کر دیا۔ آریہ کے عام مذہب میں گو کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔ اس واسطے عیسائیوں کے ایک ریفارمر نور افشاں نے تکذیب کی مدح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں۔ ایک جگہ لکھتا ہے۔" تکذیب براہین ایسی دلچسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لی جاوے" سبحان اللہ کیا سچ ہے! الم تری الی الذین اوتو ا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت و یقولون للذین کفرو ا ھؤلآء اھدی من الذین آمنو ا سبیلا (النساء : 52 .) ترجمہ: دیکھو ان کتاب والوں کو یقین لا رہے ہیں ساتھ بدکاروں اور نافرمانوں حد سے نکلنے والوں کے۔ اور منکروں کو کہتے ہیں۔ یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اگر چہ عیسائیوں میں ایسے منصف بھی ہیں جن میں سے ایک نے مجھے لکھا ہے ''تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والوں کا ہوگا۔ تکذیب براہین کو بندہ دیکھ چکا ہے بجز یاوہ گوئی کے میرے ہاتھ تو کچھ نہیں آیا۔ ہاں کوئی فحش سیکھنا چاہے تو انھیں کتاب ہے۔ عیسائی اعتراض بہم پہنچا کر اپنی لیاقت ضرور جتائی ہے ایسے مباحثہ سے چٹکلے کی کہانیاں اچھی ہیں۔''

خاکسار نے جب اس کتاب تکذیب کو دیکھا تو کل مکذب یاد آ گئے جو آدم سے لے کر ہمارے ہادی (فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپ کے اور آپ کے سچے اور نیک فرمانبرداری اور جاں نثاروں کے مقابل گزرے ہیں " اس کتاب میں آپ نے لیکھرام کے ایک ایک اعتراض کا قرآن کریم کے حوالے سے جواب دیا۔۔۔۔

لیکھرام پر اتمام حجت

1893ء (الف) اس عاجز نے اشتہار 20 فروری 1886ء میں ۔۔۔ لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاء وقدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کر دی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد۔۔۔ لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا

عجل جسدلہ خوار۔ لہ نصب وعذاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز آرہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا" (اشتہار 20 فروری 1893 مشمولہ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 650.649)

(ب)" یہ گوسالہ بیجان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں۔ صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ یاد رہے یاد رہے کہ عبارت کہ نصب وعذاب کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ لہ کمثلہ نصب و عذاب"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 287 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 300)

لیکھرام کا قتل

دن بدن آنحضرت ﷺ کی گستاخی کرنے اور گالیاں نکالنے میں بڑھتا چلا گیا۔ جب اس کی گستاخی حد سے بڑھ گئی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر چھ سال کے عرصہ میں عید سے ملحق اس کی ہیبت ناک موت کی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ لیکھرام پیشگوئی کے مطابق عید کے اگلے دن 6 مارچ 1997 کو مارا گیا۔ آریوں نے حضرت مسیح موعود پر اس کے قتل کا الزام لگایا۔ آپ کے گھر کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی سراغ نہ مل سکا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہر طرح سے ناکام رکھا۔

''5 مارچ 1897ء کو ایک حملہ آور نے لیکھرام کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا

اور اس کے زخم بہت مہلک تھے ۔ وہ اگلے دن مسلمانوں کے تہوار عید الفطر والے دن 6 مارچ 1897ء کو مایو ہسپتال لاہور میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے اور ان کی اتم سنسکار کر کے راکھ کو جھیل میں بہا دیا گیا" (ویکیپیڈیا)

Pandit Lekh Ram was the leader of Arya Samaj Sanatana Dharma .He is famous for congregating with Qadiani Mirza Ghulam Ahmad.He wrote a book "Rebuttal of Brahin Ahmadiyya"against Mirza Ghulam Ahmad's book Brahin Ahmadiyya. He was assassinated on March 6,1897).Tweet Dark knight(

شردھانند(Swami Shraddhanad)

جب لالہ لیکھرام کو قتل کر دیا گیا تو شردھانند ان کا جانشین ہوا۔ شردھانند نے ہریانہ کے فرید آباد کے قریب اراولی میں گروکل اندر پراشٹھا قائم کیا۔ شردھانند نے ہندو اصلاحی تحریکوں اور ہندوستان کی آزادی کی تحریک کا ایک فعال رکن بننے کے لئے 1917ء میں گروکل چھوڑ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام میں لالہ لیکھرام کے علاوہ ایک اور قتل کی خبر دی گئی تھی اس کے مطابق شردھانند کو دسمبر 1926 کو قتل کیا گیا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

آج ہری دوار میں گروکل یونیورسٹی کے آثار قدیمہ کے عجائب گھر میں سوامی شردھانند کا کشا اپنی زندگی کا ایک تصویری سفر رکھتا ہے

آریہ سماج اور لاہور

روزنامہ دنیا 25 جون 2018ء میں ''آریہ سماج اور لاہور'' پر ایک سپیشل فیچر شائع ہوا۔ تحریر امتیاز حسین سبزواری

آریہ سماج کی باضابطہ بنیاد کاٹھیاوار کے قصبے ٹنکارا کے ایک برہمن" مول شنکر" نے رکھی ۔ بعد میں اسے سوامی دیانند سرسوتی کہا جانے لگا۔ سوامی دیانند سرسوتی کو زیادہ کامیابی پنجاب بالخصوص لاہور میں ملی اور لاہور ہی اس تحریک کا گڑھ بن گیا۔ 1875ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور شروع میں اس کا مقصد ہندو معاشرے کی اصلاح تھا۔ لیکن بعد میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کے زیر اثر اور مسلمانوں کی مخالفت میں اس انجمن کا رویہ متعصّبانہ ہوتا گیا اور پھر آریہ سماج کے بطن سے شدھی اور سنگٹھن جیسی انتہا پسند تنظیمیں وجود میں آئیں ۔ شدھی کا آغاز آریہ سماج کی طرف سے ہوا ۔ شدھی کی تحریک کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ بر صغیر کے تمام غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے۔ آریہ سماج میں اعتدال پسند اور انتہا پسند دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ اعتدال پسندوں میں لالہ لاجپت رائے شامل تھا۔ یہ لاہور کا ایک معروف وکیل تھا۔ اپنی تمام عمر معتدل مزاجی کے باوجود اس کا رویہ ہندوؤں کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف بہت نمایاں تھا۔ اس نے ہندو مہا سبھا کے نام سے ایک فرقہ وارانہ تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس کا بنیادی مقصد ہندوؤں کے مفادات کی نگہداشت کرنا تھا۔ یہ انڈین نیشنل کانگرس میں بھی شامل تھا اور وہاں بھی کانگرس کو ہندو پرست جماعت بنانے کی بڑی کوشش کی ۔ اس جیسے رہنماؤں کی وجہ سے مسلمان کانگرس سے دور ہوتے چلے گئے اور اسی انتہا پسندی کی وجہ سے کانگرس میں آریہ، برہمو اور یزش بڑھی۔ آریہ سماج نے تعلیمی میدان میں بہت سی خدمات سرانجام دیں جس کی بنا پر یہ جماعت ہندوؤں کی مقبول ترین جماعت بن گئی۔ آریہ سماج نے 1886ء میں لاہور میں دیانند اینگلو ویدک سکول قائم کیا ۔ یہاں کم فیس میں بہت معیاری تعلیم دی جاتی تھی۔ آریہ سماج نے ہندو یتیم بچوں اور ہندو بیوہ عورتوں کے لئے دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور میں ہوسٹل وغیرہ بنائے۔ کرشن نگر کی ایک سڑک نند روڈ سرسوتی کے نام پر تھی۔ آریہ سماج میں ہی ایک کٹر بنیاد پرست گروہ وجود میں آ گیا تھا، جس کا رویہ دوسرے مذہبی گروہوں کی جانب خاصا تشدد آمیز تھا۔ اس میں پنڈت گرودتہ، لالہ درگا پرشاد اور لالہ منشی رام جیسے کٹر مذہبی ہندو موجود تھے۔ "ستھیارتھ پرکاش" کا اجرا دیانند سرسوتی نے 1875ء میں خود کر دیا تھا ۔ اس جریدے نے اپنی تمام تر توانائی دیگر مذاہب پر تنقید کرنے میں صرف کر دی جس کی وجہ سے امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کشیدگی بڑھتی چلی گئی ۔ آریہ سماج کے ایک جریدے" آریہ گزٹ" کا ایڈیٹر پنڈت لیکھ رام تھا ۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف کئی پمفلٹ لکھے ۔ جو مسلمانوں کی شدید دل آزاری کا باعث بنے۔ آخر کار اسے 1897ء میں قتل کر

دیا گیا۔ اس واقعے سے شہری علاقوں میں ہندو مسلم تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے۔ انڈین نیشنل کانگرس میں شامل بڑے بڑے سماجی، سیاسی، اور مذہبی ہندو رہنماؤں کا تعلق آریہ سماجیوں سے تھا۔ ان ہی لوگوں کی وجہ سے مسلمان رہنما، جو بڑے ذوق وشوق سے کانگرس میں شامل ہوئے تھے، بتدریج کانگرس سے بددل ہوتے چلے گئے اور جہاں دیدہ مسلمانوں کو یقین ہوگیا کہ ہندو مسلمانوں کو کبھی برابری کا درجہ نہیں دیں گے۔ انتہا پسند ہندوؤں کی وجہ سے ہی مسلمانوں کو ہندوستان میں جداگانہ انتخابات کا سوچنا پڑا اور انگریز کو ہندوؤں کی شدید ترین مخالفت کے باوجود مسلمانوں کا جداگانہ انتخاب کا مطالبہ ماننا پڑا

جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبا یہی ہے
لیکھو کی بد زبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
جس کی دعا۔ سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

(درثمین اردو)

صداقت کا عظیم الشان نشان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام نے ضمیمہ رسالہ تریاق القلوب میں تحریر فرمایا ہے"۔۔۔۔ چونکہ اس رسالہ میں ایک اہم مقصود جس کے لئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے یہ ہے کہ راقم ہذا کو خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے۔ اس لئے نظیر کے طور پر مندرجہ ذیل نوشتہ میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ اس دعوے کی تائید میں وہ نشان جو مجھ سے صادر ہوئے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں جن کا علم میرے خاص مریدوں تک ہی محدود ہو بلکہ اکثر ان کے ایسی عام شہادتوں سے ثابت ہیں جن کی رویت کے گواہ ہر ایک فرقہ کے مسلمان اور ہندو اور عیسائی ہیں۔ یہ نقشہ گواہوں کا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ یہ اس نشان کے بارے میں ہے جو لیکھرام کی نسبت ظہور میں آیا۔



شیطان کی آخری جنگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

چونکہ یہ نشان درحقیقت ایک عظیم الشان نشان تھا جس کے ساتھ معیاد بتلائی گئی تھی۔ وقت بتلایا گیا تھا۔ اور صورت بتلائی گئی تھی۔ اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ دعا ہے جو قبول ہوئی بلکہ سر سید احمد خان صاحب مرحوم کو پیشگوئی کے ظہور سے پہلے ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے لکھا گیا تھا کہ آپ کو جو دعا قبول ہونے میں شک ہے لیکھرام کی پیشگوئی کا مقدمہ آپ کے سمجھنے کے لئے کافی ہوگا کہ کس طرح خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ ان تمام وجوہ کے لحاظ سے اس پیشگوئی کا ایک دنیا کو انتظار تھا۔۔ اور اس پیشگوئی میں چھ برس کی معیاد تھی۔ یہ عجیب نکتہ ہے کہ لیکھرام کی موت شنبہ کے دن واقع ہوئی اور چونکہ چھ سال خدا کی کتابوں میں چھ دن سے مشابہ ہوتے ہیں اس لئے ساتواں دن جو شنبہ کا دن ہے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بہت موزوں تھا۔ اور وہ نقشہ اسمائے تصدیق کنندگان مع ان کے بیانات کے ذیل میں ہے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 112 نام مع بیانات دیئے ہیں اور کل 270 نام دیئے ہیں جنہوں نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی تصدیق کی ۔ آخر میں حضور نے درج ذیل نوٹ دیا ہے

نوٹ: یہ دستخط مصدقین کے قریب چار ہزار کے تھے۔ ہم نے اس رسالہ میں صرف تھوڑے سے نام بطور نمونہ لکھ دیئے ہیں۔ فقط

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 172 تا 191)

مبشر اولاد بمقابل گستاخ اولاد

تیز وج ویولدلہ کے پس منظر میں قادیان اور بٹالہ کے

دو خاندانوں کے ''پنج تن پاک'' اور ''دس تن ناہنجار'' کی تاریخ

(ذوالکفل اصغر علی بھٹی)

اللہ تعالی اپنے انبیاء، مامورین اور مقربین کو ہمیشہ خاص انعامات سے سرفراز فرماتا رہا ہے اور اپنی برکتوں سے ان کو مالا مال کرتا رہا ہے۔ ان انعامات میں سے ایک انعام پاک اور خادم دین اولاد بھی ہے جس سے اللہ تعالی نے اپنے بہت سے انبیاء کو سرفراز فرمایا اور موجودہ زمانہ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی پاک نسل اور پاک اولاد کی بشارتیں دیں اور اپنے وعدوں کے موافق مطہر اولاد عطا فرمائی۔ دوسری طرف ہمیں آپ کے بچپن کے دوست اور ہمجولی اور بعد میں آپ کے اوّل المخالف بن جانے والے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نظر آتے ہیں جنھوں نے تین شادیاں کیں اور ان تینوں بیگمات میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ اس مختصر تحریر میں ان دونوں شخصیات کی اولاد اور ان کی خدمت اسلام کے حوالہ سے تاریخ کے جھروکوں سے جھانکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قبل از ولادت مبشر بیٹوں کی خدائی اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکرٌ وثیّب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہٗ ایک بیوہ سے۔۔۔ پھر ایک اور الہام ہے جو فروری 1886ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو! یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو! کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔

(روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 298-299)

''حمایت اسلام'' کرنے والی ''نورانی اولاد'' جو ''ینقطع من ھولاء ویبدء منک'' کی مظہر ہوگی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے خبر پا کر اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے......اُس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتھ زیادہ کیا۔ اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائے گا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے ہوگا۔ تجھے رُعب کے ساتھ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتھ تو اَے صدیق! زندہ کیا گیا۔ نصرت تیرے شامل حال ہوئی اور دشمنوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں............کیا تیرا آبائی خاندان اور کیا دامادی کے رشتہ کا خاندان دونوں برگزیدہ ہیں یعنی جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بھی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بھی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکھتا ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ اِس الہام کے اندر جو میرے خاندان کی عظمت بیان کرتا ہے ایک عظیم الشان نکتہ مخفی ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275-276)

’’تیری عطا‘‘ یہ ’’مہر و ماہتاب‘‘ ’’نسل سیدہ‘‘ سے ’’پنج تن‘‘ ’’ہرگز نہیں ہوں گے برباد‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مبشر اولاد کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اِک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بِنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
دِیئے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب
یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دِکھایا تو نے وہ اے رب ارباب
کہ کم ایسا دِکھا سکتا کوئی خواب
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین۔ بشیر احمد اور مبارکہ کی آمین)

اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پنج تن یعنی پانچ مطہر اولادیں اور آگے ان کی اولادیں، مہر و ماہتاب ہیں تو باغ اسلام کے شمشاد ہیں۔ اسلام کے سپاہی ہیں تو دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ شش جہت میں اسلام کی سربلندی اور اعلائے اسلام کے لئے جو خدمات دینیہ بجالا رہی ہیں ان کے معترف تو جماعت کے مخالفین بھی نظر آتے ہیں۔ خلفائے احمدیت کے زیر سایہ اکناف عالم میں پھیلی جماعت احمدیہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سچائی کی دلیل کے طور پر کافی ہے۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کی طرف بڑھتے ہیں۔

جناب مولوی محمد حسین بٹالوی کی اولاد

انہیں دنوں ہندوستانی اُفق پر ایک اور عالم دین نظر آرہے تھے یعنی جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب، جن کا اس وقت پورے ہندوستان میں طوطی بول رہا تھا۔

آپ ایڈیٹر اور مالک اخبار اشاعۃ السنۃ تھے۔
آپ اپنے آپ کو وکیل اہل حدیث اور شیخ عجم کہلواتے تھے۔
آپ کی تین بیویاں اور 10 بچے تھے۔

آپ اہل حدیث جلسوں کی صدارت کرتے تھے اور خطبہ استقبالیہ پڑھتے تھے۔آپ فرقہ اہل حدیث کی طرف سے سرکار برطانیہ اور وائسرائے سے ملنے والے وفود کی سرکردگی کرتے تھے۔انگریزی سرکار سے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد لکھ کر خوشنودی کے طور پر 4 مربع زمین حاصل کر چکے تھے۔

اس کے علاوہ 4 مربع زمین کے بہاول پور میں مالک تھے۔2 مربع زمین خانپور میں، جبکہ 2 مربع زمین نوشہرہ میں ان کی جائیداد میں شامل تھا۔

زرعی زمینوں کے علاوہ بہت سے مکان، بہت سی حویلیاں اور دیوان خانوں سمیت ڈھیروں ڈھیر دولت کے مالک تھے۔

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 208 سال 1909ء)

یہ دونوں مندرجہ بالا ہستیاں ہم جولی بھی تھیں اور ایک گونہ دوستی کا تعلق بھی تھا۔اسی دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھی تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں پہلے 1879ء میں ایک اشتہار کی شکل میں براہین احمدیہ کے بارے میں لوگوں کو توجہ دلائی کہ اس کتاب کی اشاعت کے لئے لوگ مصنف کتاب کی اعانت فرمائیں اور اس کتاب کو جلد چھپوائیں۔

(اشاعۃ السنۃ صفحہ 8 ضمیمہ 6 جلد 2 شمارہ 18796ء)

پھر 1880ء میں ایک دفعہ پھر بڑے دکھ سے لکھا اور لوگوں کو توجہ دلائی۔

(اشاعۃ السنۃ 1880ء جلد 3 شمارہ 9 صفحہ 3)

پھر 1884ء میں جب براہین کے پانچوں حصہ مکمل ہو گئے تو آپ نے وہ مشہور تبصرہ لکھا جو شمارہ نمبر 6 سے شروع ہوا اور شمارہ نمبر 11 پر جا کر ختم ہوا یعنی صفحہ 158 سے لے کر 348 صفحے تک یہ تبصرہ پھیلا ہوا ہے۔جس میں صفحہ نمبر 169 پر آپ نے براہین احمدیہ کا خلاصہ درج کرنے کے بعد یہ الفاظ لکھے کہ:

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔''

میں نے ہی آپ کو آسمان پر چڑھایا تھا اور میں ہی گراؤں گا۔

بٹالوی صاحب کا اعلان

پھر حالات یکسر تبدیل ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے خبر پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیتے ہیں اور دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کا اعلان فرما دیتے ہیں تب یہی مولوی صاحب جو وکیل اہل حدیث ہیں خم ٹھونک کر آپ کی مخالفت میں نکل آتے ہیں اور یہ بلند بانگ اعلان فرما دیتے ہیں:

''اسی اشاعۃ السنۃ نے......دھوکہ میں آ کر ریویو براہین احمدیہ......میں اس کو امکانی ولی اور ملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی......کی تائید میں اب پیش کر رہے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اشاعۃ السنۃ کا ریویو براہین احمدیہ اس کو امکانی ولی وملہم نہ بناتا تو......تمام مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جاتا۔''

پھر مزید بلند دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا:

''لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض ہے اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو آسمان پر چڑھایا تھا۔ویسا ہی..اس کو زمین پر گرا دے۔''

(اشاعۃ السنۃ 1890ء جلد 13 شمارہ 1 صفحہ 4-3)

1890ء سے لے کر 1908ء تک کا دور مخالفت

جناب بٹالوی صاحب 1890ء میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمین پر گرانے کے اعلان کے ساتھ گھر سے نکلے تو مخالفت کی ہر صنف میں انتہاء سے گزر گئے۔طعن وتشنیع، مخالفت، الزام، استہزاء، حتیٰ کہ جماعت احمدیہ دشمنی میں مخالفین اسلام تک سے جا ملے اور پادریوں سے اتحاد تک گوارا کر لیا۔مگر جماعت کا قافلہ ترقیات کی منازل طے کرتا رہا اور 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کامیاب جرنیل کی طرح فتح نصیب ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

میری اولاد، میرے قتل کے درپے ہے (بٹالوی)

افسوس تاریخ کا یہ عبرتناک واقعہ 1909ء میں پیش آ رہا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنا مشن مکمل کر کے انقلاب کی باگیں خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے سپرد کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔جبکہ آپؑ کا اوّل المخالف جو آپؑ کو زمین پر گرانے کا اعلان لے کے اٹھا تھا آج زمین پر بیٹھا اپنے ہی بیٹوں اور بیٹیوں پر گند اچھالنے میں مصروف تھا اور پھر چند سال بعد گمنامی میں ڈوب کر کسی گمنام جگہ پر آسودہ خاک ہو گیا۔

اس عبرت ناک قصے کی تفصیل یوں ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ 1909ء کی اشاعت میں جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 203 سے لے کر 216 تک زیر عنوان وقف علی الاولاد و الاقارب اور جلد 22 شمارہ 8 صفحہ 217 سے 232 تک زیر عنوان ''عقوق'' اپنی اولاد کی بے دینی اور ان کو جائیداد سے عاق کرنے کی وجوہات کا تفصیلی اعلان خود درج کیا اور درج ذیل الفاظ اپنی اولاد کے بارے میں رقم فرمائے:

''چونکہ میرے لڑکوں کی سفاہت درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر تک پہنچ گئی ہے جس کا بیان میرے مضمون عقوق میں ہو چکا ہے۔ ان کے فسق و فجور پر سال ہا سال سے ان کے اصرار کرنے سے کوئی صورت ان کی رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی لہٰذا میرا اپنی جائیداد کو اپنی مِلک سے نکال کر وقف کر دینا اور ان کی فسق و فجور کے لئے کچھ نہ چھوڑنا آیت قرآنی کے الفاظ اور فحوائے خطاب کی پوری تعمیل ہے۔ ان کے جہل اور اس جہل پر ان کے اصرار کو خیال میں لا کر مجھے ظن غالب قریب بہ یقین پیدا ہو گیا ہے کہ اگر میں اپنی جائیداد کو مِلک میں چھوڑ کر مروں گا تو اِن نالائقوں میں جو زنا کاری، شراب خوری میں مبتلا ہیں وہ اس مال کو تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی و شراب خوری میں تلف کر دیں گے۔ ان کی بدکاری و ظلم کا مظلمہ میری گردن پر رہے گا۔ ان ظالموں اور بدکاروں کے دست برد اور تظلم کے خوف سے میں نے کوئی حصہ جائیداد منقولہ کا بھی پسماندگان کی توریث تملیک کے لئے نہیں چھوڑا۔ میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کر کے اس کا کچھ سامان بہم پہنچانے میں کوشش کی بھی تھی جس میں وہ کامیاب نہ ہوا۔''

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 203۔204)

صفحہ 208 ''میری مِلک اور قبضہ و تصرف میں جائیداد غیر منقولہ سے 2 مکان سکونتی قیمت تقریباً چار ہزار روپیہ ہے 1 حویلی قدیم 2 دیوان خانے ہیں اور تیسرے مکان منہدم کی زمین و ملبہ قیمت تقریباً دو سو روپیہ ہے۔ 4 مربع زمین جو اپر گوگیرہ برانچ لوئر چناب پر چک نمبر 123 میں سرکار انگریزی سے عنایت ہوئی ہے۔ 4 مربع زمین میرے تعہد میں ریاست بہاول پور میں ہے 2 مربع کے قریب علاقہ خان پور میں اور 2 مربع زمین علاقہ نوشہرہ میں ہے ...... میرے پانچوں جوان لڑکوں (عبدالسلام، محمد اطہر، احمد حسین، عبدالنور) جو ایک والدہ سے ہیں۔(صفحہ 209) اور عبدالشکور جو دوسری والدہ سے ہے میری اطاعت سے بغاوت اختیار کی اور تعلیم دینی حاصل کرنے سے صاف انکار کر کے اور نماز وغیرہ احکام اسلام سے بعض نے عدم التزام و ترک سے اور بعض نے صاف صاف انکار کر کے اور حقہ نوشی سے بڑھ کر منہیات شرعیہ اور بعض نے جرائم قانونی (جن کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں) کا ارتکاب کر کے۔ بعض نے داڑھیاں صفاچٹ کر کے...... میرے پاس سے چلے گئے اور پہلے تین اپنی والدہ کو بھی میری اجازت کے بغیر بلکہ صریح مخالفت کے ساتھ اپنے پاس لے گئے۔ پانچ لڑکوں کے علاوہ میری 3 جوان لڑکیاں صاحب اولاد ہیں (امۃ السلام، امۃ الرشید، اور مریم) جب تک صغیر سن رہیں میری تربیت و تعلیم سے میری اطاعت میں رہیں اور جب جوان ہوئیں۔ دنیاوی اغراض فاسدہ کی وجہ سے میری مخالف ہیں اور بعض ان میں سے نماز روزہ کی بھی پابند نہیں رہیں۔''

صفحہ 210 پر اپنی تیسری بیوی اور ان کے بچوں کا انتہائی دکھ اور غم گیر دل سے ذکر کرنے کے بعد ایک ہارے ہوئے باپ کی طرح لکھا:

''میرے بعد اس شہر محلہ پوریاں بٹالہ میں ان کی خبر گیری اور خیر خواہی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ میرے اقارب میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ان کو با امن ان مکانوں میں رہنے دے گا بلکہ وہ ان مکانات سے ان کو باہر نکال ان میں اپنا بے جا تصرف کر لیں گے اور قرآن و حدیث پڑھنے کی جگہ وہ ان مکانات میں بدکاریاں کریں گے۔''

(اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 208۔210)

''عبدالسلام لڑکوں میں اول درجہ کا میرا نافرمان بردار و متکبر و سرکش ہے۔ ویسے ہی لڑکیوں میں امۃ السلام اول درجہ کی نافرمان بردار سرکش و متکبر لڑکی ہے۔ اس کے گھر میں نماز برائے نام رہ گئی ہے۔ نہ اس کا شوہر التزام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے نہ جوان بیٹیاں اور بیٹا اور نہ داماد۔ نمازوں کے وقت بے نماز بیٹھا رہتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا جس سے مجھے اس قدر رنج آتا ہے جس کو میں ظاہر نہیں کر سکتا اور حقہ نوشی کے علاوہ اس گھر میں افیون خوری بھی کھلم کھلا جاری ہے۔'' (اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 7 صفحہ 212)

''تو ہمارا باپ ہی نہیں''، ''عیسائی یا آریہ بننے جا رہے ہیں''، ''نماز

کو گالیاں دیتے ہیں‘‘

اس کے بعد آپ نے صفحہ 217 سے عقوق کے نام سے اپنے بچوں کا عاق نامہ لکھا اور ایک بار پھر سے اس میں ان کے جرائم درج کئے (صفحہ 225)

’’میں نے وصیت شائع کی۔ میری اس وصیت کو میری اولاد نے منظور نہ کیا اور اس کے برخلاف بعض نے میرے منہ پر صاف کہہ دیا کہ تو ہمارا باپ ہی نہیں اور بعض غائبانہ کہنے لگ گئے کہ یہ ہمارا باپ کیسا ہے کہ ہمارے لئے کچھ وراثت نہیں چھوڑنا چاہتا؟............ میرے پانچوں بیٹوں میں عبد الشکور جو دوسری والدہ سے ہے ان سب سے اول درجہ کا متکبر اور میری اطاعت سے سرکشی میں نمبر اول ہے۔ اس نے سرکشی اختیار کی تو پھر جو سرکش ہو کر بھاگا اُس کو اُس نے اپنے پاس جگہ دی۔ سب سے بڑھ کر بدچلنی اختیار کرنے والا اور مجھے جانی و مالی ایذاء پہنچانے والا نمبر چہارم و پنجم ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اسلام چھوڑ کر عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے ہو گئے تو بے وضو۔ بلا استنجاء بول و براز اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دے چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں اور اُن کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں اور اس کے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں۔ میری وصیت سے ناراض ہو کر میری تینوں جوان لڑکیوں نے بھی میری اطاعت سے سرکشی اختیار کی۔ سب اولاد سے بڑی لڑکی امۃ السلام ہے وہ لڑکیوں میں اول درجہ کی سرکش و متکبر ہے جیسے لڑکوں میں اول درجہ عبد السلام ہے۔ دوسری امۃ الشکور ہے خود تو سرکش نہ تھی مگر اُس کے شوہر نے اس کو سرکش بنا دیا ہے۔ تیسری لڑکی مریم ہے جو شادی ہونے سے پیشتر تو بالکل سادہ طبع اور بے کینہ تھی مگر اُس کی شادی ایک مولوی فاضل سے ہوگئی جو دینی علم خشیۃ اللہ و تقویٰ مروت و فا شکر و احسان سے بہت کم حصہ رکھتا ہے۔ یہ جتھہ مجھ سے نہیں ملتے میرے پاس سے گزر جانے پر بھی سلام نہیں کرتے۔‘‘ (اشاعۃ السنۃ جلد 22 شمارہ 8 صفحہ 225)

سمع خراش الفاظ مگر دلخراش حقیقت

اس کے بعد صفحہ 228 پر آپ نے اپنی اولاد کے حوالے سے وہ دلخراش فقرے بھی قلم بند کر دیئے جو شاید ہی کوئی باپ اور خاص کر ایک عالم دین اپنے بچوں کے لئے تو کیا دوسروں کے بچے کے لئے بھی لکھنے سے پہلے سو بار ہچکچائے گا مگر افسوس کہ مولوی صاحب کو یہ دن بھی دیکھنا پڑا۔

’’اس مضمون میں مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ پانچوں لڑکے اور تینوں لڑکیاں اور ان کے متعلقین میرے عاق و نافرماں بردار ہیں۔ خصوصاً مولوی فاضل صاحب جو فاضل ہو کر جاہلوں کے تابع ہو گئے۔ میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ۔۔۔ باپ صرف وہی نہیں ہوتا جو اولاد کے لئے وراثت چھوڑ کر جائے ...... بعض کہتے ہیں کہ والد نے اپنی ضرورت و خواہش نفسانی کو پورا کیا جس سے ہم قدرتی طور پر پیدا ہو گئے ہم پر اُس نے کیا احسان کیا۔‘‘ **استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ**

پھر صفحہ 230 پر مزید الزام لگاتے ہوئے فرمایا:

’’جب تک وہ صغرسنی کی حالت میں رہے عام دستور کے موافق گھر کے کام کرتے رہے اور جب سن بلوغ کو پہنچ گئے تو گھر کے کام پھر چھوڑ بیٹھے اور کارفرما بن گئے اور اپنی جینٹلمینی وضع قائم رکھنے کے لئے بجائے اس کے کہ میری خدمت کریں ناجائز طور پر اور زبردستی میں گھر کا مال مارنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ کبھی والدہ کا زیور گھر سے نکال کر لے گئے۔ کبھی چھوٹی ہمشیرہ کا اتار کر لے گئے علیٰ ہذا القیاس۔‘‘

’’یہاں یہ سوال ہوگا کہ سب کے سب لڑکے اور لڑکیاں کیوں اپنی بدچلنی و سرکشی و آوارگی کے طریق پر نکلے یہ تمہاری تربیت کا قصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میری تعلیم و تربیت تو ان کے حق میں اسی طرح ہوتی رہی۔ ہاں جب میں کبھی سفر میں جاتا تھا تو میرے قائم مقام نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔ (صفحہ 231)

اسی وجہ سے میری تعلیم و تربیت کا اثر ان پر کم ہوا اور سکول کی صحبت و تعلیم کا اثر زیادہ ہوا‘‘ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

باقی 2 تن کو بچانے کے لیے جماعت احمدیہ کا دست شفقت

جب مولوی صاحب اپنے 10 بچوں میں سے 8 بچوں کو عاق کر چکے تو خلیفۃ المسیح الاولؓ محض ہمدردی خلق میں حضرت منشی یعقوب علیؓ ایڈیٹر اخبار الحکم کو

مولوی صاحب کے پاس بھیجا تا کہ وہ اپنے چھوٹے دو بچے قادیان بھجوا دیں تا کہ ان کی مناسب تربیت کی جا سکے۔

مؤرخہ 11رفروری 1910ء کے اخبار اہل حدیث میں جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اسی حوالہ سے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے ایک سوال ''جناب مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب جواب دیں'' کے عنوان سے شائع کیا۔ تو اس کا جواب آپ نے 25رفروری 1910ء کو اسی اخبار میں اس عنوان سے شائع کروایا۔

جواب استفسار متعلق قادیان مندرجہ اخبار اہل حدیث مطبوعہ 11رفروری 30رمحرم 1368ھ

''میرے پانچ لڑکے یکے بعد دیگرے علم عربی پڑھنے میں کوتاہی اور آخر صاف انکار اور مخالفت احکام شریعت پر اصرار کرنے کے سبب میری اطاعت سے خارج اور عاق ہو گئے (پانچ بیٹے اور 3 بیٹیاں)۔ انہی کی دیکھا دیکھی باقی ماندہ دو نابالغ لڑکے گھر سے بھاگنے اور آوارہ پھرنے لگ گئے تھے اور ان میں سے ایک لڑکا ابو اسحٰق اب تک آوارہ پھرتا ہے اور اس کا پتہ نہیں لگتا۔ دوسرا چھوٹا عبدالباسط لڑکا قابو آیا تو منشی یعقوب علی ایڈیٹر ''الحکم'' نے اس کا حال سن کر ہمدردی کا اظہار اور اپنے سکول کے انتظام کی تعریف کر کے اصرار کے ساتھ کہا کہ آپ ان کو چند روز کے لئے ہمارے سپرد کر دیں۔ سٹاف سکول اور بورڈنگ کے حسن تدبر و نگرانی و لطف سے لڑکے کا دل وہاں تعلیم پر اچھی طرح لگ گیا اور اس کی آوارگی جاتی رہی۔ عید کے موقعہ پر وہ میرے بلانے سے اپنے گھر آیا تو ایک دن سے زیادہ نہ ٹھہرا اور بولا کہ میری تعلیم کا حرج ہوگا۔ ان کے اس احسان و ہمدردی کے ساتھ اب بھی میں اس فرقہ کا ایسا مخالف ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔۔ ہاں یہ سوال ضرور ہوگا کہ پنجاب و ہندوستان میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث ہیں ان کو چھوڑ کر وہاں کیوں بھیجا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث کا امتحان کر چکا ہوں ان میں سے کوئی بھی آوارہ لڑکوں کی اصلاح نہ کر سکا۔ میں نے پہلے ایک لڑکے عبدالرشید کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو مدرسہ آرہ بازار میں بھیجا۔ پھر دو لڑکوں احمد حسین و محمد اطہر کو مدرسہ اہل حدیث لکھو کے علاقہ فیروز پور میں ایک مدت تک رکھا۔ پھر ایک لڑکے عبدالشکور کو امرتسر کے مدرسہ ثنائی کے سپرد کیا۔ پھر ایک

دن بیس فروری کا کیسا نشاں

فوزیہ ظہیر فضا

دن بیس فروری کا کیسا نشاں ہوا
تاریخ کے پنوں پر تحریر جو ہوا ہے
الہام اور وحی سے تعبیر جو ہوا ہے
دن بیس فروری کا اک عہد ساز دن ہے
دنیا میں ہر جگہ پھر تشہیر جو ہوا ہے
اعلان کر رہا ہے حق کی زباں ہوا ہے
دن بیس فروری کا کیسا نشاں ہوا ہے
تھی جس کی پیشگوئی موعود پھر وہ آیا
پسرِ مسیح مہدی نصرت جہاں کا جایا
پھر منصبِ خلافت کا تاج سر پہ پہنا
دنیا کی بادشاہت نے سر جہاں جھکایا
تیرا مقام ایسا دار الاماں ہوا ہے
دن بیس فروری کا کیسا نشاں ہوا ہے
اپنی نئی نسل میں جذبے جگار ہے ہیں
دن بیس فروری کا ایسے منارہے ہیں
ایمان کی حلاوت تقدس کے ترانے
حمد و ثنا کے نغمے ہم گنگار ہے ہیں
ہر ایک احمدی پھر سجدہ کناں ہوا ہے
دن بیس فروری کا ایسا نشاں ہوا ہے

❁❁❁❁

لڑکے عبدالنور کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو تعلیم کے واسطے مدرسہ حمایت اسلام کے سپرد کیا اور بود و باش اور نگرانی کے لئے مولوی عبدالعزیز سیکرٹری مجلس اہل حدیث کے مکان پر رکھا۔ ان مدارس سے کسی مدرسہ میں ان لڑکوں کی تربیت و تعلیم نہ ہوئی جو قادیان میں اس چھوٹے کی ہو رہی ہے تو مجبور و

ناچار ہو کر منشی یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم کی دوستانہ درخواست واصرار پر لڑکے کو قادیان میں بھیج دیا۔ جس کا نتیجہ اس وقت تک خاطر خواہ نکل رہا ہے۔ اب بھی کسی مدرسہ میں بھیجنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ اس کا انتظام وتعلیم قادیان سکول سے بڑھ کر نہ ہو تو کم بھی نہ ہو برابر ہو۔"

(اخبار اہل حدیث 14 صفر 1368ھ 25 فروری 1910ء صفحہ 10)

(بحوالہ تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 194 تا 202
ناشر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور)

افسوس صد افسوس

چھوٹی بیگم کے دو بیٹے باقی بچے تھے ان کو بچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے اپنا دست شفقت دیا اوران کو قادیان منگوایا جن کا حال ہم نے اوپر درج کیا ہے۔ وہ بہت حد تک سدھر بھی گئے تھے۔ مگر افسوس دیگر علمائے کرام کے روز روز کے طعن اور دباؤ سے تنگ آکر بٹالوی صاحب نے ان دونوں بچوں کو واپس بلالیا۔ بچے پھر سے واپس بٹالہ آگئے مگر قادیان سے جانے کے بعد عبدالباسط اپنے باقی بھائیوں کی طرح پہلے آوارہ ہوا اور پھر عیسائی ہو گیا اور پھر جوانی میں ہی راہی عدم ہو گیا۔

(تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 205
ناشر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور بحوالہ اخبار اہل حدیث یکم فروری 1918ء صفحہ 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر صالح اولاد کو آثار اولیاء الرحمٰن بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"خدائے تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرتا اور ذلّت اور خواری کی مار اُن پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اس کے عزیز اور اس کے ہاتھ کے پودے ہیں ...... اُن کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کئی پشتوں تک اُن کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظرِ رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔ یہ آثار اولیاء الرحمٰن ہیں اور ہر یک قسم ان میں سے اپنے وقت پر جب ظاہر ہوتی ہے تو بھاری کرامت کی طرح جلوہ دکھاتی ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 338)

❁❁❁❁

اگر مظلوم ہو تو ظلم کیوں کرتے ہو

اصغر علی بھٹی

محترم جاوید چوہدری صاحب وطن عزیز میں صحافت کا ایک بڑا نام ہیں۔ آپ صحافی ہیں، کالم نگار ہیں، تجزیہ نگار ہیں، اور سب سے بڑھ کر داستان گو مورخ اور سفر نامہ نگار ہیں۔ 10 جولائی کی ایک دوپہر میں آپ نے دو بزرگ یہودی عورتوں کو یعنی سلیا اور اینڈی کو صرف ایک سوال پوچھ کر لاجواب کر دیا۔ آپ اُس وقت پولینڈ میں وارسا کے یہودی میوزیم کے سامنے موجود تھے۔ آپ اپنے کالم میں اس واقعہ کی رپورٹنگ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "میں نے آخر میں سلیا اور اینڈی سے ایک سوال کیا اور وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں اور مجھے وارسا کے یہودی میوزیم کے سامنے محسوس ہوا کہ دونوں بزرگ خواتین لاجواب ہو چکی ہیں"

آپ نے وارسا شہر کی وزٹ کے دوران ایک مجمع دیکھا جو ایک سنگر کو سن رہا تھا۔ یہودیوں کی یادگار کے سامنے اسرائیل سے آئے نوجوان زائرین بیٹھے تھے، یادگار کے سامنے نوجوان یہودی سنگر عبرانی زبان میں گانا گا رہی تھی اور اس کے سامنے زمین پر بیٹھ کر وہ اداس گانا سن رہے تھے۔ خاتون یہودی سنگر کے ہاتھوں میں گٹار تھا وہ اداسی کا مجسمہ بنکر یادگار کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی یہودی نوجوان اس کی لے میں لے ملا رہے تھے۔ سلیا اور اینڈی مجمع کے قریب کھڑی تھیں اور وہ بھی منہ ہی منہ میں بول دہرا رہی تھیں گانا ختم ہوا تو میں نے سلیا سے پوچھا "آپ لوگ اتنے اداس کیوں ہیں" دونوں بیک آواز بولیں "ہمیں جرمنوں کے ظلم یاد آ رہے ہیں" میں نے اس کے بعد ان سے وہ سوال پوچھا جس کے جواب میں دونوں خاموش ہو گئیں۔ میں نے ان سے پوچھا "آپ لوگوں کو اگر جرمنوں کے مظالم یاد ہیں تو پھر آپ آج فلسطینی مسلمانوں کے لئے ہٹلر کیوں بن گئے ہیں؟ آپ آج فلسطینیوں کے لئے جرمن کیوں ثابت ہو رہے ہیں؟ سلیا اور اینڈی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور خاموشی سے سر جھکا لیا" (روزنامہ ایکسپریس 14 جولائی 2014)

محترم جاوید چوہدری صاحب جب ہندوستان میں ہندوتوا کے حامی

ماب لنچنگ کے نام پر مسلمانوں کو ڈنڈے مارتے ہیں۔جب فرانس میں مذہب بیزار آزادی کے نام پر مسلمان بی بی کے حجاب کو تار تار کرتے ہیں۔جب ڈنمارک والے پریس کی آزادی کے نام پر کارٹونوں والی گھٹیا حرکت کرتے ہیں۔جب امریکی اپنے تکبر اور فرعونیت کے زعم میں قرآن پاک جیسے مطہرو مقدس اوراق کو جلانے کی جسارت کرتے ہیں۔جب زمینی خدا لیبیا، عراق ،افغانستان، کشمیر میانمار اور پتہ نہیں کہاں کہاں مسلمانوں کے لئے زمین کو تنگ کرتے ہیں۔جب زمینی فرعون، زمین کے کسی بھی کونے میں، کسی مسلمان کو جسمانی، روحانی، سماجی اور معاشی عذاب کا شکار بناتے ہیں۔تو ہر صاحب دل مسلمان اس ناہمواری اور غیر مساوی سلوک پر کرب سے بلبلا اُٹھتا ہے۔ پاکستان کے سابقہ وزیر اعظم صاحب یو این او میں کھڑے ہو کر پوری دنیا کی توجہ اس ظلم کی طرف پھیرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ تمہیں اندازہ نہیں کہ تمہاری ان اہانت آمیز حرکتوں سے ہمارے دل میں کتنی درد ہوتی ہے۔

محترم جاوید چوہدری صاحب سے اور ان کی وساطت سے ہر صاحب دل اور صاحب ظرف سے میرا بھی جاوید چوہدری صاحب والا ہی سوال ہے کہ ''آپ لوگوں کو اگر جرمنوں کے مظالم یاد ہیں تو پھر آپ آج فلسطینی مسلمانوں کے لئے ہٹلر کیوں بن گئے ہیں؟'' آپ لوگوں کو اگر انڈیا، ڈنمارک، فرانس اور امریکہ کے مظالم برے لگتے ہیں تو پھر آپ آج احمدیہ کمیونٹی کے لئے وہی مظالم کیوں روا رکھنا چاہتے ہیں؟

کیوں ایک ڈی سی صاحب کو درخواست دی جاتی ہے کہ ان کو تمام شہروں سے بے دخل کر کے ربوہ میں بند کر دیا جائے؟ جیسے وارسا شہر میں یہودیوں کو اونچی اونچی دیواریں لگا کر بند کر دیا تھا۔

کیوں تحریک لبیک کے لوگ احمدیوں کو کہتے ہیں کہ نعرہ لگاؤ خادم رضوی زندہ باد جو نہیں لگا تا اس کو خنجر مار مار کر قتل کر دیتے ہیں۔ابھی اوکاڑہ کے نواحی گاؤں میں اور اب ربوہ شہر کے اڈے پر قتل اس کی تازہ مثال ہیں۔اور وہ کیا جنرل سیکرٹری صاحب نعیم چٹھہ قادری صاحب خطاب کر رہے تھے کہ ہم نے احمدی عورتوں کے حمل گرا دینے ہیں۔احمدی کوئی پیدا ہی نہیں ہونے دینا جو پیدا ہو گئے ہیں ان کو زندہ نہیں چھوڑنا۔بتائیں ہٹلریت اور کیا ہے اور فرعونیت اور کیا ہے؟

1984 کو گزرے 38 سال ہو گئے امتناع قادینیت آرڈیننس 1984 کی روشنی میں کسی احمدی کو سانس بھی اونچا لینے کی اجازت نہیں مگر پھر بھی پرویز الٰہی صاحب ہوں یا جاوید لطیف صاحب ہر چڑھے دن میں احمدی گلا دبانے کا عزم دہراتے نظر آتے ہیں۔پچھلے 38 سال میں اگر کسی پاکستانی نے کسی اخبار میں کسی ٹی وی پر کسی جلسے میں کسی پبلک پلیس پر احمدی کو بولتے سنا یا دیکھا ہو تو بتائے۔بولنا، لکھنا، جواب دینا، غصہ کرنا، ہنسنا، کھیلنا، جمع ہونا، سلام دعا کرنا سکولوں کالجوں میں پڑھنا، حتیٰ کہ صبح نماز کے لئے بچوں کا لوگوں کو درود پڑھتے ہوئے اُٹھانا سب منع ہے قانونی طور پر سختی سے منع ہے جیلیں ہیں سزائیں ہیں مگر پھر بھی ہر عالم دین سیرت نبوی کے جلسوں میں جماعت احمدیہ کو للکار رہا ہوتا ہے ابھی کل لاہور جامعہ اشرفیہ میں جناب ابتسام الٰہیٔ ظہیر صاحب جناب پرویز الٰہی صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی میں جماعت کو مباہلے کا چیلنج دے رہے تھے

یوں تو پاکستان کی سرزمین احمدیہ کمیونٹی کے لئے رہائش کے لئے کبھی بھی آسان نہیں رہی۔1953 کے ہنگامے ہوں یا 1974 کی قتل و غارت گری، 198 کی قانونی بندشیں ہوں یا 2015 کے بم دھماکے۔ہر دن ایک نئی آزمائش کا ہوتا ہے۔زیادتی کی یہ حد نہیں ہے کہ انہیں قانونی طور پر انسان کی بجائے چار پاؤں والا کوئی جانور قرار دیا جا رہا ہے حد یہ ہے کہ انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ اس جانور کی طرح زمین پر چلیں اور اس کی طرح بول کر دکھائیں۔ انکار کی صورت میں کہا جاتا کتنے بے شرم ہیں یہ لوگ ،وطن عزیز کے مقدس قانون کی اتنی سادہ سی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جاوید چوھدری صاحب آپ ہٹلر کا تباہ کردہ شہر وارسا دیکھنے کے لئے اتنی دور تک چلے گئے لیکن آپ کو یہ توفیق نہیں مل رہی کہ اس وارسا کے مقتل کو دیکھ سکیں جو آپ کی ناک کے نیچے خون آشام ہو رہا ہے۔اگر آپ جماعت احمدیہ پر ہونے والی ناانصافیوں کو اپنا قانونی اور پیدائشی حق سمجھتے ہیں تو پھر اینڈی اور سیلیا کی طرح میرا مشورہ ہے ہندتوا کے ڈندوں اور ڈنمارک کے غنڈوں کا رونا چھوڑ دیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

مولوی صاحبان کی مایوسی، جھوٹ کی نجاست، جماعت احمدیہ کی ترقیات کا خوف اور ذکر چھتر پلین مانسہرہ کی ایک شام کا

(تحریر: علی مانسہروی)

قادیان کا 126 واں جلسہ سالانہ اپنی تمام برکات وآب وتاب کے ساتھ اختتام پذیر تو ہو گیا مگر اپنے پیچھے بہت ہی حسین اور ایمان افروز یادیں چھوڑ گیا ہے۔ افریقہ، ایشیا اور یورپ کے بہت سے ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ ایک ساتھ پیارے آقا کے خطاب کے ساتھ اپنے اختتامی لمحات میں داخل ہو رہے تھے۔ پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ داودی لحن میں شرائط بیعت کے حوالہ سے جماعت کو برائیوں سے پاک ایک خوبصورت جنت نظیر معاشرہ بنانے کے خدوخال سے آگاہ کر رہے تھے

''یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے''

طاہر وطیب خطاب ختم ہوا تو میرا دھیان اس طرف چلا گیا کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف جھوٹ کا پرچم لے کر اُٹھے تھے اور فتاویٰ دے دیئے تھے کہ احیائے حق کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے اور پھر خود سے ہی جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہر جھوٹی، خلاف شرع، خلاف تاریخ، خلاف عقل اور خلاف عُرف بات کہنے کو حق سمجھ لیا تھا۔ آج اُن کے معاشرے کس دلدل میں آن پھنسے ہیں کہ اول المخالفین بھی اس پستی پر پشیمان و پریشان ہیں اور کھڑے ندامت سے اظہار کر رہے ہیں

'' میرا دکھ یہ ہے کہ وہ سارے قادیانی جن کے خلاف میں پرچم اٹھا کر کھڑا ہوتا ہوں، وہ مجھے جب ایسے جھوٹ پر مبنی بے ہودہ اور بے سروپا الزامات والی گفتگو بھیجتے ہیں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایسی گفتگو کرنے والے سوچیں کہ یہ قادیانی تمہارے اس جھوٹے پروپیگنڈے کو اپنی اولاد کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوں گے کہ دیکھو یہ ہیں وہ لوگ جو چھوٹی سی سیاسی کامیابی کے لئے بھی اتنا بڑا جھوٹ بول سکتے ہیں ان پر تم کیسے اعتبار کر سکتے ہو''

مولانا ابوعمار زاہد الراشدی صاحب دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور پاکستان کے اندر ہو باہر ہر جگہ پر جماعت کی مخالفت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے مگر اس کربیہ اظہار سے وہ بھی اپنے آپ کو باز رکھ نہیں سکے کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے کرتے اب تو لوگ آپس میں بھی اپنے کام اور دشمنیاں نکلوانے کے لئے ایک دوسرے پر جھوٹا احمدی ہونے کا الزام لگا دیتے ہیں۔ طرفہ تماشا یہ کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب کا اپنے ہی مسلک کے لوگوں سے اختلاف ہوا تو انہوں نے آپ پر بھی یہی الزام لگا دیا انہوں نے اپنی ویب سائٹ پر ''میری قادیانیت نوازی کی داستان'' ایک لمبا مضمون لکھا اور اپنا رونا رویا ہے۔ میں اس حصہ کو چھوڑ کر مضمون کا آخری حصہ درج کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں

یہ الزام لگائے بغیر جلسہ کی اجازت نہ ملتی

1974 کی تحریک ختم نبوت کی بات ہے۔ میں اس وقت کل جماعتی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کا سیکرٹری تھا اور مرکزی جامع مسجد چونکہ تحریک کا مرکز تھی، اس لیے تحریک کے تنظیمی اور دفتری معاملات کا انچارج بھی تھا۔ ضلع گوجرانوالہ کے ایک قصبے میں تحریک کے جلسے کا پروگرام تھا جس میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت کے لیے اے سی کو درخواست دے رکھی تھی۔ راقم الحروف تحریک ختم نبوت کے ایک اور راہنما کے ساتھ اے سی گوجرانوالہ سے ملا کہ وہ اجازت دے دیں۔ انھوں نے حالات کی خرابی اور جھگڑے کے خدشے کے عنوان سے ٹال مٹول کرنا چاہی۔ میرے ساتھ جانے والے دوست نے اچانک ان سے کہہ دیا کہ آپ قادیانی تو نہیں ہیں؟ اے سی کچھ گھبرا سا گیا اور یہ کہہ کر منظوری کے دستخط کر دیے کہ مولوی صاحب! اتنا بڑا الزام مجھ پر نہ لگائیں

اور جائیں، جا کر جلسہ کریں۔ اے سی کے دفتر سے باہر نکلے تو مولوی صاحب سے میں نے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے کہا کہ اس کے بغیر وہ اجازت نہ دیتا۔ اس وقت تو میں نے بھی محسوس نہ کیا کہ ہم جس کام کے لیے گئے تھے، وہ ہو گیا تھا، لیکن بعد میں یہ بات آہستہ آہستہ کھلتی چلی گئی کہ ہم بسا اوقات اپنا کام نکلوانے کے لیے یا کوئی غصہ نکالنے کے لیے بھی کسی اچھے بھلے مسلمان کو قادیانی کہہ دینے سے گریز نہیں کرتے۔ اس کے بعد تحریکی زندگی میں بہت سے مراحل ایسے آئے کہ اچھے خاصے بزرگوں کی طرف سے بھی اسی قسم کے طرز عمل کا مشاہدہ کرنا پڑا۔"

منظور چنیوٹی صاحب کا ایس ایس پی سے کام نکلوانے کے لئے الزام

مزید لکھتے ہیں "پنجاب کے سابق آئی جی پولیس احمد نسیم چودھری گکھڑ کے رہنے والے ہیں۔ میرے ذاتی دوستوں میں سے ہیں۔ انھوں نے قرآن کریم کی ابتدائی تعلیم ہمارے گھر میں ہماری والدہ محترمہ سے حاصل کی ہے اور ہمارے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ العزیز کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ ایک زمانے میں وہ ضلع جھنگ کے ایس ایس پی تھے۔ ایک روز حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ گوجرانوالہ میرے پاس تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا کہ ہمارے ضلع کا ایس ایس پی مرزائی ہے۔ میں نے چونک کر دریافت کیا کہ کیا ضلع جھنگ کا ایس ایس پی تبدیل ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ نہیں، وہی احمد نسیم ہے۔ میں نے حیرت سے کہا کہ حضرت! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میں نے تحقیق کر لی ہے، وہ قادیانی ہے اور اس کا نام بھی قادیانیوں والا ہے۔ مجھے سخت غصہ آیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ اسے نہیں، مجھے قادیانی کہہ رہے ہیں۔ مولانا چنیوٹی بھی چونکے اور فرمایا، کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے، بھائی ہے، کلاس فیلو ہے اور حضرت والد صاحب کے شاگردوں میں سے ہے۔ پھر میں نے مولانا چنیوٹی کو احمد نسیم چودھری کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بتایا تو بڑے پریشان ہوئے۔ قارئین کی معلومات کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ جس زمانے میں احمد نسیم چودھری لاہور کے ایس ایس پی تھے، اخبارات میں ان کے خلاف بعض حلقوں کا بیان شائع ہوا تھا کہ لاہور کے ایس ایس پی نے لاہور کے تھانوں کی مساجد میں دیوبندی اماموں کی بھرمار کر دی ہے۔ مولانا چنیوٹی میری بات سن کر الجھن میں پڑ گئے اور فرمایا کہ مجھے اس کے ایک ڈی ایس پی نے بڑے وثوق کے ساتھ بتایا ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس بات کی تحقیق کریں کہ اس ڈی ایس پی نے ایسا کیوں کہا ہے؟ کچھ دنوں بعد مولانا چنیوٹی نے خود مجھے بتایا کہ تمھاری بات ٹھیک ہے۔ اس ڈی ایس پی کا کوئی کام ایس ایس پی نے نہیں کیا تھا اور اس نے غصہ نکالنے کے لیے اس عنوان سے مجھے استعمال کرنا چاہا، مگر تم نے اچھا کیا کہ مجھے بروقت آگاہ کر دیا اور میں اس سے بچ گیا۔ اس کے بعد میری درخواست پر احمد نسیم چودھری اور مولانا چنیوٹی کی باہم ملاقات ہوئی اور پھر ان کے درمیان بہت اچھے دوستانہ مراسم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔"

بحرین میں سفارتخانے سے کام نکلوانے کے لئے الزام

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مولانا چنیوٹی چونکہ اس محاذ کے جرنیل تھے اور ان کی بات کو اس حوالے سے سند سمجھا جاتا تھا، اس لیے بعض لوگ مولانا موصوف کی اس پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی ناروا کوشش کرتے تھے۔ اسی سلسلے کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ مولانا چنیوٹی کہیں جاتے ہوئے میرے پاس گوجرانوالہ میں رکے اور بریف کیس سے ایک فائل نکال کر مجھے دکھائی کہ گکھڑ کا ایک شخص غالباً بحرین کے پاکستانی سفارت خانے میں افسر ہے جس کے بارے میں وہاں سے بعض پاکستانیوں کے خطوط آئے ہیں جن کی ساہیوال کے ایک بڑی دینی جامعہ نے بھی تصدیق کی ہے کہ وہ شخص قادیانی ہے اور بحرین کے پاکستانیوں کو تنگ کر رہا ہے۔ چونکہ وہ گکھڑ کا رہنے والا ہے، اس لیے تمہارے ساتھ مشورہ کے لیے آیا ہوں۔ میں نے نام پوچھا تو بتایا کہ اس کا نام شعبان اپل ہے۔ میرے دونوں ہاتھ بے ساختہ کانوں تک چلے گئے کہ اس کا معاملہ بھی احمد نسیم چودھری کی طرح کا تھا۔ وہ ہمارا پڑوسی تھا۔ ہمارا بچپن اکٹھے گزرا۔ میں نے لکھنا پڑھنا اس کی ہمشیرہ سے سیکھا اور اس نے قرآن کریم میری والدہ مرحومہ سے پڑھا۔ اس کی

والدہ اور میری والدہ آپس میں سہیلیاں بنی ہوئی تھیں اور ہم اس کی والدہ کو خالہ جی کہا کرتے تھے۔ آج بھی ان کی یاد آتی ہے تو اس دور کی حسین یادیں دل میں گدگدی کرنے لگتی ہیں۔ میں نے وہ فائل ایک نظر دیکھی اور یہ کہہ کر مولانا چنیوٹی کو واپس کر دی کہ اس نے کسی کا کام نہیں کیا ہوگا اور اس نے بدلہ لینے کے لیے یہ حرکت کر دی ہے۔ مولانا چنیوٹی بھی فرمانے لگے کہ اچھا ہوا، میں نے تم سے پوچھ لیا، ورنہ میں بحرین کی حکومت اور پاکستان کی حکومت دونوں کو باضابطہ خط لکھنے والا تھا کہ اس افسر کو بحرین کے پاکستانی سفارت خانے سے واپس کیا جائے۔''

بعض واقعات تو اس سے بھی زیادہ خوف ناک ہیں جو میرے حافظے میں محفوظ ہیں

پھر لکھتے ہیں　''بعض واقعات تو اس سے بھی زیادہ خوف ناک ہیں جو میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔ مگر ایک اور واقعہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں سرکردہ علماء کرام کا ڈویژنل سطح پر اجلاس تھا۔ اس میں ضلع سیالکوٹ کے ایک محترم بزرگ نے بڑے وثوق کے ساتھ اپنے خطاب میں کہا کہ پنجاب کا سیکرٹری تعلیم قادیانی ہے، اس کے بارے میں آواز اٹھانی چاہیے۔ اجلاس کے بعد میں نے ان سے علیحدگی میں پوچھا کہ کیا آپ کو یقین ہے اور آپ نے تحقیق کر لی ہے؟ انھوں نے بڑے اعتماد سے کہا کہ ہاں، وہ بہت پکا قادیانی ہے۔ ضیاء الحق مرحوم کا دور حکومت تھا اور ان کے ایک مشیر کے ساتھ جو تعلیم کے شعبہ ہی کے مشیر تھے، میری علیک سلیک تھی۔ کچھ دنوں کے بعد میرا اسلام آباد جانے کا پروگرام بن گیا اور میں نے طے کیا کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے اس مشیر سے اس سلسلے میں خود بات کروں گا۔ ان دنوں میرے ایک پرانے دوست پروفیسر افتخار احمد بھٹہ وفاقی وزارت تعلیم میں افسر تھے۔ پہلے میں نے ان سے مشورہ کرنا مناسب سمجھا اور خیال کیا کہ انھیں بھی ملاقات میں ساتھ لے جاؤں گا۔ انھوں نے میری بات سنی تو فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھ سے بات کر لی، ورنہ بہت گڑبڑ ہو جاتی، اس لیے کہ جن صاحب کے پاس تم یہ شکایت لے کر جا رہے ہو، یہ ان صاحب کے داماد ہیں جن کی شکایت کرنے آئے ہو اور دونوں میں سے کوئی بھی قادیانی نہیں ہے۔ میرے کچھ اور کام بھی تھے، مگر پروفیسر افتخار احمد بھٹہ کی یہ بات سن کر میں اتنا کنفیوژ ہوا کہ میں نے سرے سے ان مشیر صاحب سے ملاقات کا ارادہ ہی ترک کر دیا اور واپس گوجرانوالہ چلا آیا۔''

مخالفت احمدیت کرو مگر کوئی اخلاق تو رکھو

آپ اپنے نوحہ کے آخر پر بے بسی سے لکھتے ہیں

'' عقیدۂ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کرنا عبادت ہے اور قادیانیوں کا ہر محاذ پر تعاقب کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے، لیکن ہر جدوجہد اور محاذ کی کچھ اخلاقیات بھی ہوتی ہیں۔ پھر ہمارا دین تو ''دین اخلاق'' کہلاتا ہے اور ہم ساری دنیا کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اخلاق عالیہ کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ کیا خود ہمارے لیے ان اخلاقیات کا لحاظ کرنا ضروری نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔

ttp://alsharia.org/2011/sep/kalmahaq

وہ لوگ جو چھوٹی سی سیاسی کامیابی کے لئے بھی اتنا بڑا جھوٹ بول سکتے ہیں ان پر تم کیسے اعتبار کر سکتے ہو

اوریا مقبول جان صاحب کی جماعت احمدیہ دشمنی سے کون واقف نہیں۔ مگر جن دنوں عمران خان صاحب کی حکومت میں مولوی فضل الرحمٰن صاحب اسلام آباد دھرنا لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے کرتار پور اور عمران خان کو جماعت احمدیہ سے جوڑنے کے لئے نت نئے بیان دینا شروع کئے تو اوریا صاحب نے اپنی ندامت کا اظہار ایک کالم کی شکل میں ان الفاظ میں کیا

''اب میں جو بیان کرنے جا رہا ہوں وہ انتہائی کرب دکھ اور تکلیف سے بتا رہا ہوں۔ ہمارے اس رویئے کی وجہ سے میں بارہا دشمنوں کے سامنے شرمندہ اور لاجواب ہوا ہوں۔ جب سے کرتارپور راہداری کھول کر سکھوں کے مقدس ترین مقام کو راستہ دینے کا اعلان ہوا ہے ہمارے مذہبی، مسلکی اور سیاسی راہنماؤں نے اسے در پردہ قادیانیوں کو سہولت دینے کی سازش قرار دیا ہے۔ ۔یہ دراصل سرحد کے ساتھ ساتھ چار مربع کلومیٹر کا ایک احاطہ ہوگا جس کو چاروں طرف سے مضبوط فصیل (Fence) نے گھیرا ہوگا۔ جس کا ایک

دروازہ بھارت کی طرف کھولا گیا ہے اس سے پہلے بھارتی سکھ دریا کے پار کھڑے ہوکر گوردوارہ صاحب کا درشن کرتے اور بھیگتی آنکھوں سے واپس چلے جاتے اب وہ اس دروازہ سے فصیل زدہ علاقے میں داخل ہونگے درشن کریں گے ماتھا ٹیکیں گے اور واپس چلے جائیں گے ۔۔اب اس جھوٹ ،افتراءاور بہتان کی بات کرتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کوسہولت دینے کے لئے کیا جارہا ہے۔اس وقت قادیانی ربوہ سے براستہ امرتسر قادیان جاتے ہیں اور پورا راستہ موٹرویز اور شاندار سڑکوں سے منسلک ہے۔ربوہ سے لاہور 170 کلومیٹر ہے اور لاہور سے قادیان براستہ امرتسر 102 کلومیٹر۔یہ سارا سفر سات سے آٹھ گھنٹوں میں بہترین سڑکوں پر مکمل ہوتا ہے۔اب قادیانیوں اور حکومت کی ملی بھگت سے قادیانی پہلے ربوہ سے لاہور آئیں گے پھر یہ۔۔102 کلومیٹر کی صاف شفاف سڑک چھوڑ کر 145 کلومیٹر ٹوٹی پھوٹی روڈ پر کرتار پور جائیں گے اور پھر وہاں سے 44 کلومیٹر مزید فاصلہ طے کر کے ایک اور بوسیدہ سڑک پر قادیان پہنچیں گے۔یعنی سفر کی اذیت کے علاوہ وہ چار گھنٹے مزید سفر بھی کریں گے۔لیکن کمال ہے اس عصبیت اور منافقت کا جو عمران کی دشمنی میں ہمارے مذہبی طبقے کو بھی جھوٹا

پروپیگنڈہ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔میرا دکھ یہ ہے کہ وہ سارے قادیانی جن کے خلاف میں پرچم اٹھا کر کھڑا ہوتا ہوں،وہ مجھے جب ایسے جھوٹ پر مبنی بے ہودہ اور بے سروپا الزامات والی گفتگو بھیجتے ہیں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایسی گفتگو کرنے والے سوچیں کہ یہ قادیانی تمہارے اس جھوٹے پروپیگنڈے کو اپنی اولاد کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوں گے کہ دیکھو یہ ہیں وہ لوگ جو چھوٹی سی سیاسی کامیابی کے لئے بھی اتنا بڑا جھوٹ بول سکتے ہیں ان پر تم کیسے اعتبار کر سکتے ہو‘‘ اردو اخبار روزنامہ 92 نومبر 6 ، سال 2019)(آپ کی تحریر کا یہ حصہ مشہور صحافی سبوخ سید صاحب کی فیس بل وال پر بھی دیکھا جاسکتا ہے)

میں تمہیں ایسی دلدل میں پھنساؤں گا کہ یاد کرو گے

مولوی عبداللہ مرحوم صاحب لال مسجد اسلام آباد کے امام اور مولوی عبدالعزیز المعروف مولانا برقعہ پوش کے والد ماجد تھے ۔ بلاشبہ دیوبندی حضرات میں ان کا بڑا نمایاں مقام تھا۔جبکہ دوسری طرف مولوی محمد موسیٰ بھٹو سکہ بند دیوبندی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عدد ماہنامہ ’’بیداری‘‘ کے اڈیٹر بھی تھے۔دونوں میں ایک بات پر جھگڑا ہو گیا۔مولانا عبداللہ صاحب کو اس مسئلہ میں ہار محسوس ہوئی تو آپ نے ایک حیرت انگیز دھمکی لگا دی۔آیئے دیکھتے ہیں وہ لڑائی کیا تھی اور اسپر دھمکی کیا تھی؟ مولانا محمد موسیٰ بھٹو صاحب خود اس دلچسپ لڑائی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب لال مسجد مرحوم ہمیشہ یزید کی حمایت کرتے اور اہل بیت کی تنقیص کیا کرتے تھے ۔ وہ کراچی اور لاہور سے ناصبیوں اور یزیدیوں کی کتب منگوا کر تقسیم کیا کرتے لکھا جو تقریظ کی صورت میں اس کتاب میں شامل ہے۔

محترم السید الاستاد المکرم محمد عظیم الدین صدیقی صاحب

سلام مسنون خط ملا۔ آج ہی شیخ القرآن (مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی) سے بات کی کتاب حیات سیدنا یزید ان کو ابھی تک نہیں ملی۔تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی ۔ انہوں نے قبول فرمالیا۔ ویسے بھی وہ حضرت امیر یزیدؒ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے۔لیکن وہ بھی میری ہی طرح برملا اظہار بوجوہ نہیں کرتے ...... نہ معلوم ہماری کب چلے گی؟ کوئی آنے والا نہیں ورنہ دستی کتب منگواتا۔والسلام محمد عبداللہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد‘‘

یہ تھا وہ اختلاف اور جھگڑا......ان دو بلند قامت دیوبندی علماء کے درمیان ۔ اب مولوی عبداللہ صاحب امام لال مسجد نے اپنے آپ کو دبتے دیکھا تو انہوں نے وہی احمدی الزام لگانے والا فارمولہ ہی استعمال کیا۔مولانا محمد موسیٰ خود اس الزام کا حال سناتے ہوئے لکھتے ہیں:’’قصہ یوں ہوا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد عبداللہ کو ان کے مؤقف (یعنی یزید) کے ناحق ہونے کے دلائل پیش کئے تو وہ ناراض ہو گئے اور آں مرحوم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی دلدل میں پھنساؤں گا کہ قیامت تک یاد کرو گے۔اور پھر واقعی مولانا عبداللہ نے مولانا بھٹو کو اس دلدل میں پھنسا دیا۔کس طرح پھنسایا؟ ان پر احمدی ہونے کا الزام لگا دیا۔ ’’بس اس کے بعد جہاں میرا ذکر ہوتا تو فرماتے میں یہ تو نہیں کہتا

کہ یہ شخص قادیانی ہے البتہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ قادیانی ہے۔'' اور ''کبھی کبھی یہ کہتے کہ بھئی لوگ کہتے ہیں ان کے قادیانیوں سے تعلقات ہیں''
اور پھر کیا تھا مولوی محمد موسیٰ صاحب بیچارے کو اپنی ہی پڑ گئی ۔ ہر محفل میں وضاحتیں کرتے نظر آتے کہ میں قادیانی نہیں ہوں۔ میں الحمدللہ

مسلمان ہوں۔ میں الحمدللہ مسلمان ہوں

(ماہنامہ بیداری ص 52 شمارہ مئی 2010 مضمون نگار محمد موسیٰ بھٹو لاہور)

ان علمائے کرام حضرات کی بات سے مجھے تبلیغ کے دوران گزرا اپنا ایک ذاتی واقعہ یاد آ گیا ہے۔ جنوری 1997 کے ایک سرد شام میں وادی ہزارہ کے سیاحتی مقام چھتر پلین میں ایبٹ آباد مجلس کے خدام مکرم رفیع تنولی اور مکرم اعجاز خان صاحب کے ساتھ ایک بڑے سید سردار عزت علی شاہ صاحب کی بیٹھک میں موجود تھا۔ بیٹھک میں زمین پر انتہائی نفیس قالین بچھا کر اور گاؤ تکیے لگا کر بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ علاقے کے سرکردہ لوگ جن میں کچھ وکیل، کچھ بزنس مین اور بڑے بڑے زمیندار جمع تھے۔ بڑے شاہ صاحب نے اپنے پوتے کے دوبئی سے واپس آنے کی خوشی میں ایک بڑے کھانے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ان سب میں سے صرف ہم لوگ ہی اس محفل کے لئے اجنبی تھے ۔مکرم عزت علی شاہ صاحب کے منجھلے بیٹے سے ہماری تبلیغی بات چیت جاری تھی اور اُسی کی دعوت پر ہم لوگ بھی اس محفل میں شریک تھے۔ گرم شالیں اوڑھے علاقے کے یہ چنیدہ لوگ غم جاناں، غم ہستی اور غم دوراں پر گرم گرم تبصرے کر رہے تھے۔ بات پولیٹکل مسائل سے ہوتی ہوئی مذہبی سیاست پر آئی اور پھر مولوی حضرات کی طرف مُڑ گئی۔

ایک جہاندیدہ وکیل صاحب نے خطیب ہزارہ جناب مولوی اسحاق مانسہروی صاحب کا ایک قصہ سنا کر محفل کو محفل زعفران بنا دیا۔ لوگ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور ہم اور ہمارا زیر تبلیغ دوست کن اکھیوں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ وکیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہوا یوں کہ مولوی اسحاق مانسہروی جو بہت شعلہ بیان خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ "خطیب ہزارہ" کی مسند پر بھی فائز تھے۔ قانون تھا کہ مانسہرہ میں جو بھی نیا افسر آتا وہ پہلے آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتا، نذر نیاز پیش کرتا اور دعا کی درخواست کرتا۔ اسی دوران ایک اے۔سی صاحب تشریف لائے مگر دو ہفتے گزرنے کے باوجود نہ رابطہ کیا، نہ دعا کا کہا اور نہ ہی نذرانہ بھجوایا۔ یاران حلقہ نے اس طوطا چشم، ناخلف کے بارے میں لب کشائی کی کہ یا حضرت بڑا بدید ہے۔ اس کو کسی نے ادب آداب ہی نہیں سکھائے۔ مولانا نے ترنگ میں آ کر فرمایا جاؤ اس خبیث کے بارے میں معلومات اکٹھی کرو۔ آخر اس نے اتنی جرات کیسے کی؟ احباب نے بتایا کہ یا حضرت ہم نے پہلے ہی سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ بڑا کٹر وہابی ہے اور آپ ٹھہرے اہل سنت۔ وہ اپ کے پاس دعا کے لئے کیوں حاضر ہوگا۔ وہ تو آپ کو کافر سمجھتا ہے۔ مولانا جلال میں آ گئے فرمایا آنے دو جمعہ کا دن۔ اس خبیث وہابی کا بندوبست کرتے ہیں دیکھتا ہوں کیسے ایڑیاں رگڑتے ہوئے حاضر نہیں ہوتا۔

چنانچہ جمعہ کا دن آ گیا۔ مولانا نے خطبہ جمعہ کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا "اے اہل ہزارہ کے غیور مسلمانوں، تاجدار عربی کے غلاموں، تمہارے ایمان کے امتحان کا وقت آن پہنچا ہے۔ کمر ہمت کس لو۔ اور ایمان بچانے کے لئے اور ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حکومت وقت نے ہم مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے ہزارہ کے عظیم مسلمانوں پر ایک قادیانی کو اے۔سی بنا کر متعین کر دیا ہے۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اگر اگلے جمعہ تک اس مرتد قادیانی کو تبدیل نہ کیا گیا تو ہزارہ کے سرفروش مسلمان کفن باندھ کر سڑکوں پر نکل آئیں گے اور اس کے بعد کی ساری ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

جمعہ ختم ہوا۔ اہل کاروں نے جناب اے سی صاحب کو اطلاع دی اور اُنہوں نے پہلی فرصت میں گاڑی پکڑی اور مولانا کے پاس روتے پیٹتے حاضر ہو گئے۔ یا حضرت میرے خاندان میں دور دور تک کوئی قادیانی نہیں ہے پھر آپ نے اتنا بڑا الزام مجھ پر بغیر تحقیق کے کیسے لگا دیا؟ مولانا فاتحانہ انداز میں مسکرائے اور فرمایا او ناخلف مجھے پتہ ہے کہ تیرے خاندان میں دور دور تک کوئی قادیانی نہیں ہے مگر تیرے جیسے سر پھروں کا یہی ایک کامیاب علاج ہے۔ آئندہ احتیاط کرنا۔ اور وقت پر نذرانہ بھجواتے رہنا۔ چنانچہ اگلے جمعہ مولانا نے الحمدللہ سے خطبہ شروع کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تحقیق کی گئی ہے اور پتہ چلا ہے کہ بات غلط تھی۔ اے۔سی صاحب مسلمان ہیں۔ اہل ایمان مطمئن رہیں جب تک ان بوڑھی ہڈیوں میں جان ہے اپ کے ایمان کی طرف کوئی

آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔مسجد سے نکلتے ہوئے تمام مسلمان بہت خوش تھے کہ الحمدللہ ایمان کو لگا خطرہ ٹل گیا۔یہ قصہ سنا کر وکیل صاحب نے بہت داد وصول کی۔لوگ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے اور ہم اور ہمارا زیر تبلیغ دوست ماتم کناں رہ گئے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جھوٹ بولنے اور جھوٹ کا سہارا لینے کا عذر بیان کرنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جھوٹ ترک کئے بغیر انسان مطہر نہیں ہوسکتا حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا، وہ مطہر نہیں ہوسکتا۔نابکار دنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا ۔یہ ہی ایک بیہودہ گوئی ہے۔اگر سچ سے گذارہ نہیں ہوسکتا،تو پھر جھوٹ سے ہرگز گزارہ نہیں ہوسکتا۔وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست ہی کو سمجھتے ہیں ۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔۔۔جو لوگ صدق کو چھوڑ دیتے ہیں اور خیانت کرکے جرائم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں۔وہ سخت غلطی پر ہیں۔کذب اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہوجاتا ہے آنی اور عارضی طور پر ممکن ہے اس سے کسی انسان کو کچھ فائدہ حاصل ہوجائے،لیکن فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہوجاتا ہے اور اندر ہی اندر سے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ایک جھوٹ کے لیے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں،کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔اس طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور رُوحانی قویٰ زائل ہوجاتے ہیں اور پھر اُسے یہانتک جرات اور دلیری ہوجاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افتراء کرلیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مُرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں جھوٹ کے ہر زاویہ سے بچائے اور سدا سچ کو سپر بنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

(ملفوظات جلد اول ص243و245)

اطہر حفیظ فراز



میرے دل میں تجھ سی طلب نہیں نہ مری دعا کوئی اور ہے
''نہ ترا خدا کوئی اور ہے، نہ مرا خدا کوئی اور ہے''
تیری دسترس ہے قریب تر تجھے علم کیا، کیا ہے مغزِ عشق
میرے ہم نفس تجھے کیا خبر میرا دلربا کوئی اور ہے
تیری ابتداء بھی وہیں سے ہے میری ابتداء جہاں ہو چکی
تیری انتہا ہے مرے تلک، میرا منتہی کوئی اور ہے
تیرے عشق میں بھلے کھو گیا، یہ تجھے خدا نہ کہا کیا
مجھے تو بتا کہ مری طرح کہیں پارسا کوئی اور ہے
میری منزلیں ہیں جہاں جہاں تو وہاں پہ ہیں کئی راستے
میں نزیل ہوں کسی اور ہاں مجھے جھانکتا کوئی اور ہے
مجھے زلزلہ نہ گرا سکا تو ہے گر گیا ذرا ہوش کر
میرا آسرا ہے مرا خدا، تیرا آسرا کوئی اور ہے
تجھے چوٹ مجھ سی لگی نہیں تیرا حال مجھ سا ہوا نہیں
مجھے زخم وہ جو تجھے نہیں کہ یہ حادثہ کوئی اور ہے
وہ تو اور تھے جو بھٹک گئے جنھیں راستوں کی خبر نہ تھی
میں نہیں ہوں وہ کہ بھٹک سکوں بھلے راستہ کوئی اور ہے
جو تجھے خدا نہیں مل سکا تو فراز!! اتنا یقین رکھ
یہ حرا نہیں ہے وہی حرا، یہ جو ہے حرا، کوئی اور ہے

نکاح نامہ میں ختم نبوت کے حلف کے اضافہ پر ہمارا مذاق اُڑا رہے ہیں مگر حضور یہ شروع کس نے کیا؟

(تحریر رانا عظیم خان آفن باخ جرمنی)

بنوری ٹاون کراچی سے شائع ہونے والے ماہنامہ بینات نے اپنی جنوری 2023 کی اشاعت میں نکاح نامہ کے فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے پر بعض سکہ بند مسلمان دانشوران کی طرف اسی قسم کے مزید اضافے کرنے کی تجویز کو شائد اپنا مذاق اڑانا سمجھا ہے اسی لئے رسالہ نے اپنے اداریہ میں اپنے کرب کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے

''روز نامہ جنگ کراچی ۲۷/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ کی خبر ہے کہ پنجاب اسمبلی نے نکاح نامے میں ختمِ نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کی متفقہ قرارداد منظور کرلی۔ یہ قرارداد مسلم لیگ (ق) کی رکن اسمبلی خدیجہ عمر، بسمہ چوہدری اور مسلم لیگ (ن) کے مولانا الیاس چنیوٹی کی جانب سے نکاح نامے کے فارم میں ختمِ نبوت کا حلف شامل کرنے کے لیے پیش کی گئی۔ مشترکہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی گئی،۔ پنجاب اسمبلی کے اسپیکر جناب پرویز الٰہی صاحب نے اس موقع پر کہا کہ:

''بہت سے ایسے کیس سامنے آرہے ہیں کہ شادی کے بعد دولہا قادیانی نکلا۔ اس کے سدِ باب کے لیے نکاح نامے میں بھی ختمِ نبوت کا حلف نامہ شامل کرنا بہت ضروری ہے، تاکہ نکاح ہونے سے پہلے ہی تمام شکوک وشبہات دور کرلیے جائیں۔''

پنجاب اسمبلی نے یہ قابلِ تقلید وتحسین کام کیا، جس کو سراہنا چاہیے اور ہر مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمان اس کو وقت کی ضرورت سمجھتا ہے۔ ہر باشعور غیرت مند مسلمان چاہے گا کہ اس کو صرف قرارداد کی منظوری کی حد تک نہ روکا جائے، اور صرف پنجاب اسمبلی ہی نہیں، بلکہ سندھ، بلوچستان اور کے پی کے کی صوبائی اسمبلیوں کے علاوہ وفاقی حکومت بھی اس کو بل کی شکل میں منظور کرے، بلکہ اس کو قانون اور دستور کا حصہ بنایا جائے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جہاں ایک طرف پنجاب اسمبلی کے اس احسن اقدام کی تعریف کی جارہی ہے، دوسری طرف چند ایک ایسے حضرات بھی سامنے آئے ہیں، جو بظاہر اس اقدام کے متأثرین میں شامل نہیں تھے، بلکہ ایک طرح سے مذہبی نقاب پوش تھے، انہوں نے غیرضروری طور پر ایسے قابلِ تعریف اقدام کا تمسخر اُڑانے کی کوشش کی، جس سے پوری پاکستانی قوم اور پنجاب اسمبلی میں ان کے نمائندوں کے جذبات کی توہین اور قادیانی طبقے کی ہمدردی کی بدبو محسوس ہونے لگی ہے۔ انہوں نے اس قرارداد پر ایسے ریمارکس دیئے اور تبصرہ کیا جو بجائے مسلمانوں کی مدد اور حمایت کے وہ سراسر نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کی حمایت اور تعاون ہی تعاون ہے، بلکہ انہوں نے اپنے اس تبصرہ میں طنزاً اور استہزاءً اذان کو بھی نشانہ بنایا اور ساتھ ساتھ اقامت اور امام کے بارہ میں طنز کردیا کہ اس کو بھی امامت سے پہلے یہ حلف نامہ پر کرنا چاہیے۔ قارئین بھی ان کے اس تبصرے کو ملاحظہ فرمائیں، پہلا طاعن لکھتا ہے کہ:

''زیادہ مناسب ہوگا کہ اذان میں بھی ''أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ'' کے بعد دو دفعہ ''أشھد أن محمداً خاتم النبیین'' اور دو دفعہ ''أشھد أن محمداً لانبی بعدہٗ'' پڑھا جائے۔'' دوسرا طعنہ زن اس پر مزید اضافہ کرتا ہے:

''اقامت میں بھی شامل ہو اور ہر نماز سے پہلے امام ختمِ نبوت کے حلف نامے پر دستخط کرے۔''

ان دونوں کے رد میں جب کچھ لوگوں نے گرفت کی تو دوسرا طاعن اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے اگرچہ عنوان تو ''میں رجوع اور توبہ کرتا ہوں'' کا لگایا ہے، لیکن کچھ اپنی دینی خدمات گنواتے ہوئے اور اپنی صفائی پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''.....لہٰذا اب میں نہ صرف نکاح نامے پر حلف والی تجویز کی اس شرط کے ساتھ حمایت کرتا ہوں کہ بات کو یہاں روکا نہ جائے، بلکہ مزید آگے بڑھایا جائے، مثلاً فیس بک پر موجود مولانا صاحبان کی پوسٹ پڑھنے سے پہلے ان

سے قادیانیت، غامدیت سمیت تمام فتنوں سے براءت کا حلف ضرور لے لیا کریں، کیا پتا وہ پچھلے کچھ عرصے سے ڈی ٹریک ہو گئے ہوں، جب مدرسے کا مولوی گمراہ ہوسکتا ہے تو مثلاً ولایت کی چکا چوند میں بیٹھے کسی امام کا کیا پتا۔

میں یہ بھی تجویز پیش کرتا ہوں کہ اسمبلیوں میں موجود مذہبی لوگوں کے پیچھے پڑ جائیں کہ اس موضوع پر صرف قرارداد نہیں، باقاعدہ بل ساری اسمبلیوں سے پاس کرائیں، آخر ختمِ نبوت کی خدمت شروع کی ہے تو اسے انتہا تک پہنچانے کے لیے کم از کم اپنا پورا زور لگا دیں۔ نکاح خواں اور نکاح کے گواہان بھی ختمِ نبوت کے حلف نامے پر دستخط کریں، بلکہ قرارداد پیش کرنے والوں سے باز پرس کی جائے کہ انہوں نے اس پہلو کو کیوں نظر انداز رکھا؟ چونکہ قادیانیوں کا معاشی بائیکاٹ کرنا ہوتا ہے، اس لیے ہر دکان میں نمایاں جگہ حلف نامہ لٹکانا ضروری قرار دیا جائے، ہر گاہک بھی حلف نامہ پیش کرے، چونکہ قادیانیوں کا سماجی بائیکاٹ کرنا ہوتا ہے، اس لے ہر آدمی کے گلے میں حلف نامہ لٹکانا ضروری قرار دیا جائے، اور ہاں ہر نماز سے پہلے امام صاحب ختمِ نبوت کا حلف نامہ پڑھ کر سنائیں۔ اتنے اہم ایمانی معاملے کے لیے تجاویز میں اضافہ کر کے آپ بھی اجر و ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔''

اب پاکستانی مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ ہی سوچیں کہ جو کچھ اس موصوف نے لکھا ہے، کیا یہ مسلمانوں کی ترجمانی ہے یا قادیانیوں کی حمایت؟ فیصلہ آپ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسے مذہبی نقاب پوش چند ایک حضرات کے نام سامنے نہ ہوتے تو ان کی اس عبارت کو ہر پڑھنے والا یہی کہتا اور سمجھتا کہ یہ قادیانیوں نے لکھا ہے یا کوئی قادیانی نواز ہے، جو ان کو خوش کرنے کے لیے لکھ رہا ہے۔

راقم الحروف نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حضرات کیوں اس طرح کی تحریریں لکھ رہے ہیں؟! آخر اُن کی مجبوری کیا ہے؟ جو اس طرح کے افکار کے کھلم کھلا اظہار پر ان کو آمادہ کر رہی ہے۔ (ماہنامہ بینات کراچی 22 جنوری 2023) اداریہ صفحہ 9 تا 11

سرکار اگر یہ مذاق ہے تو شروع کس نے کیا؟ میرے پانچ ارکان اسلام میرے مسلمان ہونے کے لئے کافی کیوں نہیں؟



وہ بلالی روح سے جانیں فدا کرتے رہے

(خواجہ عبدالمومن۔ ناروے)

بد ارادہ سے یہ مسجد میں گھسے ظالم یزید
کردیئے نو احمدی برکینا فاسو کے شہید
وہ بلالی روح سے جانیں فدا کرتے رہے
صدق کا پرچم نہ چھوڑا ہو گئے سارے شہید
رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو اس دیس میں
خون کے قطروں سے لاکھوں احمدی ہونگے مزید
ظالمو کابل، کا ہی انجام بد، گر دیکھتے
پھر کبھی نہ کرتے تم یہ کام گندا اور پلید
تم خدا کے قہر سے بچ کر کہاں اب جاؤ گے
اب غضب بھڑکے کا تم پر میرے مولا کا شدید

❁❁❁❁❁❁❁❁



دولتِ خداداد

یہ ملکِ خدا داد ہے اللہ کی امانت
یہ شرط ہے انصاف۔ مساوات۔ دیانت
کی تو نے اگر اس کی امانت میں خیانت
اس جہل پہ پچھتائے گا تا روز قیامت
ہو ملک میں گر ظلم پہ بنیادِ سیاست
تب قوم کی آ جاتی ہے دنیا میں بھی شامت
مسلم ہو کہ کافر ہو۔ مسلم ہے روایت
ظالم کی حکومت ہے تباہی کی علامت
جو قوم امانت میں خیانت نہیں کرتی
وہ قوم کبھی قہرِ خدا سے نہیں ڈرتی

(جنرل عبدالعلی ملک 15رجولائی 1974ء)

ڈاکٹر عبدالسلام: عالمِ سائنس میں پاکستان کی شناخت

سید سجاد نقوی، سیالکوٹ

دنیائے سائنس میں بے شمار ایسے سائنس دان گزرے ہیں جن کے محیر العقول نظریات، ایجادات اور دریافتوں سے اہل عالم انگشت بہ دنداں ہے۔انھوں نے اپنی زیرک اور دقیق النظر صلاحیتوں کو ایسے روپ اور عمل میں ڈھالا کہ تیسری دنیا کے لیے رفاہ عام ثابت ہوئیں۔انیسویں صدی سے تاحال سائنس کا زمانہ ہے۔روز بہ روز سائنس بڑھ چڑھ کر ترقی کر رہی ہے۔آج ہم اپنے جوانب واطراف میں جدید سائنسی اشیا اور جدید ٹیکنالوجیز کے کمالات و احسانات دیکھ سکتے ہیں۔اسی تناظر میں ڈاکٹر اقبال نے آفاقی شعر کہا تھا کہ

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

عملی اور نظری میدان جہاں اہل مغرب (نیوٹن، گلیلیو، آئن سٹائن اور نیکولا ٹیکسلا وغیرہ) نے سائنس میں ان گنت خدمات سرانجام دیں وہیں اہل مشرق نے اپنی زرخیز مٹی سے ذہین وفطین وفہیم وعلیم لوگوں (ستیندر ناتھ بوس، سی وی رامن، میگھناد ساہا) کو جنم دیا۔اہل مغرب نا صرف ان کی سائنسی کاوشوں اور خداداد صلاحیتوں کا معترف ہے۔بلکہ انھیں عالمی شہرت یافتہ انعامات سے بھی نوازا۔اسی ضمن میں برعظیم پاک و ہند میں ڈاکٹر عبدالسلام بلاشبہ ایسی نمائندہ شخصیت ہیں جو عالم سائنس میں پاکستان کی آواز ہیں۔آپ نے ایوانِ سائنس میں عملی اور نظریاتی طور پر ایسی مشعل جلائی کہ جس کی روشنی سے تیسری دنیا سمیت کئی قلوب و اذہان منور ہو رہے ہیں۔ڈاکٹر سلام دنیا کے بہترین سائنسی نظریات رکھنے والے سائنسدانوں میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر عبد السلام غیر معمولی ذہانت و لیاقت کے مالک اور نابغہ شخصیت تھے۔آپ نے 29 جنوری 1926 کو شہر جھنگ کے ایک عام گھرانے میں آنکھ کھولی۔آپ کے والد کا نام چودھری محمد حُسین تھا جو پیشے کے لحاظ سے محکمہ تعلیم میں ہیڈ کلرک تھے۔

ڈاکٹر سلام نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی سے حاصل کی۔آپ بھرپور دلجمعی سے اپنی تعلیم پر توجہ مرکوز کرتے رہے۔آپ کو بچپن ہی سے علم و ادب کے حصول کا فطری ذوق تھا۔جھنگ کالج سے میٹرک اور انٹر کا امتحان اول حیثیت سے پاس کیا۔اس کے بعد تاریخی ادارے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔یہ ادارہ آپ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا۔ڈاکٹر سلام کو گورنمنٹ کالج سے بے پناہ عقیدت تھی۔آپ گورنمنٹ کالج میں راوی رسالے کے مدیرِ اعلیٰ اور کالج یونین کے صدر بھی رہے۔ڈاکٹر سلام ایک تو بچپن ہی سے ادبی ذوق رکھتے تھے اور دوسرا گورنمنٹ کالج کی ادبی فضا نے ان کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔آپ انگریزی اور اردو ادب سے نہایت شغف رکھتے تھے۔مرزا غالب اور اقبال آپ کے پسندیدہ شاعر تھے۔آپ نے دونوں شخصیات پر مضامین بھی قلم بند کیے۔گورنمنٹ کالج ہی سے آپ اول درجے میں بی۔اے آنرز اور ایم۔اے ریاضی کے امتحانات میں کامیاب ہوئے۔انعام کے طور پر آپ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے کیمبرج یونی ورسٹی پڑھائی جاری رکھنے کا وظیفہ جاری ہوا۔آپ کا رجحان پارٹیکل فزکس میں تھا۔جو مادے کے بنیادی ذرات سے متعلق ہے۔یوں کیمبرج یونی ورسٹی سے آپ نے ڈاکٹریٹ (رینورملائزیشن آف میسن تھیوری) کی ڈگری وصول کی۔بعد ازاں وطن واپسی پر آپ اپنے ہی مادرِ علمی گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی میں شعبۂ درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔آپ کا تعلیمی سلسلہ نہایت روشن اور ذمہ دارانہ تھا۔

آپ پاکستان میں مشیر سائنس کے عہدے پر بھی فائز رہے اور اٹامک انرجی کمیشن میں پاکستان نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ادارے کی بنیاد رکھی۔پاکستان میں سائنسی تعلیم اور اسکی ترقی و فروغ کے لیے ہمہ دم کوشاں رہے۔آپ کا دماغ سائنسی افکار کی موزوں آماجگاہ تھا۔آپ پاکستان کو دنیا کے

رو بہ رو دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ پاکستان میں تمام سائنسی تناظرات میں آپ بالواسطہ و بلاواسطہ طور پر منسلک رہے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے استفادہ نہ کیا گیا بلکہ اکثر کام مسترد کر دیے گئے۔

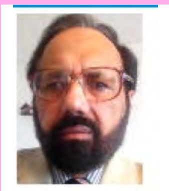
ڈاکٹر سلام کو اپنے سائنسی افکار پر بہت ناز تھا اور وہ انھیں منصۂ شہود پر لانے کے لیے بے تاب تھے۔ پاکستان میں چوں کہ سائنسی اور دوسرے تحقیقی اور معیاری ادارے نہیں تھے لہذا ڈاکٹر سلام کو اس سلسلے میں دوبارہ کیمبرج یونی ورسٹی جانے کی سوجھی۔ بقول آپ کے، آپ اس کشمکش میں مبتلا تھے کہ فزکس یا پاکستان، کس کو ترجیح دوں؟ آخرِ کار آپ نے سائنس کے میدان میں تحقیقی تشنگی کو دور کرنے کے لیے پاکستان کو خیر باد کہہ دیا۔ کیمبرج میں آپ نے کئی حیران کن تحقیقی مقالے لکھے۔ یہیں سے آپ کو مقبول سائنس دان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس اعتراف میں آپ کو دنیا کے بہترین شہرت کے حامل 25 ایوارڈ سے نوازا گیا۔

" دنیا میں ایسے بہت کم سائنسدان ہیں جنھوں نے مسلسل اور اتنی تیزی سے نئے نظریات پیش کیے ہوں جیسے ڈاکٹر عبدالسلام نے گذشتہ تیرہ سالوں میں کیے ہیں" (بحوالہ، پہلا احمدی مسلمان سائنسدان، ص 28)

ڈاکٹر سلام دنیا کے بہترین تعلیمی ادارے کیمبرج اور امپیریل کالج، لندن میں پروفیسر بھی رہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام سائنس کے فروغ اور اسکی ترویج کے لیے بہت متحرک انسان ثابت ہوئے۔ جس طرح مصلح قوم سرسید نے مسلمانانِ ہند کو نئے علوم سے روشناس کروانے اور ان کے حصول کے لیے تعلیمی ادارے (علی گڑھ یونیورسٹی) قائم کیے۔ اسی طرح عبدالسلام کی روح بھی کسی ایسے ہی ادارے کی منتظر تھی۔ پرہیز ہود بھائی کے بقول ڈاکٹر سلام کا سب سے عظیم کارنامہ، جس پر وہ نوبل انعام کے مستحق تھے، اٹلی کے شہر ٹریسٹ میں انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس (ICTP) جیسے تحقیقی ادارے کا قائم کرنا تھا۔ اس ادارے نے سائنس کے تحقیقی میدان میں انقلاب بپا کر دیا۔ اس ادارے سے آج ہزاروں سائنسدان مستفید ہو چکے ہیں جبکہ سینکڑوں ایسے ہیں جنھوں نے نوبل انعام حاصل کیے۔ یہ شاہکار ادارہ پسماندہ اور ترقی پزیر ممالک کے محققین کے لیے پارس پتھر ثابت ہوا۔ ڈاکٹر سلام جیسی ضوریز شخصیت نے اپنے وطن میں اس تحقیقی ادارے کی عدم موجودگی کے درد کو محسوس کیا اور اس احساس کو دوسروں پر حاوی ہوتا نہیں دیکھنا چاہتے تھے لہذا یہ ادارہ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ بعد میں آپ کی پہلی برسی پر اس ادارے کے نام میں آپ کے نام کا اضافہ کر کے عبدالسلام انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس رکھ دیا گیا۔

ڈاکٹر سلام نے فزکس کے میدان میں نظریاتی سطح پر بلند ترین اور بالکل اچھوتے افکار پیش کر کے سائنسی دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ آپ نے رینورملائزیشن، سُپر سِمٹری، پروٹون ڈیکے، پتی سلام ماڈل، کوانٹم پلانکس اور سلام سٹینڈرڈ ماڈل/گرینڈ یونائیٹڈ جیسی کئی تھیوریاں پیش کیں۔

ڈاکٹر صاحب کو 1979 میں فزکس میں " یونیفیکیش آف الکٹرو میگنیٹک اینڈ



تجھے دل میں اتارا ہے"

منیر احمد باجوہ

ہر دردِ محبت نے ہم کو یہاں مارا ہے
دل ڈھونڈے صنم تجھکو تُو آنکھ کا تارا ہے
آئے ہیں تیرے در پر دل نے یہی چاہا تھا
یاں آ کے کہا دل نے ہاں تُو ہی ہمارا ہے
اس عشق کی بازی کا آساں نہیں سر کرنا
گہرائی سمندر کی اور دور کنارا ہے
یاں عشق کی دنیا میں ہوتا ہے سدا ایسا
"پربت ہے رواں دیکھو ٹھہرا ہوا دریا ہے"
بن تیرے جگر جانم اک پل نہ ہی چین آئے
نہیں بس میں ہمارے بھی تجھے دل میں اُتارا ہے
اس دور خرابی میں ہر سمت تباہی ہے
بپھرے ہوئے طوفاں میں اک تُو ہی کنارہ ہے
جا ڈوب اطاعت میں کیا کرتا ہے ساحل پر
دے ہاتھ میں ہاتھ اپنا تیرا اللہ سہارا ہے
محبوب کے سینے میں رکھ جاں سے عزیز اے دل
منیر کی نظروں میں وہ جگ سے پیارا ہے

❁❁❁❁

ویک فورسز" جیسی تحقیق پر نوبل انعام ملا۔اس تھیوری کی وضاحت کچھ ایسے ہے کہ کائنات ذرات سے مل کر بنی ہے۔جنھیں جوہری ذرات یا ایٹمز کہتے ہیں ان ذرات کو کونسی قوتیں جوڑ کر رکھتی ہیں اور ان میں وزن کہاں سے اور کیسے آتا ہے؟

کائنات میں بنیادی طور پر چار قوتیں کار فرما ہیں۔کشش ثقل، مقناطیسیت،مضبوط قوت اور نیوکلیائی کمزور قوت۔ڈاکٹر عبدالسلام کے بقول تمام قوتوں کا ماخذ ایک ہی قوت ہے۔یوں آپ نے ان قوتوں کے اتحاد پر مختلف نظریات دیے جن پر تجربات بھی ہوئے۔آخر کار ڈاکٹر سلام نے الیکٹر میگنٹک اور ویک فورسز کے اتحاد کو یقینی بنا ڈالا اور کہا کہ یہ دونوں فورسز ایک ہی فورس کی دو شکلیں ہیں اور اسے الیکٹرو ویک فورس کا نام دیا۔یہ پارٹیکل فزکس سے متعلقہ موضوع ہے اور پارٹیکل یا ذرات کائنات کے آغاز میں اہم نظریات کا احاطہ کرتے ہیں۔

1979 میں اس ناقابل فراموش کارنامے پر عبدالسلام کے ساتھ ان کے معاونین ماہر طبعیات اسٹیون وین برگ اور شیلڈن لی گلاشو کو نوبل انعام سے نوازا گیا۔آپ کی اس تھیوری کو معروف سائنسدان سٹیفن ہاکنگ نے بھی اپنی مشہور کتاب "اے بریف ہسٹری آف ٹائم" میں سراہا ہے۔

آپ کو مختلف ممالک سے چالیس سے زائد ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں مل چکی ہیں اور آپ تیس سے زائد ممالک میں سائنسی تحقیق اور فروغ سے متعلق اکیڈمیز کے رکن رہ چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام ایک سچے محب وطن تھے آپ کو کئی ممالک کی طرف سے نیشنلیٹی کی پیشکش بھی ہوئی،مگر آپ نے اس خیال سے مسترد کر دی کہ ان کا اعزاز" نوبل انعام" پاکستان کے بجائے کسی اور ملک سے منسوب نہ ہو۔ڈاکٹر سلام نہایت منکسر المزاج اور اچھے اخلاق کے مالک تھے۔حلقہ احباب میں سب کے ساتھ محبت بھرا رشتہ تھا۔آپ پاکستان سمیت غریب اور ترقی پزیر ممالک سے غربت اور جہالت کے خاتمے کے خواہش مند تھے اور محنت شاقہ سے اس کے سدباب کے لیے ہر ممکن معاونت فرمائی۔

آخری وقت میں بیماری نے آگھیرا اور یہ عظیم اور برق رفتار دماغ رکھنے والا عظیم انسان اور ممتاز سائنس دان بالآخر 21 نومبر 1996 کو لندن میں وفات پا گیا۔



انوار خلافت کی ہے ارزانی

نسیم سیفی

بحمد اللہ کہ انوار خلافت کی ہے ارزانی
ناگاہ شوق کی خاطر ہوئی ہے جلوہ سامانی
خدائے ذوالجلال و ذوالمنن کے اک کرشمے نے
سکینت سے بدل ڈالی ہر اک دل کی پریشانی
مقدر ہو اگر فتح و ظفر ایمان والوں کو
خدائے عرش کرتا ہے خلافت کی نگہبانی
نظر اس کی جسے چاہے اسے وہ منتخب کر لے
کسی کے کام آ سکتا نہیں زعم ہمہ دانی
مبارک حضرت ناصرؒ، مبارک! صد مبارک ہو!
خلافت کی قبا ہے حاصل منشائے یزدانی
تجھے معلوم ہیں اپنے کرم کی وسعتیں مولا
مرا کیا ہے مجھے تو ہے خیال تنگ دامانی
نسیم اب ہاتف غیبی کی یہ آواز آتی ہے
زبہر ناصردنیا دین حق نصرت شود پیدا
بہ جنید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی"

آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق اپنے وطن کی مٹی (ربوہ) میں والدین کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔

ڈاکٹر سلام اصل معنوں میں پاکستان کا جید ہیرو ہے مگر مقامِ حیف ہے کہ اس جلیل القدر ذہن کو اپنے وطن میں وہ درجہ عالی میسر نہ آ سکا جس کے وہ حق دار تھے۔اس کی وجوہات ہمارے سماج میں سائنسی شعور کا فقدان اور تعصب پسندی ہے۔یوں ہر سال آپ کا یوم پیدائش اور یوم وفات خاموشی سے گزر جاتا ہے۔مگر جب تک آپ کے مداح موجود ہیں،آپ کے کام اور نام کی عظمت کا ڈنکا دنیا بھر میں بجتا رہے گا۔



صحرائے اعظم میں پھیلے، نائیجر کے بادیہ نشین ہاوسا قبائل کی قبول احمدیت کی ایمان افروز داستانیں

شاہین سانگلوی

عظیم صحرا کے عظیم لوگ اپنی ریت کی طرح نرم دل، خدا اور رسول ﷺ کے عاشق اور منافقت کے دشمن ہیں۔ نماز، قرآن، زکواۃ اور حج انکی جھونپڑیوں کی کل متاع ہوتی ہے۔ تہجد کا اسی طرح سے التزام کرتے ہیں جیسے پاکستان کے سرکاری مسلمان رمضان کے جمعۃ الوداع کا۔ دل کے حلیم اور روحانیت سے لبریز ہوتے ہیں اسی وجہ سے سچی خوابیں دیکھتے اور خدا سے ہر لمحہ ڈرتے ہیں۔ خاکسار کچھ عرصہ انہیں جھونپڑیوں میں اور ان جھونپڑی والوں کے درمیان رہا ۔مسیح آخرالزماں، امام دوراں اور سچے عاشق رسول حضرت مسیحموعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا پیغام ان تک پہنچانے کی سعی کی۔ جواب میں محبتوں کے لازوال سلسلے زندگی کی کمائی بن گئے۔ ان تبلیغی اسفار کی چند خوبصورت یادیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

ہم تو صبح سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں



یہ محض خدا کا احسان ہے کہ خاکسار کو نہ صرف ٹوگو بینن برکینا فاسو بلکہ نائیجر کے نائیجیریا اور برکینا بارڈر کے ساتھ ساتھ پھیلے تمام ایریاز میں خدمت کی توفیق ملی۔ 16 فروری 2011 کی شام اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک عجیب نظارہ رونما ہوا

خاکسار malbaza کے علاقے میں تبلیغی مہم کے لئے نکلا ہوا تھا۔ سفر کرتے کرتے شام کے وقت ہم ایک گاؤں میں داخل ہوئے اور سیدھے مسجد پہنچے ۔مؤذن اذان دے رہا تھا اور امام صاحب اور دوسرے بہت سارے لوگ مسجد کے باہر کھڑے تھے۔ سلام دعا کے بعد مکرم امام صاحب نے جو پہلا فقرہ کہا وہ یہ تھا کہ میں تو صبح سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں اور میرے قافلے کے تمام لوگ بہت حیران ہوئے کہ ان کو کیسے پتہ کہ ہم لوگ کون ہیں؟ اور کب اس گاؤں میں آنے والے تھے؟ خیر نماز کا وقت تھا تفصیل نہیں پوچھی ۔عشاء کے بعد خاکسار نے پہلے جماعت کا تعارف کروایا اور اس کے بعد tv کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی فوٹو اور پھر پوری دنیا میں جماعت کی مساجد جلسے اور تبلیغی پروگراموں کی فوٹو پر مبنی ایک ویڈیو دکھائی ۔اس سارے پروگرام کے بعد اعلان کیا کہ کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھے ۔لوگوں نے باری باری بہت سے سوال پوچھے مگر امام صاحب سر جھکا کر چپ کر کے بیٹھے رہے۔ خاکسار کے دل میں ایک وسوسہ آیا اس لئے میں نے ان سے سیدھا سوال کیا کہ کیوں امام صاحب آپ نے کوئی سوال نہیں پوچھا؟ اس پر امام صاحب سورہ فاتحہ اور درود کی تلاوت کے بعد بڑے جوشیلے انداز میں فرمانے لگے کہ مجھے تو اللہ نے کل رات ہی بتا دیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں اور میں تو کل رات انکی بیعت بھی کر چکا اور اس نے مجھے یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم ہمارے گاؤں آنے والے ہو۔ اس لئے میں تو صبح سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی خواب سنائی جس میں انہوں نے دیکھا کہ احمدی وفد گاؤں میں آیا ہے اور عین اس جگہہ جہاں اس وقت ہم تبلیغی پروگرام کر رہے تھے لوگوں کو اکٹھا کر کے بتا رہا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں ان کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پھر سب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم سب امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو؟ پورا گاؤں زور زور سے جواب دے رہا کہ ہم سب تیار ہیں اور اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے حاضرین کے سامنے جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور پھر گاؤں والوں سے پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ سب نے بیک زبان اعلان کیا کہ ہم سب بھی امام مہدی علیہ

السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔اس کے بعد مکرم امام صاحب نے بڑی التجا سے پوچھا کہ بتائیں اب ہمیں کیا کیا کرنا ہے؟ اور فرمانے لگے کہ جلد ہم دو نوجوان آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ ان کی ٹریننگ کردیں تاکہ ہم اسی طرح سے جماعت کے پیچھے چل سکیں۔

اللہ نے میری دعا قبول کی ہے کہ آپ ہمارے گاوں آئے



18 مارچ 2011 کی بات ہے خاکسار تبلیغی مہم کے دوران ملبازا(malbaza) کے علاقے میں ایک گاؤں گڈاں مسالاچی (gidan masalachi) پہنچا۔گاؤں کے چیف نے بتایا کہ امام صاحب تو کہیں گئے ہوئے ہیں تاہم آپ کو تبلیغ کی اجازت ہے۔ تبلیغی پروگرام کے بعد گاؤں کے لوگوں نے کہا کہ وہ کوئی جواب اپنے امام صاحب سے مشورہ کرکے بتائیں گے آپ ایک ہفتے بعد دوبارہ آئیں۔ایک ہفتے بعد جب ہم لوگ دوبارہ اس گاؤں گئے تو امام صاحب موجود تھے اور ہمیں دیکھ کر ان کی خوشی دیدنی تھی ایسے ملے کہ لگتا تھا جیسے ہم برسوں کے بچھڑے دوست مل رہے ہوں۔میں کافی حیران تھا اس لئے وجہ پوچھ لی۔جس پر انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک لمبا عرصہ آبی جان آئیوری کوسٹ میں گزارا ہے وہیں پر میں نے بیعت کی اور مستقل جماعت کا ممبر رہا پھر جب میں یہاں آ گیا تو یہاں کوئی جماعت کو جانتا نہ تھا اس لئے میں چپ رہا مگر اپنے اللہ سے ہر روز دعا کرتا رہا اور یہ میری دعاؤں کی قبولیت ہے کہ آپ خود اسدور دراز علاقے میں جماعت کا پیغام لیکر پہنچ گئے ہیں۔جس دن سے آپ گئے ہیں میں تو اس دن سے ان کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت کی برکات اور نظام سلسلہ کے بارے میں بتا رہا ہوں کیسے جلسے ہوتے ہیں؟ کیسے تربیتی پروگرام ہوتے ہیں؟اور اس طرح سے ہم سب آپکی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔بیعت فارم لائیں یہ سب بیعت کے لئے تیار ہیں۔انکو بیعت فارم دے دیے گئے ہیں جسے انہوں نے پُر کردیا۔اب یہ گاوں اللہ کے فضل سے جماعت کا حصہ ہیں اور اخلاص میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔مالی نظام میں باقاعدگی سے حصہ لیتے ہیں۔اسی طرح سے جلسہ سالانہ اجتماعات اور دوسری تمام تقریبات میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں۔

پہلے ہمارا چندہ وصول کریں

malbaza کے علاقے سے ہی ایک اور گاؤں gidan barauo کے امام صاحب کی طرف سے پیغام آیا کہ براہ مہربانی آپ ہمارے گاؤں بھی پیغام لیکر آئیں۔چنانچہ 15 اکتوبر 2011 کو خاکسار اپنے وفد سمیت اس گاؤں پہنچا تو دیکھا کہ امام صاحب ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ پہلے سے ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔خاکسار نے حسب معمول نماز مغرب کے بعد جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا اور نماز مغرب کے بعد ویڈیو کے ذریعہ سے امام دوراں مسیح پاک علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی فوٹو مبارک اوران کا مختصر تعارف اور پھر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت کے تبلیغی اور تربیتی پروگرام،جلسہ جات،مساجد،خدمت قرآن اور اس تناظر میں بیت المال کے قیام،مالی قربانی کی اہمیت اور اس کے ثمرات کو بھی بیان کیا۔خاکسار کے بیان ختم کرنے پر اللہ کی عجیب شان اور ایک عجیب واقعہ ہوا جس سے پہلے تو خاکسار بہت پریشان ہو گیا۔یونہی خاکسار نے بابن ختم کرکے اعلان کیا کہ کوئی سوال ہو تو پوچھیں امام صاحب اٹھے اور سارے لوگوں کو مسجد سے لے کر باہر چلے گئے۔ساری مسجد خالی ہوگئی اور صرف خاکسار کے وفد کے لوگ رہ گئے۔خیر خاکسار کو جتنی دعائیں یاد تھیں ان کو دہراتا رہا۔کچھ دیر بعد مکرم امام صاحب سارے لوگوں کے ساتھ دوبارہ داخل ہوئے اور آتے ہی شکریہ ادا کرنے کے بعد معذرت کرکے جانے کی وجہ بتانے لگے کہ دراصل جب میں نے 1400 سو سال بعد امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ایک دفعہ پھر سے بیت المال کے آغاز کے بارے میں سنا تو میرے دل میں تحریک اٹھی کہ ہمیں فوری طور پر اس میں شامل ہونا چاہیئے چنانچہ ہم نے یہ 8000 فرانک رقم اکٹھی کی ہے اسے ہماری طرف سے بیت المال میں قبول فرمائیں اور ہم سب بیعت کرکے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔یوں اس سارے گاؤں نے بیعت کی سعادت حاصل کی اور اب اللہ کے فضل سے اپنے اخلاص میں ترقی کر رہا ہے۔

حاسد وہابی مولویوں کی شرارت اور خدائی تائید:

کونی ریجن میں جہاں اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقیات سے نواز رہا تھا وہیں وہابی مولوی حسد میں جلنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ 27 مئی 2011 کی بات ہے جماعت کے صدران اور امام حضرات کی ریجنل میٹنگ تھی جس میں آئے ہوئے gidan kibiya جماعت کے احمدی امام نے بتایا کہ وہابی مولویوں کا وفد ان کے گاؤں پہنچا اور ان سے کہا کہ ہم یہاں کئی بار تبلیغ کے لئے آئے تھے اور ہم نے کہا تھا کہ وہابی ہو جاؤ ہم بہت بڑی مسجد بنا کر دیں گے مگر تم نے انکار کر دیا اور اب احمدی آئے اور تم ان کی جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔ انہوں نے تو مسجد بھی بنا کر نہیں دی۔ ہم تمہارے پاس دوبارہ آئے ہیں کہ احمدیت چھوڑ دو ہم فوری بڑی مسجد بنا کر دیں گے اور ساتھ امام صاحب کی ماہانہ تنخواہ بھی لگا دیں گے۔ جس پر امام سمیت تمام جماعت نے بے یک زبان ان سے کہا کہ جماعت احمدیہ نے ہمیں نفرتوں کی بجائے محبت سکھائی ہے اور لینے کی بجائے بیت المال کا راستہ دکھایا ہے آپ کا ہم پر یہی بڑا احسان ہوگا کہ آپ ہمیں گمراہ کرنے کے لئے دوبارہ تشریف نہ لائیں۔ اس

احمدی گاؤں سے نکل کر یہ وہابی وفد قریبی گاؤں debeso گئے اور اپنی تبلیغ میں یہ بتایا کہ کہیں احمدی نہ ہو جانا وہ آجکل پیسے تقسیم کر کے لوگوں کو احمدی بنا رہے ہیں۔ اس گاؤں کے زیر تبلیغ امام دوران تقریر ہی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ صاف جھوٹ ہے میں گواہ ہوں کہ یہ صاف جھوٹ ہے ان کا تو ہر فرد بیت المال کے لئے قربانی کرتا ہے جس پر مولوی صاحب غصے سے ناراض ہو کر بغیر تقریر مکمل کئے واپس برنی کونی لوٹ گئے۔

ایک سادہ لوح احمدی کو خواب کے ذریعہ راہنمائی

مکرم محمد ثالث صاحب برنی کونی شہر کے ایک سادہ سے نوجوان تھے اور ایک بینک میں صفائی ستھرائی کا کام کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھنا شروع کیں پھر درس سننا اور تربیتی پروگراموں میں شامل ہونا شروع کیا اور یوں انہوں نے بیعت کر لی۔ نہ انہوں نے کوئی زیادہ سوال کیے اور نہ جماعت کے بارے میں کوئی زیادہ پڑھا۔ بس جماعت کے نظام اور تربیتی پروگراموں کی وجہ سے بیعت کر لی۔

ایک دن ان کے بینک کے افسران اور اس کے ساتھیوں نے اسے گھیر لیا اور اسے تنگ کرنے لگ گئے کہ جماعت نے آپ کو کوئی بڑی رقم دی ہے جس کی وجہ سے آپ احمدی ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ یہ مجھ پر کیوں الزام لگا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس رات مس ہ نے جماعت کی سچائی کے حوالے سے اپنے اللہ سے بہت دعا کی کہ اللہ میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں تو خود میری رہنمائی فرما۔ بظاہر تو یہ جماعت اسلام کی خدمت میں سب سے آگے ہے مگر اندر کی بات تو مجھے سمجھا۔ کہتے ہیں اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے۔ حد نظر لوگ ہی لوگ ہیں اور سب نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں اور درمیان میں ایک بلند سٹیج ہے جس پر صرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کھڑے ہیں اور آپ نے بھی سفید کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے ہیں اور آپ اونچی آواز میں لا الہ الا اللہ دہرا رہے ہیں اور سارا مجمع بھی آپ کے ساتھ لا الہ الا اللہ دہرا رہا ہے اور یہ ایک عجیب سرور کی سی کیفیت ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر بھی لا الہ الا اللہ جاری تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس پر میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گھڑ گئی کہ اس دور میں لا الہ الا اللہ کا حفاظت کا ذمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو دیا ہوا ہے اس لئے میرا جماعت میں شامل ہونے کا فیصلہ درست تھا۔ یہ سچی اور لا الہ لا اللہ کی وارث جماعت ہے۔



خلیفہ وقت کو خط کی برکت کا میں گواہ ہوں

خاکسار نے ایک دن، جمعہ کی نماز کے بعد تمام ممبران جماعت کی اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کو حضور اقدس کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے چاہئیں۔ اس پر ہمارے ایک احمدی دوست مکرم ابراہیم متراڑے صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے سب کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میں مرگی کا مریض تھا میرے پاس علاج کے لئے کوئی پیسہ نہیں تھا۔ میں شہر میں گھوم پھر

کر ریڑھی پر اپنی چیزیں بیچتا ہوں جہاں دورہ پڑتا گر جاتا ۔بعض لوگ مجھے پاگل سمجھتے ۔اور مجھ سے دور بھاگتے ۔اسی دوران مجھے بیعت کی توفیق ملی اور پھر میں نے اپنے مربی صاحب مکرم شاکر مسلم صاحب کو کہا کہ وہ میری طرف سے حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا لکھیں اور میری بیماری اور میری مالی حالت کے بارے میں لکھیں کہ میرے پاس تو کھانے کے لئے مشکل سے پیسے ہیں دوائی کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا ۔صرف پیارے آقا کی دعا کا آسرا ہے ۔مربی صاحب نے یہ خط لکھا اور پیارے آقا کی طرف سے جواب آیا اللہ فضل کرے گا ۔آپ سب گواہ اور سارا شہر گواہ ہے کہ اس واقعہ کو کئی سال گزر گئے ہیں میں نے ایک بھی گولی نہیں کھائی اور اللہ کے فضل سے بالکل درست ہوں اس کے بعد سے مجھے آج تک اس بیماری کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔ورنہ کبھی میں یہاں گرا ہوتا تھا اور کبھی وہاں اور یہ صرف اور صرف میرے آقا کی اس غریب کے لئے دعاؤں کا اعجاز ہے۔

بزرگ امام کی فوتگی سے پہلے وصیت کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اسکے مبلغین جلد یہاں آنے والے ہیں

مئی 2012 کی بات ہے، ماداوا (MADOUA) کے علاقے سے دو نوجوانوں کا ایک وفد برنی کونی مشن ہاؤس آیا۔اور سلام دعا کے بعد اللہ کا بار بار شکر ادا کرنا شروع کر دیا۔چونکہ وہ بار بار دہرا رہے تھے اس لئے خاکسار نے وجہ پوچھ لی انہوں نے جواباً کہا کہ یہ تین باتوں کا شکر ہے مگر ان کو جاننے کے لئے آپ کو ہمارے گاؤں آنا ہوگا۔چنانچہ خاکسار 9 رکنی وفد کے ساتھ اس گاؤں پہنچا تو تمام گاؤں والوں نے ہمارا استقبال کیا اور اس کے بعد تمام گاؤں کی طرف سے چیف نے کھڑے ہو کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد حلفیہ یہ بات بیان کی کہ آج سے 12 سال قبل (یعنی سن 2000 میں) اس گاؤں کے ایک بہت بڑے عالم دین مکرم محمد ابراہیم صاحب نے اپنی وفات سے قبل سب گاؤں والوں کے سامنے اعلان کیا تھا کہ ، اللہ نے مجھے آج رات بتایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور عنقریب اس کے اپنے لوگ جو سفید رنگ کی جلد والے ہونگے بیعت کا پیغام لے کر آپ تک خود پہنچیں گے اور تمہارے افریقی بھائی ان کے ساتھ ہونگے تم اس کی بیعت ضرور کرنا اس کے بعد چیف نے گاؤں والوں سے پوچھا کیا یہ بات درست ہے سب نے بیک زبان کہا کہ بالکل درست ہے ہم سب اس کے گواہ ہیں۔اسکے بعد وہ نوجوان جو ہمیں دعوت دینے کے لئے آیا تھا اس نے کھڑے ہو کر حلفیہ کہا کہ جب امام صاحب نے یہ اعلان کیا تھا تو اس کے اگلے دن میں نے خواب دیکھی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے والا میں پہلا شخص ہوں گا اور یہ میرا دوست ادریس دوسرا ہوگا اور یہ بات آج سے 12 سال قبل سے میں نے سب کو بتائی ہوئی تھی جسے سب جانتے ہیں اس لئے میں کونی مشن میں اللہ کا بار بار شکر ادا کر رہا تھا کہ اللہ نے مجھے تینوں باتیں دکھا دیں ☆امام مہدی علیہ السلام کا ظہور☆اس کے اپنے سفید جلد والے مبلغ کا تبلیغ کے لئے ہمارے درمیان موجود ہونا ☆اور میرا اپنے گاؤں میں سے سب سے پہلے بیعت کرنا اس کے بعد خاکسار تمام گاؤں کے ساتھ اس بزرگ عالم دین کی قبر پر گیا اور ہم سب نے ان کیلئے دعا کی ۔2013 جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب مکرم طاہر ندیم صاحب لندن سے حضور انور کے نمائندہ کے طور پر حاضر ہوئے تو انہوں نے اس گاؤں کا دورہ بھی کیا اور ان بزرگ کی قبر پر جا کر دعا بھی کی اور یہ واقعہ خود ان گاؤں والوں سے بھی سنا۔



دشوار گزار پہاڑوں کے پیچھے چھپے ایک اور گاؤں سے صداقت مسیح موعودؑ کی گواہی

14 دسمبر 2011 کی بات ہے۔تبلیغی مہم کے دوران ہم گالماں galman کے علاقے میں dullo دلّو گاؤں پہنچے ۔یہ گاؤں پکی سڑک سے 15 کلومیٹر دور دشوار گزار پہاڑوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے ۔گاؤں کے امام صاحب سے ہم نے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ ہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام لے کر آئے ہیں ۔امام صاحب ہمیں جلدی سے بٹھا کر باہر چلے گئے ۔پھر کیا تھا گاؤں میں ایک غیر معمولی بھاگ دوڑ شروع ہو گئی ۔اور جلد ہی کیا بچے اور کیا بوڑھے سب ہی اکھٹے ہو گئے ۔

ہمارے لئے بیٹھنے کا بہترین انتظام کیا گیا ۔سب لوگوں کی خوشی دیدنی تھی ۔ہم سب حیران تھے کہ ہم تو یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں اور نہ ہی ہم نے ان سے کوئی بات کی ہے مگر یہ لوگ ہمیں ایسے مل رہے ہیں جیسے ہمارا ان سے کوئی پرانا تعلق ہے۔خیر سب لوگوں کے آنے پر خاکسار نے تبلیغ شروع کی اور اپنے طور پر تفصیل سے جماعت کا پیغام بیان کیا۔اس کے بعد خاکسار نے ان سے کہا کہ جو کوئی سوال کرنا چاہتا ہے وہ کرسکتا ہے اس پر امام صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سب بیعت کرنا چاہتے ہیں خاکسار نے ان سے کہا کہ جلدی نہیں کرنی چاہیے ابھی جیسے خاکسار آپ کے گاؤں آیا ہے،اب آپ ایک وفد بنا کر دو دن کے لئے ہمارے پاس برنی کونی آئیں تا کہ قرآن اور حدیث سے مزید آپ کو تسلی سے جواب سمجھائے جاسکیں اس پر مکرم امام صاحب نے کہا کہ میں تو 10 سال سے آپ کا انتظار کررہا تھا۔اور یہ سب گاؤں والے اس پر گواہ ہیں کہ میرے استاد نے اپنی وفات سے قبل مجھے نصیحت کی تھی مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ دنیا کے کس حصے میں ہے اگر تم تک اس کی آواز پہنچے تو بلا حیل وحجت اس کی بیعت کرنا۔اس لئے میں کونی ضرور آؤں گا مگر بیعت کے بعد۔مجھ سے حیل وحجت نہ کروائیں۔اس کے بعد ہمارے لئے کوئی مزید گنجائش نہیں تھی اس لئے ان کو بیعت فارم دے دیئے گئے ۔الحمد للہ یہ گاؤں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔مالی نظام کا حصہ بھی بن چکا ہے اور مکرم طاہر ندیم صاحب نمائندہ حضور انور نے 2013 میں اس گاؤں کا دورہ کیا۔یہ واقعہ خود سنا اور اس گاؤں میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

اخلاص وفدائیت کا عجیب ایمان افروز واقع

خاکسار نے موسینکا گاؤں میں تبلیغی پروگرام ختم کیا تو معلم نے یاد دہانی کرائی کہ آپ نے جمعہ جمعی گاؤں میں آج کے دن کا وعدہ کیا تھا۔اور یہ بھی بتایا کہ مونیسکا سے بھی ایک پگڈنڈی جمعہ جمعی گاؤں میں جاتی ہے۔خاکسار نے کہا ٹھیک ہے اللہ کا نام لے کر چلو۔چنانچہ ہم 7 افراد کا یہ قافلہ اس صحرائی پگڈنڈی پر جمعہ جمعی کیلئے روانہ ہو پڑا۔

سب جانتے ہیں کہ نائیجر میں دسمبر اور جنوری میں تیز ہوائیں چلتی ہیں جس میں ریت بہت کچھ چھپا دیتی ہے۔یہی ہمارے ساتھ ہوا اور اندازے سے ہم لوگ آگے بڑھتے رہے۔ادھر شام کے پانچ بج رہے تھے اور ادھر دور دور تک آبادی کا کوئی نام ونشان نہیں مل رہا تھا۔تاہم ۵۔۳۰ بجے خاکسار نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہا اور اتر کر دعا کروائی۔اس کے بعد ڈرائیور سے کہا اب جو بھی پہلی پگڈنڈی ملے اس پر دائیں چلنا شروع کر دینا۔چنانچہ شام 6 بجے ہمیں چرواہوں کی کچھ جھونپڑیاں نظر آئیں ۔اس پر ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔جب ہم پاس پہنچے تو کچھ بزرگان نے سلام دعا کی ان میں گاؤں کے امام بھی تھے۔خاکسار نے اپنا تعارف اس طرح کروایا کہ ہم لوگ حضرت امام مہدیؑ کی آمد کا پیغام گاؤں گاؤں پہنچا رہے ہیں۔مونیسکا سے جمعا جمعی جانا چاہتے تھے لیکن یہاں آن پہنچے ہیں۔یہ سن کر وہ بزرگ بغیر کوئی جواب دیئے فوری لوٹ گئے ۔اس کے بعد کبھی وہ ایک جھونپڑی میں اور کبھی دوسری جھونپڑی میں داخل ہونے لگے ۔ہم سب حیران ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ امام نے کوئی جواب بھی نہیں دیا اور ادھر اُدھر بھی بھاگ رہے ہیں۔آخر امام صاحب واپس آئے اور بہت التجا سے ذکر کیا کہ آپ لوگ حضرت امام مہدی کی آمد کا پیغام لیکر آئے ہیں اور میرے پاس آپ کو کھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔یہ 2500 فرانک ہم نے جمع کیے ہیں جب آپ شہر جائیں تو میری طرف سے کھانا کھالیں ۔دوسری بات یہ کہ آپ نائیجر سے نائیجیریا میں آگئے ہیں۔اور کافی دور تک آگئے ہیں ابیہ میرا بیٹا آپ کے ساتھ جائے گا۔اور آپ کو راستے تک چھوڑے گا۔ہم نے کہا کہ یہ پھر واپس کیسے آئے گا۔انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کا مسئلہ نہیں یہ آجائے گا لیکن آپ پھر دن کے وقت تشریف لائیں اور ہمیں بھی امام مہدیؑ کی جماعت میں شامل کریں۔چنانچہ ان کا بیٹا ہمارے ساتھ کافی دور بڑی پگڈنڈی تک ہمیں چھوڑنے آیا

وہابی علماء کی مزید اندھی مخالفت اور جماعتی ترقیات

ہمارے تورودی کے مبلغ سلسلہ قریشی صاحب کا ایک روز تورودی ڈیپارٹمنٹ کے گاؤں بن جیتی میں تبلیغی پروگرام تھا یہ گاؤں بورکینا فاسو بارڈر کے قریب شاہراہ سے 25 کلومیٹر دور جنگل میں واقع ہے۔گاؤں کے امام صاحب ایک ساتھی سمیت سڑک پر کھڑے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔گاؤں

میں پہنچ کر ہم نے نماز مغرب ادا کی۔کافی سارے لوگ جمع تھے۔خاکسار نے تبلیغ شروع کی۔معلم صاحب لوکل زبان میں ترجمہ کررہے تھے۔جب خاکسار آیت وما محمد الا رسول۔۔۔۔کی تفسیر میں حدیث پیش کررہا تھا۔قریب کے گاؤں سے آئے ہوئے امام صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ سب جھوٹ ہے مرزا قادیانی صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہیں اور یہ جماعت کافر ہے۔اورگالیاں دینا شروع کردیں۔میں نے ان کو کہا دیکھیں اس گاؤں والوں کی دعوت پر ہم یہاں آئے ہیں۔آپ ہماری بات سن لیں اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔آپ سوالات کریں ہم جوابات دیں گے۔اگر آپ کو ہمارا پیغام اچھا لگے تو خوب نہیں تو رد کردیں۔جبر والی تو کوئی بات نہیں ہے۔بہر حال وہ امام اہل حدیث تھا جو قریب کے گاؤں سے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ آیا تھا۔اس کے ساتھی وغیرہ اٹھ کر ادھر ادھر باتیں کرنے لگے۔متعلقہ گاؤں کے امام نے ہمیں کہا آپ تھوڑا صبر کریں معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔امام صاحب نے ان سے کہا اگر آپ تبلیغ نہیں سننا چاہتے تو چلے جائیں ہمیں تو سننے دیں۔10 منٹ کے بعد وہ امام اپنے رفقاء کے ہمراہ گالیاں دیتے ہوئے موٹر سائیکلوں پر اپنے گاؤں روانہ ہو گیا۔متعلقہ گاؤں کے امام صاحب نے بتایا کہ وہ شر پسند امام تھا اور صرف فتنہ پھیلانے کے لیے آیا تھا۔وہ ہمیں بھی روکتا تھا مگر ہم نے اس کی بات نہیں مانی اور آپ کو دعوت دی۔بہر حال اس کے بعد تمام پروگرام مرد و خواتین نے بڑی توجہ سے سنا۔تبلیغ کے ختم ہونے پر امام صاحب کہنے لگے کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے بالکل درست ہے۔وہ کہنے لگے کافی عرصہ قبل آپ کی جماعت کے مبلغ ناصر احمد سدھو صاحب بورکینا سے ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔انہوں نے ہمیں تبلیغ کی مگر پھر رابطہ نہ ہو سکا۔پھر ہمیں دو کتب نسال الالمعارضین اور القول الصریح ملی۔ہم دونوں اماموں نے بیٹھ کر لفظ بلفظ پڑھی اور اپنے گاؤں کو بھی خلاصۃ بتائی۔ہم سب ان باتوں سے متفق تھے لیکن پڑھنے کے بعد یہ باتیں آپ کے منہ سے بھی سننا چاہتے تھے۔آج سے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اللہ کے فضل سے یہ سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔

وہابی مولوی کی مخالفت اور خدائی تائید کا حیرت انگیز نشان

یہ فروری 2014 کی بات ہے مارادی ریجن میں نو مبائع امام حضرات کی ٹریننگ کلاس میں 10 امام حضرات کے ساتھ ایک گاؤں wagona کے چیف بھی حاضر تھے۔جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ امام صاحب کی بجائے خود کیوں حاضر ہوئے ہیں یہ کلاس تو امام حضرات کی ٹریننگ کے لئے ہے تو انہوں نے بتایا کہ میں جانتا ہوں۔کل رات جب میں نے امام صاحب کو کلاس میں شامل ہونے کا پیغام دیا تو اس نے انکار کر دیا اور بتایا کہ مجھے شہر کے وہابی علماء نے بتایا ہے کہ احمدی کافر ہیں کہتے ہیں مجھے بڑی حیرانی ہوئی اور دکھ بھی ہوا کہ احمدی کافر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور یہ کہ اگر یہ کافر ہیں تو ان کو گاؤں میں تبلیغ کرنے کی اجازت تو میں نے دی تھی اس لئے میں تو ڈبل کافر ہو گیا۔اس لئے رات کو بہت دعا کی اور اللہ سے راہنمائی کی دعا کرتے ہوئے سو گیا۔انہوں نے حلفیہ بیان کیا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ پہلے میرے گھر میں آسمان سے ستارے اتر آئے ہیں اور پھر ان کے پیچھے پیچھے چاند ۔ میں ان کو پاس سے دیکھ رہا ہوں مگر ان میں روشنی نہیں ہے اور پھر اچانک آسمان سے ایک سفید کپڑوں میں ملبوس ایک انتہائی نورانی شخصیت میرے گھر میں اترتی ہے اور اس کے گھر میں داخل ہوتے ہی ستارے اور چاند حیرت انگیز طور پر روشن ہو گئے اور سارا گھر روشنیوں سے جگمگا اٹھا۔اور میرے دل میں یہ بات زور سے داخل ہوگئی کہ یہ تو احمدیوں کی کوئی شخصیت ہے اور میں آگے بڑھ کر ان سے سوال کرتا ہوں کہ آپ احمدیوں کے مربی ہیں یا خلیفہ؟؟ اور میری آنکھ کھل گئی۔خاکسار نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت رضوان اللہ علیہم کا البم دکھایا تو انہوں نے فوری طور پر اپنی انگلی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فوٹو پر رکھ دی اور بار بار قسمیں کھا کر بتانے لگے کہ انہیں کو میں نے اپنے گھر میں آسمان سے اترتے دیکھا تھا۔ اور انہیں کی آمد سے میرا سارا گھر روشن ہو گیا تھا۔جماعت احمدیہ کی سچائی کے بارے میں پہلے اگر مجھے کچھ شک بھی تھا تو وہ بھی آج دور ہو گیا ہے

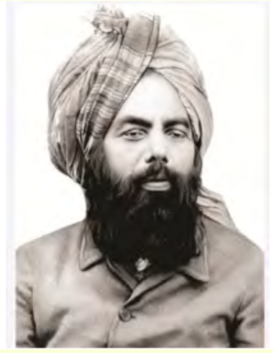
یہ دسمبر 2013 کی بات ہے ،دسمبر کے شروع میں ہم نے ایک گاؤں sawa samea(سوا سامعا) میں تبلیغ کی ۔اس کے بعد ان کے 8 رکنی وفد کو مارادی مشن ہاؤس بلا کر مزید 2 دن جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا

mta۔ اور پیارے آقا کی پوری دنیا میں پھیلی تبلیغی اور تربیتی مصروفیات پر مبنی جہاد سے متعارف کروایا۔ پھر اسی دوران جلسہ سالانہ نائیجر آ گیا اس میں بھی ان کو شمولیت کی دعوت دی۔ اس گاؤں کا وفد نیامی دارالحکومت میں جلسہ میں شامل ہوا۔ اسی گاؤں سے تعلق رکھنے والی ایک فیملی جو نیامی میں رہائش پذیر تھی ان کو جب پتہ چلا تو وہ رات کو آ کر اس وفد کو اپنے گھر دعوت کے بہانے لے گئے۔ اور وہاں پر اپنے بڑے امام صاحب کو بھی بلوایا ہوا تھا۔ یہاں اس نے پورا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احمدی تو کافر ہیں اور آپ کہاں پھنس گئے ہیں فوراً توبہ کریں ہم آپ کی مسجد بھی بنا کر دیں گے۔

امام صاحب نے واپس مارادی مشن ہاؤس آ کر اس ملاقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے وہابیوں کے امام صاحب کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کی اس مخالفانہ تقریر کے بعد جماعت احمدیہ کی سچائی کے بارے میں پہلے اگر مجھے کچھ شک بھی تھا تو وہ بھی آج دور ہو گیا ہے۔ کیونکہ میں جب سے یہاں آیا ہوں آپ کو گالی دیتے سنا ہے اور میں جب تک وہاں جلسہ گاہ میں رہا احمدیوں کو قرآن سناتے سنا اور میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کے مسلمان احمدی ہو جائیں یا کم از کم احمدیوں جیسے ہو جائیں تو دنیا میں فوری امن آ جائے گا۔ وہابی مولوی صاحب نے اِس پر پینترا بدلا اور کہا کہ اچھا اگر احمدیت نہیں چھوڑنی نہ چھوڑو لیکن گاؤں پہنچ کر میرا یہی پیغام اپنے گاؤں والوں تک پہنچا دینا۔ وہ کہتے ہیں واپس گاؤں پہنچ کر میں نے حسبِ وعدہ وہابی مولوی صاحب کا پیغام گاؤں والوں کو دیا تو ان سب کا جواب یہی تھا کہ ہمیں صرف احمدیت کا محبت بھرا رستہ چاہیے ناں کہ وہابیت کا گالیوں والا راستہ۔ امام صاحب نے بتایا کہ مجھے سارے گاؤں والوں نے بھجوایا ہے وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں بیعت فارم دے دیں۔ چنانچہ انکو بیعت فارم دے دیئے گئے جسے وہ پر کر کے اللہ کے فضل سے جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب یہ گاؤں ایک مخلص جماعت ہے

اگر احمدیت سچی ہے تو آج اللہ بارش برسائے

یہ اکتوبر 2010 کی بات ہے مارادی ریجن کے مبلغ قریشی صاحب بتاتے ہیں کہ 24 اکتوبر 2010 کو ایک دیہات جس کا نام (گرھیں سامی)



ہے میں عقیقہ کی ایک تقریب تھی۔ اس عقیقہ پر بہت سے وہابی مولوی بھی شامل ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے اور چونکہ اس دیہات کے امام صاحب ہمارے ایک تبلیغی پروگرام میں شامل ہوئے تھے انہیں تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ احمدیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے تمہیں پیسے دے کر اپنی طرف مائل کر لیا ہے، اس پر ان امام صاحب جن کا نام معلم یعقوب ہے نے انہیں جواب دیا کہ جب ہم مارادی گئے تو انہوں نے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو قرآن وحدیث سے باہر ہو اور انہوں نے ہمیں امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیان کی آمد کا پیغام دیا ہے اور اگر تم کہتے ہو کہ میں احمدیوں کے ہاتھوں بک گیا ہوں تو پھر میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مہدی سچا ہے تو اللہ تعالیٰ آج بارش برسائے اور ہم سب کو اس کی سچائی کا نشان دکھائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مہدی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اسی شام اس پورے علاقے میں میلوں تک بارش برسائی اور اردگرد کے جتنے دیہاتوں کے امام اور احباب اس پروگرام میں شامل تھے سب کے دیہاتوں تک بارش پہنچائی اور 80 ملی میٹر ریکارڈ بارش ہوئی جب کہ نائیجر میں 15 ستمبر تک بارشوں کا موسم ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان امام صاحب نے اسی شام ہمارے مشن ہاؤس فون کیا اور ہمارے معلم کو یہ سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی سچائی ظاہر کر دی ہے میں آج سے احمدیت میں داخلے کا اعلان کرتا ہوں اور میں مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہنے کا عہد کرتا ہوں اور انہوں نے ہمارے معلم صاحب کو صبح اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی کہ وہ آ کر سب لوگوں کو احمدیت کا تفصیلی پیغام دیں، چنانچہ اگلے دن تبلیغ کے بعد سارے گاؤں نے احمدیت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ الحمد للہ

شہدائے لاہور کے خون کی برکت نائیجر میں

یہ 20 جون 2010 کی بات ہے ہم لوگ اماموں کے ایک بڑے وفد کے ساتھ سرکا کی گاؤں میں پہنچے ہوئے تھے، رات گاؤں میں تبلیغ کی اور

رات اسی گاؤں میں قیام کیا صبح جب ہم نے گاؤں والوں سے واپسی کی اجازت چاہی تو انہوں نے ہمیں رکنے کے لئے کہا اور بتایا کہ بارش کا موسم شروع ہو چکا ہے اور ارد گرد کے دیہاتوں میں لوگوں کی فصلیں اگنے کے بعد قریباً ایک فٹ تک پہنچ چکی ہیں اور ہمارے یہاں اب تک ایک بھی بارش نہیں ہوئی اور ہم نے اب تک بیج بھی نہیں لگایا اس لئے ہم نے بڑے امام کو دعوت دی ہے کہ وہ آ کر دعا کروائے اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی اس دعا میں شامل ہوں۔ چنانچہ گاؤں سے باہر کھلی جگہ پر سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو خاکسار نے بڑے امام صاحب سے پوچھا کہ وہ کیسے دعا کروائیں گے انہوں نے کہا کہ پہلے ہم قرآن کریم کی تلاوت کریں گے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے۔ اس پر خاکسار نے ان سے کہا کہ ہمیں وہ طریق اختیار کرنا چاہئے جو کہ رسول پاک ﷺ کا تھا یعنی نماز استسقاء اور اگر آپ اجازت دیں تو میں نماز استسقاء پڑھا سکتا ہوں کیونکہ یہ امام صاحب نیک فطرت انسان تھے چنانچہ انہوں نے خاکسار کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دی چنانچہ خاکسار نے پہلے سب لوگوں کو نماز کا طریق بتایا اور نماز پڑھائی اور اس دوران دعا کی کہ اے پروردگار میں انتہائی گناہ گار تیرا عاجز بندہ ہوں لیکن مجھے تیرے بھیجے ہوئے امام مہدی اور مسیح موعود پر کامل اور پختہ یقین ہے اور اسی امام مہدی کا پیغام لے کر آج ہم یہاں پہنچے ہیں تو نے ہمیں اپنے فضل سے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے اور اگر تو اپنے خاص فضل سے آج یہاں بارش برسا دے تو یہ ان کے لئے قبول حق کا ایک نشان ہو جائیگا اور یہ نشان تیرے مسیح و مہدی پر ایمان لانے کا باعث ہو سکتا ہے یا اللہ جس طرح ہمارے احمدی بھائی لاہور میں شہید ہوئے ہیں تو ان کی قربانیوں کے نیچے میں یہ نشان دکھاتے ہوئے ہمیں یہاں پر سینکڑوں ہزاروں احمدی عطا فرما آمین۔ نماز کے بعد دعا کروائی اور پھر خاکسار نے گاؤں کے تمام لوگوں کو زیادہ سے زیادہ استغفار کرنے کی تلقین کی، چنانچہ جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو چلچلاتی دھوپ تھی اور بارش کے کوئی آثار نہ تھے اس کے بعد مزید دو دیہاتوں میں تبلیغ کی اور رات کو گھر واپس پہنچا اور رات اچانک شدید بارش ہوئی چنانچہ صبح ہی صبح معلم صاحب نے اطلاع دی کہ اس گاؤں اور ارد گرد رات بھر بارش ہوتی رہی اور اس پر بڑے امام نے کہا ہے کہ ہم نے امام مہدی کی صداقت کا معجزہ دیکھا ہے اور آج سے ہم سب احمدیت پر ایمان لاتے ہیں اور اسطرح اس گاؤں سے (1118) ایک ہزار ایک سو اٹھارہ بیعتیں ہوئیں الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اور مزید یہ کہ اس امام نے ہمارے معلم سے کہا کہ وہ آئے تا کہ وہ اس کے ساتھ اپنے ماتحت تمام دیہاتوں مں جا کر لوگوں کو امام مہدی کی آمد کا پیغام دے چنانچہ ہمارے معلم سلیمان صاحب اور یہ امام 48 کلومیٹر دور امام صاحب کے آبائی گاؤں پہنچے اور وہاں ان امام صاحب نے گزشتہ واقعہ کا ذکر کر کے وہاں کے لوگوں کو احمدیت کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اگر تم میری بات پر یقین کرو تو میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہاں پر بھی دو دن کے اندر بارش ہو گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ساتھ اس نے اپنے بھیجے ہوئے امام مہدی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اگلے روز اس گاؤں میں بھی اپنی رحمت کی موسلا دھار بارش برسائی جو ان لوگوں کے لئے احمدیت کی صداقت کا نشان ثابت ہوئی اور جہاں اس طرح امام صاحب کے ایمان کو مزید تقویت پہنچی وہاں دو بار بارش کا یہ واقعہ ہمارے ازدیاد ایمان کا باعث بھی ہوا ثم الحمدللہ علیٰ ذالک۔

❀❀❀❀❀❀❀❀



اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں بھی اور جس معاملے میں بھی ہمیں رہنمائی کی ضرورت ہو، کسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہو۔ قرآن کریم میں بیان فرمودہ حکمت کے موتیوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہو یا ان کی تلاش ہو تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی کتب اور ارشادات مل جاتے ہیں جو ہمارے مسائل حل کرتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 6 جون 2014ء از خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 348)

❀❀❀❀❀❀❀❀



حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(محمود مجیب اصغر۔سویڈن)

خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدح میں فرماتے ہیں

وانی اری الصدیق کالشمس فی الضحی
ماثرہ مقبولۃ عند ھو جر
وکان لذات المصطفی مثل ظلہ
و مھما اشار المصطفی مثل ظلہ
و مھما اشار المصطفی قام کالجری

(القصائد الاحمدیہ صفحہ 188)

یعنی: میں (ابوبکر) صدیق کو چاشت کے سورج کی طرح پاتا ہوں آپ کے مناقب واخلاق ایک روشن ضمیر انسان کی نگاہ میں مقبول ہیں

وہ مصطفیٰ ﷺ کے لئے آپ کے سائے کی مثل تھا اور جب بھی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تو وہ بہادر کی طرح اٹھ کھڑا ہوا

حضرت ابوبکر کا قرآن میں ذکر سورۃ توبہ آیت 40

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی الثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

یعنی اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر کہ یقینا اللہ ہمارے ساتھ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ”آپ (ﷺ) نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا.. جب آپ ہجرت کر کے نکلے اور غار (ثور) میں جا کر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہنچے ان کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر گھبرائے تو اللہ تعالی نے وحی کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اس کو دیکھنے بھی گئے مگر خدا تعالی کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اسے دیکھ کر ایک نے کہا کہ یہ جالا تو آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے اس لئے وہ واپس چلے گئے یہی وجہ ہے جو اکثر عنکبوت سے محبت کرتے آئے ہیں۔“

(تفسیر مسیح موعود جلد 4 صفحہ 258)

ان الذین یحبون اللہ ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنو لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم و انتم لا تعلمون

(سورۃ النور آیت 20)

یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے جب کہ تم نہیں جانتے

فی الذین آمنو: شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے صدیق اکبر مراد ہیں

(قرآن مجید مع ترجمہ وتشریح مرتبہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب از درس القرآن حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول صفحہ 735 حاشیہ)

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین و المھاجرین فی سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم

(سورۃ النور آیت 23)

اور تم میں سے صاحب فضیلت اور صاحب توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں پس چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ نہیں پسند کرتے کہ اللہ تمہیں بخش

دے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں

''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابو بکر صدیق کو اولو الفضل (صاحب فضیلت) فرمایا ہے۔''

(حقائق القرآن جلد سوم صفحہ 210)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

''..حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت جو منافقین نے محض خباثت سے خلاف واقعہ تہمت لگائی تھی اس تذکرہ میں بعض سادہ لوح صحابہ بھی شریک ہو گئے تھے ایک صحابی ایسے تھے کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو وقتہ روٹی کھاتے تھے حضرت ابو بکر نے ان کی اس خطا پر قسم کھائی تھی اور وعید کے طور پر عہد کرلیا تھا کہ میں اس بیجا حرکت کی سزا میں اس کو کبھی روٹی نہ دوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی

ولیعفوا ولیصفعوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم

تب حضرت ابو بکر نے اپنے اس کو توڑ دیا اور بدستور روٹی لگا دی۔''

(تفسیر مسیح موعود جلد 6 صفحہ 245-246)

جمع قرآن

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ جمع قران ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں

''نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکر کے زمانہ میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔''

(خطابات نور صفحہ 249)

حضرت ابو بکر کی مشابہت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک جگہ فرمایا ہے

''ایک دفعہ کچھ قیدی آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ

یہ تو ہماری قوم کے لوگ ہیں ان کو چھوڑ دیا جاوے حضرت عمر نے فرمایا کہ نہیں بلکہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو قتل کرے اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر ابراہیم ہے اور عمر نوح ہے۔''

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 184)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی حضرت ابو بکر سے منفرد مشابہت

مرقات الیقین فی حیات نور الدین کے دیباچہ میں کئی مشابہتوں کا ذکر ہے ایک منفرد مشابہت کا یہاں ذکر کرنا مقصود ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

''حضرت ابو بکر صدیق ------سید الانبیاء اور معصوموں کے امام ﷺ کی قبر کے پہلو میں دفن کئے گئے اور آپ خدا کے حبیب اور اس کے رسول ﷺ سے جدا نہ ہوئے نہ زندگی میں اور نہ موت کے بعد۔''

(سر الخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 72)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کے ایک خط کے جواب میں لکھا۔

'' آپ نے لکھا تھا کہ رفاقت اور دوستی میں مجھے نسبت فاروقی ہے مگر میرے خیال میں آپ کو نسبت صدیقی ہے کیونکہ انشراح صدر سے ایثار، مال، اور رفاقت تک مستعد ہونا یہ ہمت صدیقی ہے اور میں جس نیت سے آپ کو تکلیف دیتا ہوں وہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد پنجم نمبر 3 صفحہ 116-117)

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل بھی اپنے امام سے نہ اس دنیا میں جدا ہوئے اور نہ موت کے بعد۔ آپ بھی اپنے امام مسیح موعود علیہ السلام کی قبر کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

اے مرے آقا جناب نور دیں مصطفی
اے کہ تیری ذات ہے آئینہ صدق و صفا
اور خلافت کی ردا بھی تجھ کو تھی برحق ملی
متصل قبر مسیح سے قبر بھی تجھ کو ملی

❁❁❁❁❁❁❁

برائلر رضوی اور برائلر قادری کا کیا ہوگا؟

(تحریر: اعجاز جدون سڈنی آسٹریلیا)

نفرتوں کے لباس اوڑھ کر اور کافر کافر کی کھیر چٹ کر کے جب پیٹ سیر ہو جاتا تو ہمارے وطن عزیز کے علمائے کرام کو صلح کلی کی اونگھ محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور پھر جیسے اونگھ اونگھ ہی ہوتی ہے نیند نہیں۔ دو چار خراٹے لینے کے بعد پھر سنبھل کر مسند پر بیٹھ جاتے ہیں اور دوبارہ سے کافر کافر کی مالا جپنا شروع کر دیتے ہیں۔

ملک میں یہ اُلٹ پلٹ اور صلح اور صلح کلی کا کھیل کئی مرتبہ شروع ہوا اور کئی مرتبہ ختم ہوا ہے مولانا نورانی صاحب اور عبدالستار نیازی کی کوششیں ہوں یا پیر کرم شاہ کا تحذیر الناس پر اظہار خیال ہو۔ مولانا طارق جمیل صاحب کی بریلوی حضرات سے پینگیں ہوں یا مولانا طاہر القادری صاحب کی شیعہ امام بارگاہ کا دورہ ہو رزلٹ ہر دفعہ وہی ڈھاک کے دو پات ہی نکلے ہیں۔ یہ اتحاد کبھی ہو نہیں سکتا۔ دل گستاخ، کافر اور بدمذہب جیسے کینے کے کوڑھ سے اٹے ہوتے ہیں اور پیٹھ پر سینکڑوں فتاویٰ لدے ، ایسے میں اگر اونگھ میں زبان کچھ لمحوں کو رک بھی جائے تو کیا ہوگا خمار اترتے ہی لوہار کی بھٹی دوبارہ سے دھک اُٹھے گی۔ اور پھر وہی دھواں اور پھر وہی کپڑے جلانے والے شعلے ہونگے

یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں ابھی چند دن پہلے مولوی خادم رضوی صاحب کے صاحبزادے اور تحریک لبیک کے موجودہ سربراہ مولوی سعد رضوی صاحب نے اہل حدیث اور دیوبندیوں سے انتخابی اتحاد کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے لئے ابتدائی ملاقاتیں کی ہیں۔ ابھی وہ واپسی پر گاڑی سے اُترے بھی نہیں تھے کہ پنڈی سے مولانا فضل احمد چشتی صاحب اور لاہور سے مولانا آصف اشرف جلالی صاحب خم ٹھونک کر خانقاہ سے جھپٹ پڑے۔ جلالی صاحب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا



جو امام احمد رضا کی فکر سے ٹکرائے خواہ کوئی ہو اس سے اہل سنت کا کوئی تعلق نہیں۔ میں کہتا ہوں گونگو! بولو ورنہ قیامت کو بولو گے کہ مسلک احمد رضا پر حملہ ہے۔ جس base پر انہوں نے بناء کر کے ساری جنگ لڑی اس بناء کو ختم کر کے ان مقابلوں کو عاشقان رسول کی ڈگری دی جا رہی ہے وہ رضوی جو چپ بیٹھے ہیں کیوں؟ میں اصلی رضویوں کی بات کر رہا ہوں نہ برائلر رضویوں کی (مراد سعد حسین رضوی) نہ برائلر قادری (مراد بابا جانی الیاس قادری) کو ہم نے مانا نہ برائلر رضوی کو ہم نے مانا۔ کسی کو شک ہو تو آمنے سامنے بیٹھ کر مناظرہ کر لے کہ برائلر کون اور حقیقی کون ہے؟ تحریک لبیک کی بنیاد ابن تیمیہ کی فکر پر نہیں۔ قاسم نانوتوی کی فکر پر نہیں اشرف تھانوی کی فکر پر نہیں رشید گنگوہی کی فکر پر نہیں۔ تحریک لبیک کی بنیاد اُس عشق رسول ﷺ پر ہے جس کے پیالے امام احمد رضا بریلوی نے پلائے ہیں اور آج کے نابالغ لوگوں سے کچھ لوگ ہیر پھیر کی باتیں کر کے وہ نئی رضویت بنا کر اس فصل کا پھل کاٹ لیں تو سن آصف اشرف جلالی ابھی زندہ ہے ہم ان کی ٹانگیں کاٹ دیں گے فصل رضا کی فکر کا پھل کسی کو نہ کاٹنے دیں گے‘‘۔



مسٹر ایمری اور مولانا مودودی صاحب تاریخ کے کٹہرے میں

مالک جہاز ٹائی ٹینک اور بانی جماعت اسلامی کے (متکبرانہ) بلند بانگ دعوے اور کربناک انجام کی داستان

(علی اعجاز جدون۔ سڈنی)

وہ روتی آنکھوں، اُجڑی سانسوں اور ویران خوابوں کے ساتھ امریکی ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُسے رہ رہ کر پچھلے ایک ہفتے کے چکا چوند مناظر یاد آ رہے تھے، وہ مناظر جنہیں یاد کر کے کبھی اُس کا سینہ خوشی سے چوڑا ہوا جاتا تھا۔ ابھی سوہان روح بن کر اس کے دل کو پھاڑے چلے جا رہے تھے۔ وہ بے بسی میں بار بار سر پر ہاتھ مار رہا تھا۔ ماتم کرتا گریہ کناں یہ شخص "وائٹ سٹار لائٹ" کمپنی کا مالک جناب مسٹر ایمری تھا۔ جی وہی مسٹر ایمری جس کی کمپنی نے ٹائی ٹینک نامی جہاز بنایا تو انہوں نے بڑے غرور سے اس کی منازل کی مضبوطی کی تفاصیل بتاتے ہوئے دعویٰ کیا تھا کہ اسے تو خدا بھی غرق نہیں کر سکتا۔ وہ 10 اپریل 1912 کو جب برطانیہ کی بندرگاہ ساؤتھ ہمپیشائر سے نیویارک کے لئے روانہ ہوا تو بندرگاہ کے تمام جہازوں نے وسل بجا کر اسے سلامی دی تھی مگر پھر اس جہاز کے مالک کا خدا بننے کا دعویٰ اسے لے ڈوبا اور 15 اپریل کی رات شمالی برفانی سمندروں سے بہہ کر آنے والے ایک مختصر آئس برگ نے اسے درمیان سے چیر کر رکھ دیا اور محض آدھے گھنٹے میں تکبر کا یہ پہاڑ اپنے تمام تر غرور کے ساتھ سمندر کی تہہ میں غرق ہو گیا۔ اور مسٹر ایمری لائف بوٹ کی مدد سے امریکہ کے ساحل پر جا اترے۔

آج امریکہ کے ہی ساحل پر اترنے والے جناب حسین فاروق مودودی صاحب کی زبانی جماعت اسلامی کے ڈوبتے ٹائی ٹینک کی تفاصیل سنیں تو مجھے مسٹر ایمری اور جناب مودودی صاحب یاد آ گئے۔ جناب حسین فاروق مودودی صاحب بانی جماعت مولانا مودودی صاحب کے زادے ہیں۔ اور امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مولانا مودودی صاحب کو جب ان کی زندگی کے آخری ایام میں امارت اسلامی سے معزول کر دیا گیا تو انہیں کے ہاں امریکہ تشریف لے گئے اور زندگی کے آخری ایام انہیں کے گھر گزار کر امریکہ میں وفات پائی۔ جناب حسین فاروق صاحب ہی آپ کا جنازہ لے کر پاکستان واپس آئے تھے۔ ابھی حال ہی میں آپ نے مودودی خاندان اور جماعت اسلامی کے تنازعات کو اپنی حالیہ کتاب" آفتاب علم و عرفان مودودی" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو عفاف پرنٹر بازار لاہور ترجمان القرآن پبلی کیشنز نے شائع کیا ہے

جناب مودودی صاحب نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی تو اسے خدائی فوجداروں کا نام دے دیا۔ پھر اسے خود ہی صالحین کے رینک سے نواز کر ان کی ڈیوٹی اسلامی انقلاب لانا مقرر کر دی۔ پھر مزید آگے بڑھ کر اس فوج کی ذمہ داریوں میں اضافہ کرتے ہوئے اسے غیر صالح حکومتوں کے تختے اُلٹنے کا ٹاسک دے دیا۔ پھر فرمایا یہ نہیں کہ ایک دو ملک۔ جب اپنے ملک کا تختہ اُلٹ دو تو پھر ہمسائے ملک اور پھر اس کے ہمسائے اور پھر اس کے ہمسائے کا۔

آپ نے اپنے مشن کا آغاز ہی یہ فتویٰ دے کر کیا کہ "یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بناتا ہے۔ اسی طرح سے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اسلام کی اشاعت میں تلوار کا کوئی حصہ ہی نہیں ہے"

اقتدار بذریعہ پرائیویٹ جہاد

پھر دوسرے اصول کے طور پر بتاتے ہیں کہ اسلام کوئی چند عقائد کا مجموعہ نہیں کہ زبان سے تبلیغ کر لی اور کام ختم۔ نہیں بلکہ اسلام دنیا میں آیا ہے ایک الٰہی حکومت قائم کرنے کے لئے۔ اس لئے دوسرا راہنما اصول یہ قرار پایا کہ صالحین کو چاہیئے کہ وہ اٹھیں اور جہاں جہاں غیر صالح لوگوں کی حکومت ہے اس کے خلاف اعلان بغاوت کرتے ہوئے ان کو اکھاڑ پھینکیں۔ یوں مودودی صاحب جہانگیری کا ایک نیا دروازہ اسلام کے نام سے "صالحین" کے لئے کھولتے ہوئے صالحین کو اجازت عطا فرماتے ہیں کہ وہ غیر صالح طاقتوں کے تختے الٹ دیں کیونکہ انہیں حکومت کرنے کا اب کوئی جواز باقی نہیں رہ گیا۔

انہوں نے ''غیر صالح ہو کر حق خود مختاری کھو دیا ہے'' اور بقول مودودی صاحب ''صالح انسان بہرحال غیر صالح کے مقابل قابل ترجیح ہے''۔

اٹھو اور غیر صالح حکومتوں کے تختے الٹ دو

چنانچہ اس نقطعے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے زیرِ عنوان ''اسلام اور جہانگیری'' فرماتے ہیں

حکومت و پادشاہی صرف اللہ کے لئے ہے ان الحکم للہ۔۔اس (اسلام) کا عقیدہ یہ ہے کہ صالح انسان بہرحال غیر صالح کے مقابل قابل ترجیح ہے ۔وہ ایک ظالمانہ نظام حکومت کو مٹا کر ایک سچا عادلانہ نظام حکومت قائم کرنا ایک اولین فرض قرار دیتا ہے۔۔جب کسی قوم کے اعمال بگڑ جائیں اس کی اخلاقی حالت خراب ہو جائے اور وہ اپنے شریر و مفسد لوگوں کی پیروی واطاعت اختیار کر کے ذلت و مسکنت کی پستیوں میں گر جائے تو اسلام کے نزدیک اس قوم کو حکومت خود اختیاری کا حق باقی نہیں رہتا اور دوسرے لوگوں کو جو اس کے مقابلہ میں اصلح ہوں اس پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے''

(الجہاد فی الاسلام مصنفہ مودودی صاحب ص146,145 ادارہ ترجمان القرآن پرائیویٹ لمٹیڈ اردو بازار لاہور مطبع اے این اے پرنٹرلاہور پندرھواں ایڈیشن جون 1996(

اصل برائی کی جڑ بری حکومت ہے اسلئے ایسی حکومتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو

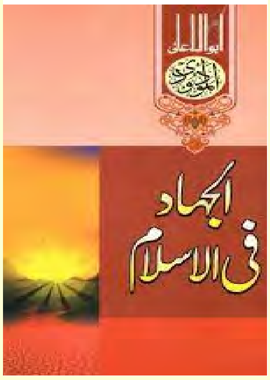
مودودی صاحب صالحین کی حکومت کے جواز اور غیر صالح حکومت کو مٹا دینے کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے زیرِ عنوان فتنہ وفساد کو مٹانے کے لئے حکومت الٰہی کی ضرورت کے تحت فرماتے ہیں

'' اگر ان تمام برائیوں پر دوبارہ ایک غائر نظر ڈالی جائے جن کو فتنہ وفساد سے تعبیر کیا گیا ہے تو اس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ وہ سب کی سب بد اصل حکومت سے پیدا ہوتے ہیں۔۔پس اسلام نے بدی کے استیصال اور بد کاری کے دفع وانسداد کے لئے یہ کارگر تدبیر بتلائی کہ منظم جدوجہد جہاد سے، اور اگر ضرورت پڑے اور ممکن ہو تو جنگ قتال سے ایسی حکومتوں کو مٹا دیا جائے

(الجہاد فی الاسلام مصنفہ مودودی صاحب ص117)

بلکہ مزید تحریض کرتے ہوئے اپنی خواہش کو ان الفاظ کا قالب پہناتے ہیں

''پس درحقیقت فتنہ وفساد کو مٹانے اور انسانی زندگی کو منکر سے پاک کرنے کے لئے سب سے ضروری اور مفید تدبیر یہی ہے کہ تمام مفسد حکومتوں کا استیصال کر دیا جائے(الجہاد فی الاسلام مصنفہ مودودی صاحب ص119)



بلکہ دنیا کی ہر بری حکومت کا صفایا کرنا ان کا دین منصبی ہے۔پھر آپ کسی ایک ملک کے صالحین کو تمام دنیا کی حکومتوں کے تختے الٹنے کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے ہیں

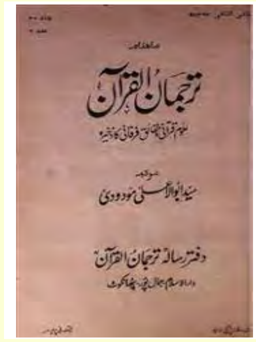
'' یہ صالح لوگ کسی ایک قوم یا ایک ملک کی جائیداد نہیں ہیں بلکہ تمام نوع بشری اور کائنات انسانی کی مشترک جائیداد ہیں۔آدم کی ساری اولاد کو ان کی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔اگر وہ اپنی خدمات کو بلاضرورت کسی محدود جماعت یا رقبہ کے لئے مخصوص کر دیں تو یہ انسانیت پر ان کا ظلم ہوگا۔ اسلام نے ان کے لئے رنگ یا نسل یا جغرافی تقسیم کے قبیل سے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ بلا قید تمام روئے زمین کے لئے ان کی قابلیتوں کے فوائد کو عام کر دیا ہے۔یہ حکومت وسلطنت کے متعلق اسلامی تعلیم کی اصلی روح ہے۔۔اسی وجہ سے۔صحابہ نے قیصر وکسریٰ کے تخت الٹ دیئے۔اور باطل کی فرمانروائی کو درہم برہم کر دیا۔انہوں نے اپنے ملک کا سصلاح سے فارغ ہو کر جب باہر کی دنیا پر نظر دوڑائی۔۔پھر مطالبہ کیا کہ حکومت وفرمانروائی کی مسند کو ان لوگوں کے لئے خالی کر دیں جو اس کے اہل ہیں مگر جب اس مطالبہ کو بھی رد کر دیا گیا اور اس کے جواب میں تلوار پیش کی گئی تو مٹھی بھر انسانوں کی اس بے سروسامان جماعت نے اٹھ کر بیک وقت دو عظیم الشان سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے اور سرحدِ ہندوستان سے لے کر شمالی افریقہ تک۔۔یک لخت آزاد کر دیا''

(الجہاد فی الاسلام مصنفہ مودودی صاحب ص149,148).

اے صالحین تم پر شرعی فرض ہے کہ مفسد حکومتوں پر قبضہ کر لو

آپ نے اگلا اعلان کرتے ہوئے اپنے رسالے ترجمان القرآن میں صالحین کو حکومتوں پر قبضے کرنے کا پروگرام دیتے ہوئے فرمایا

'' جب صالحین کا گروہ منظم ہو ان کے پاس طاقت موجود ہو۔اہل ملک کی



عظیم اکثریت ان کے ساتھ ہو یا کم ازکم اس بات کا ظنِ غالب ہو کہ عملی جدوجہد شروع ہوتے ہی اکثریت ان کا ساتھ دے گی اور کسی بڑی تباہی وخونریزی کے بغیر مفسدین کے اقتدار کو ہٹا کر صالحین کا اقتدار قائم کیا جا سکے گا ۔ اس صورت میں بلاشبہ صالحین کی جماعت کو نہ صرف حق حاصل ہے بلکہ ان کے اوپر یہ شرعی فرض ہے کہ وہ اپنی طاقت منظم کر کے ملک کے اندر بزورِ شمشیر انقلاب برپا کر دیں۔اور حکومت پر قبضہ کر لیں‘‘

(ترجمان القرآن جلد 33 ص 242)

آزاد اسلامی ملک صرف اور صرف صالحین کی تلوار سے بذریعہ جمہوری جدوجہد نہیں

جناب مودودی صاحب صالحین اوران کی شمشیروں سے حکومتوں کے تختے الٹ کر نیا ملک بنانے کے اعلان کرنے میں مصروف تھے کہ انہیں دنوں مسلمانانِ برصغیر نے لاہور کے منٹو پارک میں حضرت قائداعظم کی سربراہی میں 23 مارچ 1940 کو قراردادِ مقاصد منظور کر لی ۔اس عظیم اجلاس میں قائداعظم نے مسلم اکثریت کے علاقوں کے لئے آزاد اور خودمختار ریاست کا مطالبہ کر دیا۔آپ کی آواز پر ہندوستان کے مسلمان ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے ۔مگر جناب مودودی صاحب کو ایسا جمہوری ملک قبول نہیں کیونکہ ان کے خیال میں ایسا نیا ملک ’’صالحین کے ذریعہ تختہ الٹ کر‘‘’ بزورشمشیر انقلاب برپا‘‘ کے مقابل ’’غیر مسلموں کے ملک سے بھی بدتر‘‘ اور’’ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت‘‘ ہوگی اور ایسا ملک سیدھا نہیں ’’الٹا قدم‘‘ ہوگا۔‘‘

تحریک آزادی سے ملنے والا ملک الٹا قدم ہوگا

آپ نے 12 ستمبر 1940 کو قرارداد پاکستان پر تنقید کرتے ہوئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ہال میں ایک مقالہ پڑھا اور قرارداد مقاصد پاکستان اور قائداعظم کا مذاق اڑاتے ہوئے فرمایا۔

’’ہمارے ہاں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی تنظیم (مسلم لیگ) تمام دردوں کی دوا ہے۔اسلامی حکومت ۔کے مقصد تک کی سبیل یہ سمجھی جا رہی ہے کہ مسلمان قوم جن افراد سے مرکب ہے وہ سب ایک مرکز پر جمع ہوں۔۔اس کے نتیجے میں ایک قومی حکومت بھی میسر آ سکتی ہے ۔۔لیکن اسلامی انقلاب اور اسلامی حکومت کے مقصد تک پہنچنے کے لئے یہ پہلا قدم بھی نہیں بلکہ وہ الٹا قدم ہے۔ یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔۔۔۔یہ اخلاقی حالت جس قوم کی ہو اس کی تمام کالی اور سفید بھیڑوں کو جمع کر کے ایک منظم گلہ بنا دینا اور سیاسی تربیت سے ان کو لومڑی کی ہوشیاری سکھانا یا فوجی تربیت سے ان میں بھیڑیئے کی درندگی پیدا کرنا جنگل کی فرمانروائی حاصل کرنے کے لئے تو ضرور مفید ہو سکتا ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ اس سے اعلائے کلمۃ اللہ کس طرح سے ہو سکتا ہے‘‘

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے زیرِ عنوان خام خیالیاں طبع اول ص 17 تا 21)

تحریک آزادی سے ملنے والا جمہوری ملک غیر مسلم حکومت سے بھی بدتر ہوگا

پھر آپ نے صالحین کے انقلاب کے مقابل تحریک پاکستان کی جمہوری جدوجہد کی مخالفت کی وجہ بتاتے ہوئے ذکر فرمایا

’’ بعض لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر اسلامی طرز ہی کا سہی مسلمانوں کا قومی اسٹیٹ قائم تو ہو جائے۔ پھر رفتہ رفتہ تعلیم وتربیت اور اخلاقی اصلاح کے ذریعہ سے اس کو اسلامی اسٹیٹ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔مگر میں نے تاریخ، سیاسیات، اور اجتماعیات کا جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے اس کی بنا پر میں اس کو ناممکن سمجھتا ہوں۔۔۔اب میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جو قومی اسٹیٹ جمہوری طرز پر ہوگا۔۔اس ذریعہ سے اقتدار تو ان ہی لوگوں کو ملے گا جو مردم شماری کے رجسٹر میں تو چاہے مسلمان ہوں مگر اپنے نظریات اور طریق کار کے اعتبار سے جن کو اسلام کی ہوا بھی نہ لگی ہو۔اس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اس مقام پر کھڑے ہیں جس مقام پر غیر مسلم حکومت میں تھے بلکہ اس سے بھی بدتر مقام پر۔ کیونکہ وہ قومی حکومت جس پر اسلام کا نمائشی لیبل لگا ہوا ہوگا اسلامی انقلاب کا راستہ روکنے میں اس سے بھی زیادہ جری و بے باک ہوگی جتنی غیر مسلم ہوتی ہے‘‘

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے زیرِ عنوان خام خیالیاں طبع اول



ص17 تا21)

تحریک آزادی سے ملنے والا جمہوری ملک مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی

آپ نے اپنی ایک اور تصنیف سیاسی کشمکش حصہ سوئم میں اسی نقطعہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

'' جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت والے علاقے ہندو اکثریت سے آزاد ہوجائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہوجائے تو اس طرح حکومت الہیٰ قائم ہوجائے گی۔ان کا یہ گمان غلط ہے۔دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔اس کا نام حکومت الہیٰ رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے''

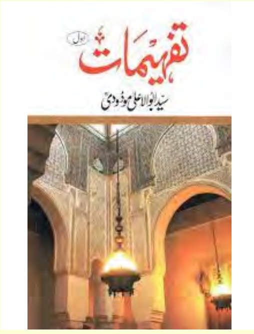
(سیاسی کشمکش حصہ سوئم طبع اول ص 117

میرے جماعت اسلامی کے خدائی فوج دارو اٹھو تمہیں اقتدار پر قبضہ کئے بغیر کوئی چارہ نہیں

آپ نے آخری بند کے طور پر یہ واضح کر دیا کہ الہی حکومت کا قیام ،صالحین کی جماعت ، اور اقتدار پر بزور شمشیر قبضہ کرنے والی طاقت کوئی اور نہیں۔میری ہی بنائی ہوئی جماعت اسلامی ہے۔کوئی غلط فہمی میں نہ رہے کہ میں کسی خیالی صالحین کی جماعت کو تلوارے اٹھانے اور مفسدین کی حکومتوں پر قبضے کے پروگرام دے رہا ہوں یعنی یہی چراغ جلے تو روشنی ہوگی

آپ نے فرمایا

'' یہ مذہبی تبلیغ کرنے والے واعظین (preachers) اور مبشرین (missionaries) کی جماعت نہیں ہے۔بلکہ خدائی فوج داروں کی جماعت ہے۔ اور اس کا کام یہ ہے کہ دنیا سے ظلم، فتنہ، فساد، بد اخلاقی ،طغیان، اور ناجائز انتفاع کو بزور مٹا دے۔۔لہذا اس پارٹی کے لئے حکومت کے اقتدار پر قبضہ کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔کیونکہ مفسدانہ نظام تمدن ایک فاسد حکومت کے بل پر ہی قائم ہوتا ہے۔اور ایک صالح نظام تمدن اس وقت کی طرح قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ حکومت مفسدین سے مسلوب ہو کر مصلحین کے ہاتھ میں نہ آجائے''



(تفہیمات زیرعنوان جہاد فی سبیل اللہ حصہ اول طبع چہارم ص 71)

یاد رکھیں اسلامی انقلاب شدہ علاقے میں روائتی مسلمانوں کو ایک سال کا نوٹس دیا جائے گا کہ یا باقاعدہ غیر مسلم ہونے کا اعلان کر دو یا صالحین کے ملک سے نکل جاؤ۔ورنہ

آپ نے صالحین کے انقلاب شدہ علاقے میں پہلے تو عام مسلمان یعنی مختلف فرقوں کے بارے میں فرمایا کہ

'' خدا کی شریعت کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بناء پر اہلحدیث ، دیوبندی، شیعہ ،سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔یہ امتیں جہالت کی پیداوار ہیں''

(خطبات صفحہ 76 بارہفتم از جناب مودودی صاحب)

اب اس کے بعد پروگرام دیتے ہوئے فرمایا کہ ان ''جاہل امتیوں'' سے ''ہم صالحین'' کیسے نبٹیں گے

'' جس علاقہ میں اسلامی انقلاب رونما ہو وہاں کی مسلمان آبادی کو نوٹس دے دیا جائے کہ جو لوگ اسلام سے اعتقاداً وعملاً منحرف ہو چکے ہیں۔اور منحرف ہی رہنا چاہتے ہیں۔وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے اندر اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظام اجتماعی سے باہر نکل جائیں۔ اس مدت کے بعد ان سب لوگوں کو جو مسلمانوں کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں مسلمان سمجھا جائے گا۔تمام قوانین اسلامی ان پر نافذ کئے جائیں گے۔فرائض و واجبات دینی کے التزام پر انہیں مجبور کیا جائے گا۔اور پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے گا''

(ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں ص 81,80)

یہی وہ نقطعہ معراج ہے جس سے آج طالبان الہام حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک پاکستان کے تمام ارباب حل وعقد غیر صالح ہیں اور ان کا نظام حکومت اور طریقہ حکومت غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ ہے لہذا اب ان کو حکومت کرنے یا زندہ رہنے کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔اس لئے وہ بار بار نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں اور پاکستان میں الہی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔اور ان کے نزدیک بقول مودودی صاحب یہ ''غیر صالح'' لوگوں کا گروہ ہے اور جب

حکومت غیر صالح ہے تو ''صالح'' غیر صالح کے مقابل میں ''افضل'' ہیں اور انہوں نے غیر صالح ہو کر حکومت کا حق خود اختیاری کھو دیا ہے ایسے میں

''اصلح لوگوں کو حکومت کا حق حاصل ہو جاتا ہے''

اس لئے جب کوئی سادگی میں یہ پوچھتا ہے کہ طالبان کا کون اسلام ہے ؟ اور کہاں سے آیا تو میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ مودودی صاحب کا اسلام ہے۔ اور جو سوات میں شریعت کے نفاذ کے نام پر لوگوں کو چوکوں چوراہوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا گیا تو کیا یہ کوئی حادثاتی واقعات تھے؟ نہیں بالکل نہیں۔ یہی تو مودودی صاحب نے اعلان فریا ہوا تھا کہ ایسے روائتی مسلمان، ہم صالحین کے علاقے چھوڑ جائیں یا غیر مسلم ہونے کا اعلان کر دیں۔ نہیں تو قتل کے لئے تیار ہو جائیں۔ طالبان کا اور کیا قصور ہے۔ صرف یہی ناں کہ انہوں نے جماعت اسلامی کے صالحین سے قبل ہی مودودی صاحب کا یہ خواب پورا کر دیا ہے

خدا تعالیٰ کو نصیحت یا دھمکی

یہاں تک تو بات ٹھیک تھی کیونکہ بندوں کے درمیان تھی اس لئے لوگوں نے بھی ہضم کر لی کہ وہ اپنے کو صالح اور دوسروں کو غیر صالح قرار دے رہے تھے مگر پھر یہی کامیابی اُن کو مسٹر ایمری والی پوزیشن میں لے گئی اور یہاں اُنہوں نے ہدائت اور منبع ہدائت اور مرسلین ہدائت کی عصمت پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ اور اپنے آپ کو اتنا بڑا بلند کر لیا کہ جب میں موجود ہوں تو پھر کسی اور شخص کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ضرورت ہی نہیں تو پھر اللہ نے اگر بھیج بھی دیا تو میں اُسکا انکار کر دوں گا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں مودودی صاحب مسٹر ایمری بن گئے تو جماعت اسلامی ٹائی ٹینک کے روپ میں ڈھل گئی۔ شائد اسی لئے مسٹر ایمری بھی ٹائی ٹینک کو ڈوبتا چھوڑ کر نکل بھاگے اور امریکہ جا پہنچے اور مودودی صاحب بھی جماعت اسلامی کو پاکستان میں چھوڑ کر امریکہ جا وارد ہوئے تھے۔ آپ نے دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا

''اگر بفرض محال نبوت کا دروزہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو بھی ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کر دیں گے''۔ (ختم نبوت، صفحہ 40 مطبع ڈے ٹائم پرنٹر لاہور ناشر ادارہ ترجمان القرآن غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

پھر آپ نے اس صفحے پر موٹا عنوان لگایا ہے کہ ''نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے''۔ (ختم نبوت، صفحہ 43)

اور آپ کے اس عقیدہ کی آپ کے دوست اور دست راست جناب ابو الحسن ندوی صاحب نے یوں تشریح کی''

''عقیدہ ختم نبوت دراصل نوع انسانی کے لیے ایک شرف امتیاز ہے وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے......اب انسان کو کسی نئی وحی کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں اب آسمان کی طرف دیکھنے کی بجائے......زمین کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو انسان ہمیشہ تذبذب اور غیر اعتمادی میں رہے گا۔ وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کی بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا۔ وہ ہمیشہ اپنے مستقبل کی طرف سے غیر مطمئن ہوگا''۔ (قادیانیت صفحہ 182۔185)

ہم کوئی بچے ہیں جو آسمان کی طرف دیکھیں۔ بالغ ہو گئے ہیں۔ خود اپنا اچھا برا سمجھتے ہیں اور اللہ جی اگر آپ نے پھر بھی زور زبردستی کوئی ہمیں سمجھانے یا ہماری تربیت کے لئے بھیج دیا تو میں بتا رہا ہوں ہم انکار کر دیں گے۔ جناب مودودی صاحب تو اپنے دعاوی کے ساتھ دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں مگر ان کے صالحین کی جماعت کو ان کے اپنے ہی بیٹے تاریخ کے کٹھرے میں گھسیٹ لائے ہیں۔ اور دکھاتے ہیں کہ خدائی فوج دار ایسے" بالغ "اور" زمینی لوگ" تقویٰ کی کیا کیا اعلیٰ مثالیں قائم کر رہے ہیں۔

امیر جماعت بننے کے لئے دوڑ دھوپ اور فراڈ انتخابات

آپ لکھتے ہیں'' کہاں جماعت کے انتخاب میں کنویننگ ممنوع تھی کہاں کھل کر یہ سارا کام شروع ہو گیا ہے۔ جب غلام اعظم صاحب، قاضی حسین احمد، منور حسن حتیٰ کہ سراج الحق یہ سب فراڈ انتخابات سے امیر بنے" جناب عبد الحفیظ صاحب ناظم انتخابات کو سراج الحق کی کامیابی کے اعلان کے لئے مجبور کیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق صاحب سے اتنی مراعات لیں کی جماعت ضیاء صاحب کی بی ٹیم مشہور ہو گئی۔ میاں طفیل صاحب نے کئی دفعہ اپنے لئے اور اپنے اعزہ کے لئے جناب ضاء الحق صاحب سے سفارشیں کیں۔ ایک ایسا موقعہ آیا کہ بالاآخر جنرل صاحب نے ناگواری کا اظہار کر دیا (ص145)

"پلاننگ کمیشن کے چیئرمین اور منسٹری کا عہدہ جنرل ضیاء نے جماعت اسلامی کے کوٹے کے لئے پروفیسر خورشید احمد صاحب کو دیا تھا۔ اس عہدہ سے قبل بھی جنرل ضیاء نے خورشید صاحب پر نوازشات شروع کر دی تھیں۔ ان کو پی آئی اے کی انکوائری کروانے کی ذمہ داری دی گئی جو انہوں نے اپنے ادارے آئی پی ایس سے کروائی۔ اس انکوائری کے عوض ایک خطیر رقم موصوف کو ادا کی گئی۔ اس فائل پر ایک افسر نے لکھا کہ یہ بالکل فیک اور بچگانہ سی انکوائری ہے چنانچہ اس پر کوئی پے منٹ نہ کی جائے۔ جنرل ضیاء صاحب نے فوری ادائیگی کی اس کے علاوہ اسلام آباد کے بلیو ایریا میں ایک نہائیت قیمتی پلاٹ بھی ان کو مفت دیا" ص149

جمیعت اسلامی کی غنڈہ گردیاں

"زبردستی اساتذہ کا ٹرانسفر اور طلبہ کا ایڈمشن، اور دوسری من مانیوں کو دیکھ کر بہت سے اساتذہ اور طلبہ نے امیر جماعت اسلامی اور نعیم صدیقی صاحب کو شکایات کرنا شروع کر دیں۔ بے شمار خطوط موصول ہونے لگے تو نعیم صدیقی صاحب نے اشارات میں لکھنا شروع کر دیا۔۔ اس وقت قاضی صاحب کی امارت کا دور شروع ہو چکا تھا۔ بقول نعیم صدیقی صاحب ایک دن صبح صبح قاضی صاحب ان کے فلیٹ پر جا پہنچے دعا سلام کے بعد انتہائی تحکمانہ لہجے میں فرمایا۔ جماعت کا فلیٹ خالی کرو اور اگلے ماہ سے اشارات میں خود لکھا کروں گا اور سلام دعا کے بغیر ہی چلے گئے" ص182

نوازشریف سے ریپوں کے بریف کیس

"ایک دفعہ کا ذکر مجھ سے محمد صلاح الدین صاحب (جسارت اور تکبیر کے ایڈیٹر) نے کیا جس کی تصدیق جناب الطاف حسن قریشی نے بھی کی۔ میاں محمد نواز شریف کی پہلی وزارت عظمیٰ کے دوران ایک ملاقات کے سلسلے میں وزیر اعظم کے دفتر میں جناب صلاح الدین الطاف حسن قریشی اور غالباً مصطفیٰ صادق داخل ہو رہے تھے تو وزیر اعظم کے دفتر سے قاضی حسین احمد پروفیسر خورشید اور جماعت کے ایک اور معروف راہنما باہر نکل رہے تھے نکلنے والے تینوں حضرات کے ہاتھوں میں بڑے سائز کے بریف کیس تھے۔ صلاح الدین صاحب سے ملاقات میں نوازشریف نے بتایا کہ انہوں نے تینوں کو بہت بڑی رقم فراہم کی ہے" ص150



یہ سب کچھ دیکھ کر مولانا مودودی صاحب نے جماعت اسلامی سے استعفیٰ دے دیا۔ اس پر مودودی صاحب کی ہی قائم کردہ "اسلامی ریسرچ اکیڈمی" سے وابستہ جناب مصباح الاسلام فاروقی صاحب نے ایک پمفلٹ لکھ کر شائع کیا اور استعفیٰ واپس لینے کی اپیل کی۔ اس اکیڈمی کے انتظامی سربراہ جناب منور حسن صاحب انہوں نے فی الفور فاروقی صاحب کی تنخواہ اور مراعات منقطع کر دیں اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا اب تم اگر گھٹنوں کے بل چل کر بھی آئے تو کچھ نہیں ملے گا" ص140

جناب مودودی صاحب آپ نے کیا فرمایا تھا کہ اللہ میاں ہم بالغ ہو گئے ہیں۔ اب اپنے مجدد مہدی امتی نبی سب اپنے پاس رکھ۔ ہم جوان ہیں اپنا اچھا برا جانتے ہیں اگر بھیجے تو ہم نے کوئی نہیں ماننا۔ لو سرکار نہ مانو اب یہ "بالغ" "خدائی فوج دار" اپنے جوہر دکھاتے ہوئے غنڈہ گردی بھی کرتے ہیں۔ بریف کیس بھر بھر کر پیسے بھی بٹورتے ہیں۔ جھوٹی انکوائریاں ڈال کر مال بھی بناتے ہیں۔ پلاٹ بھی حاصل کرتے ہیں۔ اور تو اور خود آپ کو نکال باہر کرنے کی کھلم کھلا باتیں بھی کرتے ہیں۔ آپ پر بے دیدگی سے تنقید کرتے ہیں۔ آپ دلبرداشتہ ہو کر استعفیٰ نہیں دیتے بلکہ آپ کو اتنا زچ کرتے ہیں کہ آپ ان سے دور چلے جانے میں عافیت ڈھونڈتے ہیں۔ یہ آپ کی جماعت اسلامی نہیں رہی۔ یہ آپ کے خدائی فوج دار نہیں رہے یہ منور حسن اور قاضی حسین احمد اور حافظ محمد ادریس کی ٹیم رہ گئی ہے۔ تو مولانا آپ کا ٹائی ٹینک بھی ڈوب گیا۔ کیونکہ آپ نے خدا کو ہی جواب دے دیا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ بھی مسٹر ایمری کی طرح اپنا ٹائی ٹینک چھوڑ کر امریکی ساحل کی طرف ناکام و نامراد کیوں بھاگے؟

❀❀❀❀❀❀❀

دیوبندی تہذیب کی جھلک

دیوبندی حضرات کی طرف سے اہل حدیث کے فقہی مسائل کا اس طرح سے مذاق اُڑایا گیا ہے

اہل حدیث ہوٹل (فرقہ جدید نہاد اہلحدیث)

صبح کی نہاری نہ دکھ نہ بیماری

آیئے تشریف رکھئے یہ اہل حدیث ہوٹل ہے

گاہک : جناب بڑا گوشت ہے۔

بیرا: جی ہاں ہاتھی، خچر، گھوڑے کا ہر ہر عضو حلال اور پکا ہوا تیار ہے۔ کنزالحقائق ص186

گاہک : جناب یہ جانور۔ مرزائی۔ سکھ اور ہندو سے ذبح کرائے ہیں۔



بیرا: کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ (عرف الجادی ص 10)

گاہک : جناب ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھی نہیں پڑھی گئی۔

بیرا: آپ کھاتے وقت پڑھ لینا۔ (عرف الجادی ص 239)

گاہک : جناب چھوٹا گوشت بھی ہے۔

بیرا: جی ہاں۔ بچھو۔ جنگلی بلا۔ بحری کتا۔ بحری خنزیر انکا گوشت ہے۔ کنزالحقائق ص 184

گاہک :۔ جناب یہ بھی کافر کے ذبح کئے ہوئے اور بغیر بسم اللہ کے ذبح کئے ہوئے ہیں۔

بیرا:۔ جی ہاں جناب پرندوں کا گوشت بھی ہے۔ جناب گدھ۔ کوا۔ چمگادڑ کا گوشت حاضر ہے ۔ (کنزالحقائق ص 184) اور جناب یہ پرندے ذبح کئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ بندوق کی گولی سے مرے ہوئے ہیں ۔ (فتاوی ثنائیہ ص132 ج2)

گاہک :۔ اور اچار؟

بیرا:۔ جناب مینڈک۔ بحری سانپ کا اچار ہے کیونکہ ہر بحری جانور حلال ہے۔ (عرف الجادی ص 238

گاہک :۔ جناب کوئی نمکین چیز بھی ہے؟

بیرا:۔ جی ہاں ہمارے مذہب میں خشکی کا ہر وہ جانور حلال ہے جس میں خون نہ ہو۔ (بدور الاہلہ ص238) اس لئے ہم کیڑے مکوڑے۔ مچھر۔ بھڑیں وغیرہ نمک لگا کر دانوں کی طرح بھون لیتے ہیں۔

گاہک :۔ یہ روٹی کیسی ہے؟

بیرا:۔ جناب ہم شراب (خمر) میں آٹا گوندھ کر روٹی تیار کرتے ہیں۔ (نزل الابرار ص 89 ج3)

گاہک :۔ جناب کوئی آئس کریم یا کسٹرڈ بھی بناتے ہو؟

بیرا:۔ کیوں نہیں۔ جی ہاں ہمارے مذہب میں منی پاک ہے ایک قول میں کھانا بھی جائز ہے۔ (فقہ محمدیہ ص46 ج1) اسلئے ہم منی کی آئس کریم اور کسٹرڈ تیار کرتے ہیں۔

گاہک :۔ اور چائے؟

بیرا:۔ جناب چائے پینا کسی حدیث سے ثابت نہیں البتہ اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم حدیث میں ہے وہ ہاف سیٹ حاضر ہے۔

گاہک :۔ یہ رہنے دو۔ یہ بتاؤ کہ بھینس کا دودھ مل جائے گا؟

بیرا:۔ جی نہیں۔ بھینس کا لفظ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی بھینس کا دودھ، دہی، مکھن، گھی کھایا ہو یا لسی پی ہو تو دودھ کا کیا بنے گا؟ ہمارے مذہب میں داڑھی والا بابا بھی عورت کی پستان نوشی کر سکتا ہے۔ (نزل الابرار ص77 ج2) اسلئے دودھ کے لئے عورتیں موجود ہیں پستان نوشی فرمایئے۔

گاہک :۔ تو آپ گھی کی جگہ ڈالڈا استعمال کرتے ہیں؟

بیرا:۔ جی نہیں۔ ڈالڈا کا استعمال بھی حدیث سے ثابت نہیں اسلئے ہم منی ہی سے یہ کام لیتے ہیں۔

گاہک :۔ اگر یہ نعمتیں کھا کر درد ہو جائے تو گولی مل جائے گی؟

بیرا:۔ جناب آج کل جتنی ادویات استعمال ہو رہی ہیں ان میں سے کسی کا نام حدیث میں موجود نہیں البتہ ہمارے ہاں حلال جانوروں کا پیشاب۔ پاخانہ بطور ادویات استعمال کرنا جائز ہے۔

(ستاریہ ص56 ج1۔ ثنائیہ ص68 ج2) اس لئے شربت بزوری کی جگہ خچر کا پیشاب اور شربت صندل کی جگہ گھوڑے کا پیشاب A.P.C کی جگہ بکری کی مینگنی مل سکتی ہے۔

منجانب: اہل حدیث ڈائٹ کارنر حدیث نگر پاکستان



کابل سے مہدی آباد تک

چوہدری نعیم احمد باجوہ

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

بے شک صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید نے وہ نمونہ دکھایا جو رہتی دنیا تک شہدائے احمدیت کے سروں کا تاج رہے گا۔ اس جوانمرد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے براہ راست اکتساب نور کیا۔ قادیان دارالامان میں آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ آپ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔ افغانستان واپسی پر صبر و رضا، ہمت و جوانمردی، شجاعت و دلیری، قوت ایمانی کا عظیم الشان نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال ملنا محال ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی تعریف و توصیف میں یہ گواہی دے کر آپ کو اہل ایمان کی صفوں میں سب سے آگے کھڑا فرما دیا ہے:

''اُس کی ایمانی قوت اِس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اُس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10)

صاحبزادہ صاحب نے جس انداز سے تاج شہادت اپنے سر پر سجایا وہ آپ ہی کی شان تھا اس پر سید الشہداء کا خطاب ملنا بھی آپ ہی کو جچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جماعت کے لئے ایک نمونہ قرار پائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 60)

''خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔۔۔ اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 58)

روحانیت کا نیا پودہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کی شہادت سے نیک تفاؤل لیتے ہوئے فرمایا کہ اس قربانی کو دیکھ کر اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے جس سے نئے روحانی پودوں کی آبیاری ممکن ہوگی۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 75-76)

11 رجنوری 2023ء کو مہدی آباد برکینا فاسو میں صحرائے اعظم کے مکین صبر و استقامت اور جرأت ایمانی کا وہ معیار قائم کر گئے ہیں جو بلندیوں میں آسمانوں کو چھو رہا ہے۔ حضرت خبیب بن عدیؓ جیسی دلیری اور حضرت شہزادہ عبداللطیفؓ جیسی استقامت کے اجتماع کا اظہار ہوا ہے۔ ان جاں نثاروں کو

معلوم تھا کہ جان بخشی کے لئے مطالبہ صرف ایک حرفِ انکار ہی تو ہے۔لیکن غیرت ایمانی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایسا اظہار ممکن نہ ہوا۔دشمن مات کھا گیا۔ وہ باوجود طاقت ور ہونے کے ہار گیا۔اسلحہ ہاتھ میں رکھتے ہوئے بھی نہتے مومنین سے شکست کھا گیا۔ یہ بادیہ نشین ایمان کی وادیوں کے ایسے شہ سوار ثابت ہوئے کہ ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے لفظ چھوٹے پڑ گئے ہیں۔ارض بلال پر وہ کرامت ظاہر ہوئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور جس کے اثمار صدیوں تک محسوس کئے جائیں گے۔مہدی آباد کے تماشق باشندوں کی جرأت کو سلام۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''تذکرۃ الشہادتین'' میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔پس ہم گواہ ہیں کہ آج افریقہ کے رہنے والوں نے اس کا نمونہ دکھا دیا اور قائمقامی کا حق ادا کر دیا۔''

(خطبہ جمعہ 20؍جنوری 2023ء)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی نسبت لکھا ہے:

''مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا نمونہ دیکھ لو کہ کس صبر اور استقلال سے انہوں نے جان دی ہے۔ایک شخص کو بار بار جان جانے کا خوف دلایا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی امید دلائی جاتی ہے کہ اگر تو اپنے اعتقاد سے بظاہر توبہ کر دے تو تیری جان نہ لی جاوے گی مگر انہوں نے موت کو قبول کیا اور حق سے روگردانی پسند نہ کی۔اب دیکھو اور سوچو کہ اسے کیا کیا تسلی اور اطمینان خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہوگا کہ وہ اس طرح پر دنیا و مافیہا پر دیدہ دانستہ لات مارتا ہے اور موت کو اختیار کرتا ہے۔اگر وہ ذرا بھی توبہ کرتے تو خدا جانے کیا کچھ اس کی عزت کرتی تھی۔مگر انہوں نے خدا کے لئے تمام عزتوں کو خاک میں ملایا اور جان دینی قبول کی۔کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ آخر دم تک اور سنگساری کے آخری لمحہ تک ان کو مہلت توبہ کی دی جاتی ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میرے بیوی بچے ہیں، لاکھ ہا روپے کی جائیداد ہے، دوست یار بھی ہیں۔ان تمام نظاروں کو پیشِ چشم رکھ کر اس آخری موت کی گھڑی میں بھی جان کی پروا نہ کی۔ آخر ایک سرور اور لذت کی ہوا ان کے دل پر چلتی تھی جس کے سامنے یہ تمام فراق کے نظارے ہیچ تھے۔اگر ان کو جبراً قتل کر دیا جاتا اور جان کے بچانے کا موقعہ نہ دیا جاتا تو اور بات تھی۔۔۔مگر ان کو بار بار موقعہ دیا گیا باوجود اس مہلت ملنے کے پھر موت اختیار کرنی بڑے ایمان کو چاہتی ہے''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 196)

سر قلم کر دیں لیکن انکار ممکن نہیں

امام الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب کے الفاظ کی بازگشت رہتی دنیا تک سنائی دے گی ''میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔جس صداقت کو میں نے پالیا ہے اس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں۔''

جس راہ حق پر چل کر امام ابراہیم بی دیگا صاحب قربان ہو گئے اسی راہ پر آپ کے بعد ایک ایک شہید چلتا رہا۔رضائے یار میں سر پیش کرتے چلے گئے۔گولیاں ٹھنڈی ہوتی رہیں لیکن انکار کے الفاظ ادا نہ کئے۔دشمن حیران اور ششدر کہ کن دیوانوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔پر اسے کیا معلوم کہ حلاوت ایمانی کیا ہوتی ہے۔ہر ایک کو موت کا خوف دلایا جاتا ہے۔ایک ایک کو جان بچانے کا موقع دیا جاتا ہے کہ اگر اپنے عقائد سے توبہ کر لے تو جان بخش دی جائے گی۔لیکن ان جری سپوتوں نے بزدلوں کی طرح جینا پسند نہ کیا بلکہ بہادروں کی طرح مقتل میں کھڑے رہے۔حق کے ازلی دشمنوں سے زندگی کی بھیک لینا گوارہ نہ کیا۔وہ نمونہ جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ نے دکھایا تھا وہ آج دور دراز کے صحرائی باشندوں نے زندہ کر دکھایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''برکینا فاسو میں عشق و وفا، ایمان و یقین سے پُر جو نمونہ افریقن احمدیوں نے دکھایا وہ بے مثال ہے۔۔۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی قربانی کے بعد دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 20؍جنوری 2023ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روح کو کامل یقین کے ساتھ پیغام

سال 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں سید الشہداء صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید کا ذکر خیر کر کے حضرت اقدس

مسیح موعودؑ کی روح کو کامل یقین کے ساتھ ایک پیغام دیا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''جماعت کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روح کو میں کامل یقین سے یہ پیغام دے سکتا ہوں۔ اے ہمارے آقا! تیرے بعد تیری جماعت انہی رستوں پر چلی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی جو رستے صاحبزادہ عبداللطیف شہید نے ہمارے لئے بنائے تھے گو ان سے نسبت کوئی نہیں مگر غلامانہ ہم انہی راہوں پر چل رہے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 23/اپریل 1999ء)

برکات بعد میں ظاہر ہوں گی

حضرت مولوی صاحب کی شہادت کے بعد آنے والی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وَمَا رَأَیْنَا ظُلْمًا اَغْیَظَ مِنْ ھٰذَا۔ لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 69-74)

مہدی آبادی ہونے والے سانحہ پر آج ہر دل مغموم ہے۔ افریقہ کی سر زمین پر جماعت احمدیہ نے ایسی قربانی اور ایسی تکلیف دہ صورت حال کا سامنا اس سے پہلے نہیں کیا۔ ہم افریقہ اور برکینا فاسو کو سامنے رکھ کر کہہ سکتے ہیں وَمَا رَأَیْنَا ظُلْمًا اَغْیَظَ مِنْ ھٰذَا۔ لیکن قدرتوں کے مالک خدا سے امید رکھتے ہیں کہ یقیناً مہدی آباد کے شہیدوں کا لہو بھی رنگ لائے گا اور سر زمین برکینا فاسو خدا تعالیٰ کی توحید کے نور سے چمک اٹھے گی۔ ان قربانیوں کے اثمار سے آئندہ آنے والی کئی نسلیں مستفید ہوں گی۔ ان شاء اللہ۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اس خون کی بے شمار برکات ظاہر ہوتی چلی جائیں۔

سانحہ کابل اور سانحہ مہدی آباد میں بعض مشابہتیں

سانحہ کابل اور سانحہ مہدی آباد پر اگر غور کیا جائے تو اس میں کئی مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ سر زمین افریقہ کو ان شہادتوں کے کون کون سے ثمرات عطا ہونے والے ہیں اور دشمنان حق کے لئے کس طرح یہ واقعہ روسیاہی کا باعث بننے والا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

سانحہ کابل	سانحہ مہدی آباد

1۔ زبان

حضرت صاحبزادہ صاحب عربی، فارسی، پشتو اور اردو زبان جانتے تھے۔ آپ بھی چار زبانیں عربی، تماشق، فل فل دے اور فرنچ زبان جانتے تھے۔

2۔ قابلیت

''وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10)

''قبول احمدیت سے قبل امام ابراہیم بی دیگا صاحب کئی دیہات کے چیف امام تھے۔ اس زون کے دیگر علماء آپ کے پاس آ کر بیٹھنے اور اکتساب علم کرنے کو اپنی شان سمجھتے تھے چنانچہ ہر سال کم از کم ایک دفعہ علاقے بھر کے علماء معلمین اور ائمہ آپ کے پاس آ کر قیام کرتے اور فیض پاتے۔ یہ تعداد پانچ سو تک بھی چلی جاتی اور قیام ایک ہفتہ تک ہوتا۔ کہا جا سکتا ہے کہ علاقے کے علماء اور ائمہ کی سالانہ میٹنگ آپ کے پاس ہوا کرتی تھی۔''

(خطبہ جمعہ 20/جنوری 2023ء)

3۔ تلاش حق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحبزادہ صاحب کا بیان تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدّدِ دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہی دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10-11)

امام الحاج ابراہیم بی دیگا صاحب کے شاگرد بیان کرتے ہیں:

قبول احمدیت سے قبل امام صاحب اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ ابھی صداقت

ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ حق اور صداقت کو ماننے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔ جس طرح سینکڑوں کی تعداد میں یہ آئمہ میرے پاس آ کر بیٹھتے اور بظاہر ایک دوسرے کو مسلمان خیال کرتے ہیں لیکن جب صداقت ظاہر ہوگی ماننے والے تھوڑے ہوں گے۔ یہ لوگ میرے پاس سے بھی اٹھ کر چلے جائیں گے۔

4۔امام وقت سے ملاقات اور وفورِ محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 10)

مکرم ناصر سدھو صاحب بیان کرتے ہیں:

جب امام ابراہیم بی دیگا صاحب 2000ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد باہر نکلے تو کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ کے نور کے متعلق تو ہم سُنتے اور پڑھتے تھے مگر کبھی دیکھا نہیں تھا۔ آج اس کے غلام ابن غلام میں اُس نور کو دیکھا ہے اور روحانی لذت محسوس ہوئی ہے۔

آپ کو 2004ء میں برکینا فاسو میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات عطا ہوا۔ اسی طرح 2008ء میں گھانا میں خلافت جوبلی کے جلسہ میں شرکت کی اور حضور انور سے ملاقات کا شرف پایا۔

جب 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو پھر وہی بات کہی جو خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقات کے بعد کہی تھی دیکھو یہ وہی نور ہے اور لذت بھی وہی مگر میں سیر نہ ہو سکا۔ حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم پر ملتے کبھی اپنے بچوں کے جسموں پر ملتے رہے۔

5۔آخری وقت تک تبلیغ

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہیدؓ آخری وقت تک اپنے قاتلوں کو دلائل سے قائل کرتے رہے۔ آپ کے ساتھ علما کا ایک مباحثہ بھی منعقد ہوا۔ یہ مباحثہ جامع مسجد واقعہ بازار کتب فروشی کے مدرسہ سلطانیہ کے احاطے میں طے پایا تھا۔ امام ابراہیم بی دیگا اور آپ کے ساتھی بھی آخری وقت تک دلائل کے ساتھ اپنے قاتلوں کو قائل کرتے رہے اور یہ بحث و مباحثہ مسجد میں ہوا۔

6۔حقائق و معارف کا دودھ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا تا مخالف اس گوشت کو کھاویں اور اس خون کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاویں اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں اور جس پر ان کے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی؟ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا؟ کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دے سکے؟ بے شک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا جب تک کہ وہ دنیا ختم ہو جاوے۔''

احمدیہ مسجد مہدی آباد میں دہشت گردوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے عقائد پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ امام بی دیگا صاحب حقائق و معارف بیان کرتے رہے۔ لیکن بدقسمتی سے انہوں نے حقائق کا وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا۔ پھر ان شہداء نے اپنی جانوں کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا۔

7۔حق سے انکار ممکن نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''امیر صاحب جب اپنے اجلاس میں آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے

اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 56-57)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مسجد کے صحن میں کھڑا کر کے امام ابراہیم بی دیگا صاحب سے کہا کہ اگر وہ احمدیت سے انکار کر دیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ جس صداقت کو میں نے پالیا ہے اس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں۔ ایمان کے مقابلے میں جان کی حیثیت کیا ہے۔'' (خطبہ جمعہ 20رجنوری 2023ء)

8۔ وقت شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے حتی کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا مگر انہوں نے اف تک نہ کی، ایک چیخ تک نہ ماری۔''

(الحکم 6رمارچ 1908ء ملفوظات جلد 10 صفحہ 140)

مہدی آباد میں دہشت گردوں کے مسجد میں آنے سے لے کر تمام افراد کو شہید کر کے جانے تک گھنٹہ سے ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت بنتا ہے۔ اس سارے عرصہ میں وقت شہادت تک ان شہداء نے اف کی، نہ واویلا کیا، نہ شور شرابہ کیا، نہ چیخ ماری۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''دہشت گردوں نے مسجد میں ڈیڑھ گھنٹہ گزار کر اس قدر خوف کی فضاء پیدا کی تھی کہ جس مقام پر شہادتیں ہوئیں شہداء کی لاشیں رات بھر اسی جگہ پڑی رہیں۔'' (خطبہ جمعہ 20رجنوری 2023ء)

9۔ نعش مبارک مقام شہادت پر پڑی رہی

''میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں۔ 8رنومبر 1903ء کو مع عیال خوست سے قادیان پہنچے ان کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں سنگسار کئے گئے تھے۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 126)

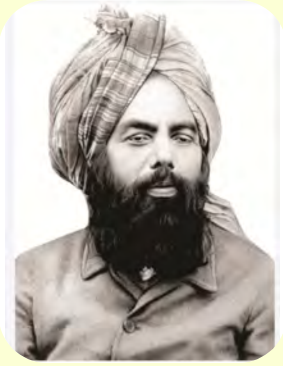
شہداء مہدی آباد کی لاشیں وقت شہادت سے لے کر صبح نو بجے تک کم از کم بارہ تیرہ گھنٹے مقام شہادت پر پڑی رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جس مقام پر شہادتیں ہوئیں شہداء کی لاشیں رات بھر اسی جگہ پڑی رہیں کیونکہ خدشہ تھا کہ دہشت گرد گاؤں سے باہر نہیں گئے اور اگر کوئی لاش اٹھانے گیا تو اسے بھی مار دیا جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ 20رجنوری 2023ء)

(بحوالہ الفضل آن لائن لندن 30 جنوری 2023ء)



اللہ تعالیٰ مومن سے دوست کا واسطہ رکھتا ہے

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)



اُردو زبان اور جماعت احمدیہ

(ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز، لندن)

اللہ کریم کی نشانیوں میں سے ایک نشانی زبانوں کا مختلف ہونا بھی ہے کہ کوئی عَرَبی زبان بولتا ہے تو کوئی دوسری زبان۔ اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَاَلۡوَانِكُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡعٰلِمِيۡنَ

(الروم:23)

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔ یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

زبان کے ذریعے ہی انسان اپنے خیالات، احساسات اور معلومات کو آسانی سے ظاہر کرسکتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً سات ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لیکن ان تمام زبانوں میں سے عربی زبان کو جس قدر خصوصیات حاصل ہیں کسی اور زبان میں یا تو اس کا تصوّر رہی نہیں یا پھر عربی جیسا کمال نہیں۔

حضرت سیّدنا آدم علیہ السّلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی زبان عربی تھی۔ اس اعتبار سے عربی زبان سے زیادہ قدیم زبان آج دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔

قراٰنِ کریم اور رَحمتِ عالَم ﷺ کی مبارک احادیث نیز اسلامی کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی زبان میں ہے یونہی جنّت والوں کی زبان بھی عربی ہوگی۔

اسلام کی روشنی جیسے جیسے دنیا میں پھیلتی چلی گئی ویسے ویسے عربی زبان دنیا بھر میں عام ہوتی چلی گئی حتّٰی کہ اب یہ ان دس زبانوں میں شمار ہوتی ہے جو عالمی سطح پر بولی جاتی ہیں۔

اللہ پاک نے عربی زبان کو دینِ اسلام کی مذہبی و سرکاری زبان کے طور پر متعیّن فرمایا ہے اسی لئے اُمّتِ محمدیّہ کے نبی عربی، کتاب بھی عربی اور آپ کے اصحاب کی ایک تعداد بھی عربی ہے۔ یہی انداز دنیا کی عارضی حکومتوں اور سلطنتوں میں بھی نظر آتا ہے کہ انہوں نے بھی ایک مخصوص زبان اپنا رکھی ہوتی ہے جس میں ان کے ملکی قوانین مرتّب ہوتے ہیں اور حکومت کے ہر شعبہ میں وہی زبان جاری ہوا کرتی ہے۔

عربی زبان میں مُفرَدات اور جملوں کے استعمال میں زیادہ سے زیادہ اختصار سے کام لیا جاتا ہے یعنی جتنا کم سے کم حروف کا لفظ بن سکتا ہو یا جملہ استعمال کیا جا سکتا ہو اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی لئے عربی کا مضمون اپنی جامعیّت اور سَلاست (یعنی روانی اور کمال) کے عُروج پر ہوتے ہوئے بھی دیگر زبانوں کی بنسبت کم سے کم صفحات پر لکھا ہوا نظر آئے گا۔

یوں تو دنیا میں سینکڑوں زبانیں ہیں، اور ہر زبان اہل زبان کے لئیے اہمیت کی حامل ہے، مگر عربی زبان اہل زبان کے علاوہ ان کروڑوں مسلمانوں کے لئے بھی اہمیت کی حامل ہے جو دنیا کے مختلف ممالک میں سکونت پذیر ہیں، کیوں کہ عربی صرف اظہار خیالات اور معاش کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ تفہیم حق اور تفہیم اسلام کا بھی بنیادی ذریعہ ہے۔

یہ سب سے افضل پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور سب سے افضل آسمانی کتاب قرآن کریم کی زبان ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۳﴾

(یوسف:3)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن کے طور پر نازل کیا تاکہ تم عقل کرو۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ

(سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ:193-196)

ترجمہ: اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے اتارا ہوا (کلام) ہے۔ جسے روح الامین لے کر اُترا ہے۔ تیرے دل پر تا کہ تو ڈرانے والوں میں سے ہوجائے۔ کھلی کھلی عربی زبان میں (ہے)۔

ایک دوسرے مقام پہ فرمایا:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

(حٰم السجدہ:4)

ترجمہ: یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں۔ ایک ایسے قرآن کی صورت میں جونہایت فصیح وبلیغ ہے، ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

لہٰذا جب اس کا انتخاب سب سے افضل کتاب کے لئے کیا گیا تو یقیناً یہ تمام زبانوں میں افضل زبان ہوگئی، مگر آج کے دور میں مسلمان اس کی اہمیت سے نہ آشنا ہیں، حالانکہ اسلام کی صحیح تفہیم وسمجھ اسی زبان پر موقوف ہے، اسی وجہ سے علماء نے عربی زبان کو سیکھنا واجب قرار دیا ہے، کیوں کہ عربی زبان کے بغیر ہم نماز جیسے اہم فریضے سے سبکدوش نہیں ہو سکتے، قرآن کی تلاوت بغیر عربی کے ممکن نہیں، اسی طرح شریعت کے قوانین کو بلا واسطہ سمجھنا بھی عربی زبان میں مہارت کا متقاضی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام نے عربی زبان کی خود بھی حفاظت کی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائی، حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:

''عربی زبان سیکھو کیونکہ یہ دین سے ہے۔''

(بیہقی فی شعب الایمان، ایضاح الوقف والابتدا)

اس کے علاوہ حضرت علیؓ نے اس کی حفاظت کے لئے ابوالاسود سے اصول وضوابط تیار کرائے۔ عربی زبان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے عربی زبان کے فقیہ امام ثعلبی فرماتے ہیں:

''جسے اللہ رب العزت سے محبت ہوگی، اسے اللہ کے رسول مصطفیٰ ﷺ سے بھی محبت ہوگی، جسے رسول عربی ﷺ سے محبت ہوگی اسے اہل عرب سے بھی محبت ہوگی، جسے اہل عرب سے محبت ہوگی اسے عربی زبان سے بھی محبت ہوگی، جس زبان میں کتابوں میں سب سے افضل کتاب، سب سے افضل ذات پر نازل ہوئی، جو عربی زبان سے محبت رکھے گا وہ اس کے (سیکھنے سیکھانے اور اس کی حفاظت) کا بھی اہتمام کرے گا اور اس پر توجہ بھی دے گا۔''

(فقہ اللغہ، ص:۱۱۱ دار مہرات للعلوم، قاہرہ)

دنیا بھر کے تمام مسلمان عربی زبان کا نہ صرف احترام کرتے ہیں بلکہ اس کو ایک مقدس زبان سمجھتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ وہ جو عربی ہیں اور جن کی مادری زبان عربی ہے وہ تو خیر ہیں ہی اس زبان کے بولنے اور سمجھنے والے۔ مگر دیگر علاقوں کے مسلمان جو عربی نہیں جانتے وہ بھی عربی کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر بہت کچھ نہ بھی کریں تو یہ ضرور کرتے ہیں کہ جتنا ممکن ہو سکے قرآن کی آیات کا ٹوٹا پھوٹا مطلب جان لیں۔ سر ڈھانپ کر، باادب ہاتھ باندھ کر خاموشی سے قرآن کی تلاوت سننا خواہ سمجھ میں ایک لفظ بھی نہ آرہا ہو، غیر عرب علاقے میں ایک بہت ہی عام نظر آنے والا منظر ہے۔ قرآن کا ادب کرنا، اسے پاکیزگی میں پڑھنا اور اس کی تلاوت کو غور سے سننا سب بہت ضروری ہے مگر یہ قران کا حق نہیں ہے۔ قرآن کا حق تو جب ادا ہوگا جب اسے پڑھا، یا سنا جائے تو اس کو سمجھا بھی جائے۔ قرآن کے احکامات ہمارے لیے ہدایت کا ذریعہ ہیں انہیں سمجھنا اور پھر ان ہدایات پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے اور یہی قرآن کے پڑھنے اور سننے کا حق ہے۔

قرآن کی زبان فصیح عربی ہے جسے آج بھی ادبی مقام حاصل ہے اور باوجودیکہ عربی کے کئی لہجے (مصری، مراکشی، لبنانی، کویتی وغیرہ) پیدا ہو چکے ہیں، قرآن کی زبان کو ابھی تک عربی کے لیے ایک معیار کی حیثیت حاصل ہے۔ عربی کے بڑے بڑے عالم جن میں غیر مسلم بھی شامل ہیں قرآن کی فصیح، جامع اور انسانی نفسیات سے قریب زبان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اتنی بڑی کتاب ہونے کے باوجود اس میں کوئی گرامر کی غلطی بھی موجود نہیں۔ بلکہ عربی حروف ابجد کے لحاظ سے اگر ابجد کے اعداد کو مدنظر رکھا جائے تو قرآن میں ایک جدید تحقیق کے مطابق جو ڈاکٹر راشد الخلیفہ نے کی ہے، قرآن میں باقاعدہ ایک حسابی نظام موجود ہے جو کسی انسان کے بس میں نہیں۔

قرآن میں قصے بھی ہیں اور تاریخی واقعات بھی، فلسفہ بھی ملے گا اور منطق

بھی، پیچیدہ سائنسی باتیں بھی ہیں اور عام انسان کی زندگی گذارنے کے طریقے بھی۔ جب قرآن نازل ہوا اس وقت جو عربی رائج تھی وہ بڑی فصیح تھی اور اس زمانے میں شعروادب کو بڑی اہمیت حاصل تھی لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ قرآن میں کوئی غلطی ہوتی اور دشمن اس کے بارے میں بات نہ کرتے۔ بلکہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس جیسی ایک آیت بھی بنا کر دکھا دیں مگر اس زمانے کے لوگ جو اپنی زبان کی فصاحت اور جامعیت کی وجہ سے دوسروں کو عجمی (گونگا) کہتے تھے، اس بات میں کامیاب نہ ہو سکے۔

''زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے'' (حضرت مسیح موعودؑ)

آپؑ فرماتے ہیں:

''زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا وجود ایک مکان کی طرح ہے جس کا دروازہ یا ڈیوڑھی منہ اور زبان ہے۔ جس کی صفائی ستھرائی گھر کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ضروری ہے جس طرح عام مکانوں اور ڈیوڑھیوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ اور جس طرح مہمان گھروں میں ڈیوڑھیوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں جن میں کپڑے کا پوچا لگا ہوا ہو تو وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک مومن کے وجود کے اندر اس کی ڈیوڑھی یعنی منہ اور زبان کے ذریعہ حلول کرتا ہے۔ جو پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 11 میں ایک مومن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عزّت کے طلبگار یاد رکھیں کہ عزّت، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری نیک اور پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں عمل منتج ہوتے ہیں وہ عمل اُس انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یوں ہیں۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر:11)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے:

آواز کو دھیما رکھنا (لقمان:20)

لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ:84)

اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنہ:13)

قول زور (جھوٹ) سے بچنا (الصّف:3-4)

بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)

بہتان تراشی سے پرہیز (النساء:113)

لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات:12)

غیبت کرنے کی ممانعت (الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف قرآن توجہ دلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

آیئے! احادیث کے وسیع و عریض باغیچہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دو منہ والے انسان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین انسان قرار دیا جو ایک بات کسی سے کہے اور دوسروں کے پاس جا کر اور بات کرے۔

(مسلم کتاب البر والصلہ)

ایک دفعہ آپؐ سے کسی نے نجات کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اَمْسِكْ لِسَانَكَ کہ اپنی زبان روک رکھو۔

(ترمذی باب حفظ اللّسان)

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنی زبان کو اشارہ کر کے یا اُسے پکڑ کر سوال کرنے والے کو سمجھایا کہ اسے روک کر رکھو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں زبان کی حفاظت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

''حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

پھر فرمایا ''تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

پھر فرمایا ''خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی،

بے ہودہ، بے موقع، غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔''
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 381)

پھر نہایت حکیمانہ اور پیارے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو زبان کے درست استعمال کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

''یاد رکھو ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے جس طرح دواؤں کی نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ہے اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہو جاتے ہیں۔ بہت باتیں سُن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔''
(ملفوظات 119۔120 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔''
(ملفوظات جلد 10 صفحہ 16)

پس جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان کی طرح ہے اور اس خاندان کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کا اندازِ کلام نہایت دھیما، شفقت سے بھرا اور پُرکشش ہے ان کے منہ سے موتی بکھرتے ہیں اور ہر انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روحانی خاندان کے سربراہ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنائیں اور ہمارے مونہوں سے بھی موتی جھڑیں جب ہم بات کریں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

(بشکریہ: الفضل آن لائن 27 اپریل 2022)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراہیم:5)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تا کہ وہ انہیں خوب کھول کر سمجھا سکے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب وہ کوئی پیغمبر بھیجتا ہے تو اس کو اس کی قوم کی اعلیٰ ترین زبان کا معجزہ بھی عطا فرماتا ہے اور زبان کا اعجازی نشان عطا فرمانے کا ایک مقصد ہوتا ہے جو معمولی زبان سے حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ مقصد یہ ہے کہ تا وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو خوب کھول کر اور واضح کر کے لوگوں کے سامنے بیان کر دے۔ یُبَیِّن کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول کا کلام تصنّع اور بناوٹ سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ بعض مشکل پسند شعراء و ادباء تکلفاً اوپرے اور نامانوس الفاظ استعمال کر کے پیچیدہ اسلوب میں مضمون بندی کرتے ہیں تا کہ ان کی زبان دانی اور علمیت کا خوب رعب جمے۔ لیکن مامورینِ الٰہی کا کلام انتہائی فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا سادہ اور واضح ہوتا ہے کہ اس سے جہاں عام مخاطب کو بھی ابلاغ ہو رہا ہوتا ہے وہاں اہلِ علم اس کلام کے بحرِ معانی میں ڈوب کر گنجینہ ہائے معارف و دقائق تلاش کرتے ہیں۔ دوسرا یہ آیت اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ جب نبی کی بعثت ہوتی ہے تو اس وقت اس قوم کی زبان اپنا اصلاحی سفر طے کرتے ہوئے اس مرحلے پر پہنچ چکی ہوتی ہے جہاں اس میں تبیان (یعنی خوب کھول کر بیان) ہو سکے۔

سرزمین ہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور اس کی تمام عالم میں اشاعت و غلبے کے لیے حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ کی زبان اردو تھی۔ اس طرح عربی کے بعد اردو زبان آپؑ کی جماعت کی مذہبی زبان بن گئی۔

خلافت کے زیرِ سایہ اردو زبان عالمی زبان بن گئی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد الٰہی وعدوں اور پیش گوئیوں کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آیا، جس نے جماعت کے ننھے پودے کی نگہداشت اور آبیاری کی، جس کا تخم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بویا تھا سو آج یہ تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں دنیا کے دو سو بارہ ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے جماعت کی ترقی کے ساتھ

ساتھ اردو زبان بھی آپ کے غلاموں کے ذریعہ تمام دنیا میں پھیل چکی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

''میں سمجھتا ہوں ایک اور چیز بھی ہے جو ہمیں بھولنی نہیں چاہیے اور وہ یہ ہے کہ بیرون ممالک میں جو لوگ احمدی ہوں گے وہ اردو زبان بھی سیکھیں گے۔ اس لیے اشاعت احمدیت سے اردو زبان کو بھی بہت زیادہ تقویت پہنچے گی۔ انڈونیشیا میں ہمارا مشن قائم ہے۔ وہاں جو لوگ احمدی ہوئے ان میں سے بعض نے اردو زبان سیکھی اور پھر بعض نے اپنے بچوں کو قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھی بھیجا۔ مشرقی افریقہ میں اردو جاننے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو احمدی ہیں۔ بعض لوگ ایسے تھے جو اردو زبان کے بہت ہی مخالف تھے۔ ایک دوست ابوالہاشم صاحب تھے، انہیں احمدی ہونے سے قبل صرف احمدیت سے ہی نفرت نہیں تھی بلکہ وہ اردو زبان کو بھی سننا نہیں چاہتے تھے۔ وہ جب احمدی ہوئے تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کے لیے بڑھاپے میں اردو زبان سیکھی اور پھر اپنے بچوں کو بھی سکھائی۔ اسی طرح عرب ممالک سے بھی بعض دوست آئے ہیں اور انہوں نے اردو زبان سیکھی۔ مسٹر بشیر احمد آرچرڈ انگلینڈ سے آئے اور انہوں نے اردو زبان سیکھی اور مسٹر کنزے جرمنی سے آئے ہیں، وہ بھی اردو سیکھیں گے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ احمدیت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اردو زبان پھیلتی جائے گی۔ یہ لوگ جب واپس جائیں گے اور چونکہ ان میں دوسری زبان سیکھنے کا بہت شوق ہے اس لیے یہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اردو سکھائیں گے اور یہ چیز اردو زبان کی ترقی کا موجب ہوگی۔''

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 70)

اردو زبان کبھی مر نہیں سکتی

یہاں محترم چودھری محمد علی مضطر صاحب مرحوم کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ نامور صحافی اور ادیب مولانا صلاح الدین احمد صاحب بہت اداس اور پریشان تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو کہنے لگے کہ اردو زبان کے مستقبل کا سوچ کر پریشان ہوں کیونکہ یہ زبان اب زوال پذیر ہے اور لوگوں کی اس طرف توجہ نہیں۔ چودھری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اردو زبان کبھی مر نہیں سکتی۔ آپ ربوہ آئیں، ہم آپ کو افریقہ، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا وغیرہ ملکوں کے طلبہ سے ملوائیں گے جو ہماری طرح اردو بولتے، لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ کہتے ہیں مولانا صلاح الدین صاحب یہ بات سن کر بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے کہا آپ نے مجھے یہ خوشخبری سنا کر ایک مردہ جسم میں زندگی کی نئی روح پھونک دی ہے۔ اب میں اطمینان سے اس دنیا سے رخصت ہو سکتا ہوں۔

اے اردو! تو گھبرانا نہیں، تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے

اردو زبان ابھی اپنے لڑکپن میں قدم رکھ رہی تھی کہ ایک صوفی بزرگ خواجہ میر درد صاحب نے اس کی ترقی کے بارے میں ایک پیشگوئی کی جو آج پوری ہو چکی ہے۔ مولانا حکیم سید ناصر نذیر فراق صاحب دہلوی نے حضرت خواجہ میر درد صاحب کی حیات پر ایک کتاب ''میخانۂ درد'' کے نام سے تالیف کی، جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

''چونکہ اردو کے ابھی الڑپنے کے دن تھے اور اسے دل ربائی کے پورے ناز و انداز نہ آئے تھے اس لیے کبھی کبھی فارسی سے یہ مات کھا جاتی اور کھسیانی ہو کر اپنا منہ بنا لیتی تو آپ (خواجہ میر درد) فرماتے: اے اردو! تُو گھبرانا نہیں، تُو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خوب پھلے پھولے گی، تو پروان چڑھے گی۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قرآن حدیث تیری آغوش میں آ کر آرام کریں گے۔ بادشاہی قانون اور حکیموں کی طبابت تجھ میں آ جائے گی اور تو سارے ہندوستان کی زبان مانی جائے گی۔''

(میخانۂ درد صفحہ 152۔153۔ مطبوعہ 1344 ہجری۔ جید برقی پریس)

آج اردو زبان صرف ہندوستان کی زبان نہیں رہی بلکہ خلافت کی برکت سے یورپ اور افریقہ میں بھی اردو بولنے والے موجود ہیں۔ انڈونیشیا، ملائشیا اور عرب بھی اردو زبان سیکھ رہے ہیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کا کلام براہ راست پڑھ اور سمجھ سکیں۔

اردو زبان کا دائمی سرمایہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تائید و تجدید، آنحضرت ﷺ کی صداقت و عظمت اور قرآن کریم کی حقانیت کے اثبات میں بیاسی کتب تحریر فرمائیں جن میں سے پینسٹھ سے زائد کتب اردو زبان میں ہیں۔ اس کے

علاوہ آپ کے ملفوظات، جو سب کے سب اردو ہی میں ہیں، دس جلدوں میں محفوظ ہیں۔ نیز اشتہارات کی تین جلدیں اور آپ کے مکتوبات کی سات جلدیں ہیں۔ یہ اردو زبان میں ایک ایسا دائمی سرمایہ ہے جو نسلاً بعد نسلٍ نہ صرف احمدیوں کے دلوں کو منور کر رہا ہے بلکہ تمام قوموں کے مردہ دلوں کو جِلا بخش رہا ہے۔ آج آپ کی منظومات کو عرب و عجم اور کئی افریقی اور مغربی قوموں کے باشندے ترنم سے پڑھتے اور اس سے روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

''اردو پڑھنا سیکھنا اس لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ہی اس وقت دین کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی تفسیریں، آپ کی کتب، آپ کی تحریرات ہی ایک سرمایہ ہیں اور ایک خزانہ ہیں جو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہیں، جو صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتا سکتی ہیں، جو حقیقی قرآنِ کریم کی تفسیر دنیا کو بتا سکتی ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 فروری 2013ء)

اشاعتِ اسلام کے جدید ذرائع میں سے اہم ذریعہ اردو زبان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف لطیف 'تحفۂ گولڑویہ' میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا اور مسیح موعود کا زمانہ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں ابلاغ کے ایسے ذرائع مہیا فرمائے ہیں جو پہلے وقتوں میں نہیں پائے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے تکمیلِ اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: 4)

اور نیز حسب منطوق آیت

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

(الاعراف: 159)

آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لیے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجیے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام دُنیا کے لیے آیا ہوں اور اب یہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لیے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔''

(تحفۂ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ 262-263)

اردو زبان کا شاندار مستقبل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چونکہ اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکے گی۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 444)

اردو کو نئی زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 29 جولائی 1949ء کو کوئٹہ میں خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہندوستان میں مختلف قوموں اور زبانوں کے اختلاط سے ایک زبان پیدا ہوئی جس کو اردو کہتے ہیں۔ اس زبان کی طرف ہندوستان میں بہت کم توجہ رہ گئی ہے بلکہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس کو بالکل مٹا دیا جائے۔ پنجاب کا شہری طبقہ

اس کا بہت شائق چلا آتا ہے اور اس میں علامہ اقبال اور حفیظ جالندھری جیسے بڑے بڑے شاعر پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اردو زبان کی بہت خدمت کی ہے اور ان کی وجہ سے ہندوستان اور اس کے باہر اردو زبان بہت مقبول ہوگئی ہے۔ مگر پنجاب کے عوام اور غیر تعلیم یافتہ اشخاص ابھی اس سے بہت دور ہیں اور انہیں اس میں کلام کرنا دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس میں بات کریں تو طریق گفتگو غیر زبان دانوں کا سا معلوم ہوتا ہے۔ یوں تو غیر مادری زبان میں گفتگو کرتے وقت ہمیشہ مشکلات پیش آتی ہیں اور لازمی طور پر لہجہ میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اگر آپس میں اردو زبان میں ہی گفتگو کی جائے تو اس میں مہارت حاصل کر لینا کوئی مشکل امر نہیں۔

پس میں آپ کو ایک نصیحت تو یہ کروں گا کہ اردو کو نئی زندگی دو اور ایک نیا لباس پہنا دو۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اس زبان میں ہی گفتگو کیا کریں۔ جب ہم اردو میں ہی گفتگو کریں گے تو لازمی بات ہے کہ بعض الفاظ کے متعلق ہمیں یہ پتا نہیں لگے گا کہ ان کو اردو زبان میں کس طرح ادا کرتے ہیں۔ اس پر ہم دوسروں سے پوچھیں گے اور اس طرح ہمارے علم میں ترقی ہوگی۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن انسان کو بڑی عمر میں بھی ان کی سمجھ نہیں آتی، لیکن جب وہ ایک زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دے تو ان پر عبور حاصل کر لیتا ہے۔ پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ پنجابی زبان چھوڑ دیں اور اُردو کو، جو اَب بے وطن ہو گئی ہے، اپنائیں۔ یہ بھی ایک بڑا مہاجر ہے۔ جس طرح مہاجروں کو زمینیں مل رہی ہیں، چاہیے کہ اسے بھی اپنے ملک میں جگہ دی جائے اور اسے اتنا رائج کر دیا جائے کہ آہستہ آہستہ یہ ہماری مادری زبان بن جائے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جن کے خیال میں پنجابی زبان کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ میرے نزدیک اردو زبان کو ہی ہمیں اپنی زبان بنا لینا چاہیے اور اسے رواج دینا چاہیے۔ ملک کے کناروں پر اور پہاڑوں پر کہیں کہیں پنجابی زبان باقی رہ جائے تو حرج نہیں۔ اگر کسی کو پنجابی زبان سننے اور بولنے کا شوق ہوگا تو وہاں جا کر سن لے گا یا بول لے گا۔ پس میری نصیحت تو یہ ہے کہ تم اردو کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمہاری مادری زبان بن جائے اور تمہارا لہجہ اردو دانوں کا سا ہو جائے۔''

(روزنامہ الفضل، 6 دسمبر 1966۔ مشعل راہ جلد اول صفحہ 536-538)

حضرت مصلح موعودؓ نے کوئٹہ میں یہ خطاب فرمایا۔ اگر اس نصیحت پر عمل کیا جائے تو لسانی تقسیم سے بچ کر وحدت قومی پیدا کی جاسکتی ہے۔ آج پاکستان کے مسائل کا حل بھی اسی نصیحت پر عمل کرنے میں ہے۔

احمدیت کی وجہ سے اردو زبان دوسرے ممالک میں پھیل رہی ہے

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

''ہمارے ملک میں یہ سوال عام طور پر پایا جاتا ہے کہ آیا اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے یا انگریزی زبان کو بھی ذریعہ تعلیم بنایا جائے؟ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا تو پاکستان تمام ممالک سے کٹ جائے گا۔ ذریعہ تعلیم اسی زبان کو بنانا چاہیے جسے دوسرے لوگ بھی سیکھیں۔ احمدیت کی اشاعت سے یہ سوال بھی حل ہو جائے گا۔ احمدیت کی وجہ سے اردو زبان دوسرے ممالک میں پھیل رہی ہے اور ان شاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا جب پاکستان کا ہر آدمی یہ سمجھنے لگ جائے گا کہ ہمیں کسی فارن لینگوئج یا اردو زبان کے علاوہ کسی اور زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی ضرورت نہیں۔''

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 70)

اردو کے ساتھ جماعت کا روحانی رشتہ

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے تعلیم الاسلام کالج کے تحت منعقدہ ''اردو کانفرنس'' بتاریخ 18/اکتوبر 1964ء بمقام ربوہ میں فرمایا:

''اردو کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ایک پائیدار اور روحانی رشتہ بھی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی اکثر تصانیف اردو ہی میں ہیں، اس لیے اردو زبان عربی کے بعد ہماری محبوب ترین زبان ہے۔ اسی لیے ساری دنیا میں جہاں جہاں احمدیہ مشن یا احمدی مسلمان موجود ہیں وہاں اردو سیکھی اور سکھائی جا رہی ہے۔ زبان اردو کی یہ وہ ٹھوس خدمت ہے جو جماعت احمدیہ دنیا کے گوشے گوشے میں کر رہی ہے۔ اردو ہماری مذہبی زبان ہے۔ یہ ہماری قومی زبان ہے۔ یہ ہماری آئندہ نسلوں کی زبان ہے۔ یہ وہ قیمتی متاع ہے جو ہمارے اسلاف سے ورثہ میں ملی ہے۔ اسے اس قابل بنائیے کہ ہماری آئندہ نسلیں اس ورثہ کو سرمایۂ افتخار تصور کریں اور اس پر بجا طور پر ناز کر سکیں۔''

(ذکر اردو صفحہ ج)

اردو رسائل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں؟

1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مضمون بعنوان ''اردو رسائل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں؟'' تحریر فرمایا، جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اردو زبان کی بڑی دقتوں میں سے ایک یہ دقت ہے کہ اس کی لغت کتابی صورت میں پوری طرح مدون نہیں ہے۔ اور نہ اس کے قواعد پورے طور پر محصور ہیں اور نہ مختلف علمی مضامین کے ادا کرنے کے لیے اصطلاحیں مقرر ہیں............اردو کی ترقی کے لیے ایسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں کہ بجائے ایک محدود جماعت کی دلچسپی کا مرکز بننے کے جمہور کو اس سے دلچسپی پیدا ہو۔ خالص علمی رسائل صرف منتخب اشخاص کی توجہ منعطف کرا سکتے ہیں اور زبانیں چند آدمیوں سے نہیں بنتیں، خواہ وہ بہت اونچے پایہ کے کیوں نہ ہوں۔ قاعدہ یہ ہے کہ زبان عوام الناس بناتے ہیں اور اصطلاحیں علماء۔ اردو بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتی۔ پس اگر ہم اردو کی ترقی کے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اس کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ ہمارے ادبی رسالوں میں اس کے علمی پہلوؤں پر بحثیں ہوں تا کہ صرف پیش آنے والی مشکلات کے علاج ہی کا سامان نہ ہو بلکہ عوام الناس بھی ان تحقیقات سے واقف ہوتے جائیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی اردو رسائل کامیابی سے چل رہے ہیں۔ اگر ان رسائل میں چند صفحات مستقل طور پر اس بات کے لیے وقف ہو جائیں کہ ان میں اردو زبان کی لغت یا قواعد یا اصطلاحوں وغیرہ پر بحثیں ہوا کریں گی تو یقیناً تھوڑے عرصہ میں وہ کام ہوسکتا ہے جو بڑی بڑی انجمنیں نہیں کر سکتیں۔ اور بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جو نئی اختراعیں ہوں گی یا الفاظ کے استعمال یا قواعد زبان کے متعلق جو پہلو زیادہ وزنی معلوم ہوگا عام لوگ بھی اسی کو قبول کرلیں گے۔ کیونکہ دلچسپ اردو رسائل میں چھپنے کی وجہ سے وہ سب مضامین ان کی نظروں سے بھی گزرتے رہیں گے۔ ہاں یہ مدنظر رہے کہ مضمون ایسے رنگ میں ہو کہ سب لوگ اسے سمجھ سکیں............میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جو رسالہ اس تحریک پر عمل کرنا چاہے اس میں ایک ادبی کلب قائم کردی جائے۔''

اس کے بعد حضورؓ نے بتایا کہ کس طرح مستند ادیبوں اور علماء کو اس کلب کا ممبر بنایا جائے۔ پھر فرمایا:

'' تمام ممبروں سے امید کی جائے کہ جب کبھی کوئی سوال اردو لغت کے متعلق، نحوی قواعد کے متعلق، بعض علمی خیالات کے ادا کرنے میں زبان کی دقتوں کے متعلق، محاورات کے متعلق، تذکیر و تانیث اور جمع کے قواعد کے متعلق، بظاہر مترادف نظر آنے والے الفاظ کے متعلق، پرانی اصطلاحات کی تشریح یا نئی اصطلاحات کی ضرورت کے متعلق پیدا ہو تو بجائے خود حل کر کے خود ہی اس سے لطف حاصل کرنے کے وہ اس سوال کو رسالہ کے ادبی کلب کے حصہ میں شائع کرائیں۔ خواہ اپنا حل بھی ساتھ ہی لکھ دیں یا خالی سوال ہی لکھ دیں۔ ان سے یہ امید بھی کی جائے کہ جب کوئی ایسا سوال شائع ہو تو وہ اس کا جواب دینے کی کوشش کیا کریں۔......کلب کا کام فیصلہ کرنا نہ ہو بلکہ صرف ہر پہلو کو روشنی میں لانا ہو۔ اسی طرح جدید اصطلاحات کی ضرورتوں کو کلب کے صفحات میں شائع کیا جائے۔......میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ضرورت ہو تو میں اس بحث کو واضح کرنے کے لیے اور اس تحریک سے لوگوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے بشرطِ فرصت اُور مضامین بھی لکھ سکتا ہوں۔''

(رسالہ ادبی دنیا، مارچ 1931ء صفحہ 186۔187)

غزل

امۃ الباری ناصر

میرا اپنا نہیں کوئی تیرے سوا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں
تم سے تو نہیں مرا حال چھپا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں
ترا نام غفور ہے پیارے خدا بخشش میں تجھے آتا ہے مزا
رکھ لینا غریب کا پاسِ حیا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں
دلدل ہے گناہوں کی گہری ٹکتے نہیں میرے پاؤں کہیں
تو زور سے تھام لے ہاتھ مرا تم سے نہ کہوں تو کس سے کہوں

❁❁❁❁❁❁❁

امام جماعت احمدیہ کے دل میں اردو زبان کے لیے ایک لگن

1931ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مضمون بعنوان ''اردو رسائل زبان کی کس طرح خدمت کر سکتے ہیں؟'' تحریر فرمایا۔ اس مضمون کو برصغیر پاک و ہند کے نامور ادیب مولانا احسان اللہ خان تاجور نجیب آبادی نے اپنے رسالہ ''ادبی دنیا'' میں شائع کیا۔ نیز اپنے ادارتی نوٹ میں تحریر کیا:

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی توجہاتِ بے کراں کا میں سپاس گزار ہوں کہ وہ ''ادبی دنیا'' کی مشکلات میں ہماری عملی مدد فرماتے ہیں۔ میں نے ان کی جناب میں امداد کی نہ کوئی درخواست کی تھی، نہ مجھے احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے اور نہ ادبی دنیا کوئی مذہبی پرچہ ہے مگر حضرت مرزا صاحب اپنی عزیز مصروفیتوں میں سے علم و ادب اور علم و ادب کے خدمت گزاروں پر توجہ فرمائی کے لیے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ ملکی زبان و ادب سے جناب موصوف کا یہ اعتنا ان علماء کے لیے قابل توجہ ہے جو اردو کی خدمت کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔''

(ادبی دنیا مارچ 1931ء صفحہ 131)

ادبی دنیا کے اگلے شمارے میں مولانا موصوف نے لکھا:

''پچھلے نمبر میں حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کی توجہِ بے کراں کا حال آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ امام جماعت احمدیہ، مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے خلف الرشید اور ان کے خلیفہ ہیں۔ مرزا صاحب مرحوم کی تصانیف اردو ادب کا ذخیرۂ بے کراں ہیں۔ رسالہ 'ادبی دُنیا' کے مطابق ان کے نامور فرزند کے دل میں اردو زبان کے لیے ایک لگن اور اردو کے خدمت گزاروں سے ایک لگاؤ موجود ہے۔''

(ادبی دنیا اپریل 1931ء صفحہ 199۔200)

اردو زبان کے مسائل حل کرنے کی ضرورت

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل تھے۔ آپ نے کالج کے زیرِ انتظام 18/اکتوبر، 1964ء کو کل پاکستان اردو کانفرنس کا انعقاد فرمایا۔ جس میں ملک کے بعض نامور شعراء و ادباء نے شرکت کی۔ اردو کانفرنس کے انعقاد کا مقصد اردو کی ترویج و ترقی کے مسائل پر تعمیری نقطۂ نظر سے سوچ بچار کرنا تھا۔ اس کانفرنس کے خطبۂ استقبالیہ میں آپ نے فرمایا:

''اس کانفرنس کے مقاصد خالصۃً تعمیری اور مثبت ہیں...... اردو کو وہ ارفع مقام دیا جا سکتا ہے جو اس کا واجبی حق ہے۔ یہ ایک عظیم قومی حادثہ ہے کہ زبان کا مسئلہ، جو خالصۃً قومی اور علمی سطح پر حل کیا جانا چاہیے تھا، سیاسی نعرہ بازی اور مہمل جذبات کا شکار ہو کر رہ گیا اور سترہ سال کا طویل عرصہ بے کار مباحث اور مجرمانہ غفلت کے ہاتھوں ضائع ہو گیا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ سہل انگاری اور خوش فہمی کے گنبد سے نکل کر ہم حقائق کی دنیا میں قدم رکھیں۔ ٹھنڈے دل سے اپنی مشکلات کا جائزہ لیں اور سنجیدگی سے اپنے تعلیمی، تدریسی، علمی، ادبی، لسانی اور طباعتی مسائل کا حل تلاش کریں۔ زبان و بیان، تلخیص و ترجمہ، رسم الخط اور اس قسم کے دیگر عقدوں کی گرہ کشائی کی کوشش کریں۔ ایسا لائحہ عمل بنائیں اور اس کی تشکیل ایسے خطوط پر کریں جس سے یہ گومگو کی کیفیت ختم ہو اور اس ذہنی دھند سے نجات ملے جو قومی افق پر عرصہ سے چھائی ہوئی ہے۔'' (ذکرِ اردو، صفحہ ب، ج)

ساری دنیا کے دلوں پر اردو کی حکومت ہو

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے ''اردو کانفرنس'' میں مزید فرمایا:

''اردو ایک زندہ قوم کی زبان ہے۔ ادبیات کی اہمیت مسلّم، لیکن یہ نہ بھولیے کہ اردو زبان کا یہ بھی حق ہے کہ شعر و ادب کے روایتی اور محدود دائرے سے باہر نکلے اور زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو جائے۔ ساری دنیا کے دلوں پر اس کی حکومت ہو۔ قومیں اسے لکھیں، بولیں اور اس پر فخر کریں اور بین الاقوامی زبانوں کی محفل میں اردو بھی عزت کے بلند مقام پر سرفراز ہو...... میں اللہ کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ ہم سب کو ایسا اندازِ فکر عطا فرمائے اور اس نہج پر کام کرنے کی توفیق دے جو نہ صرف زبان اردو کے لیے بلکہ ہمارے لیے اور ہماری آنے والی نسلوں کے لیے خیر و برکت کا باعث ہو۔ اللّٰھم آمین۔''

(ذکر اردو صفحہ ج، د)

جماعت احمدیہ کا اردو زبان پر احسان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 28 مارچ 1971ء کو مجلس مشاورت کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے تراجم کے بارہ میں فرمایا:

''ضروری ہے کہ ہم ہر انسان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پہنچا دیں۔ یہ صحیح ہے کہ ترجمہ بہرحال ترجمہ ہے۔ اصل سے تو وہ کسی طور پر مقابلہ نہیں کرسکتا، لیکن ان کو جب ترجمہ پڑھ کر اس بیان کا چسکا پڑ جائے گا جس کا کہ وہ ترجمہ ہے تو پھر کہیں گے کہ ہمیں اردو سکھاؤ تاکہ ہم اصل کو بھی پڑھیں۔...... ایک دفعہ ہمارے کالج میں اردو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس موقع پر میں نے ان کو کہا تھا کہ جماعت احمدیہ کا زبانِ اردو پر یہ احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کی خاطر ساری دنیا کی قوموں میں اردو پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔ یعنی ایک حصہ میں تو اب ہے اور کچھ کو بعد میں احمدیت کی وجہ سے شوق ہوجائے گا۔''

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد چہارم صفحہ 796)

اردو کی طرف توجہ کریں

خلفائے سلسلہ بار بار جماعت کو اردو زبان سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں تاکہ افراد جماعت اور آئندہ نسلیں ان روحانی خزائن سے اپنے آپ کو مالا مال کرنے کی صلاحیت پیدا کرسکیں جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اور آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ وہ خزائن ہمارے لیے کھول دیے ہیں لیکن ان خزانوں سے اپنی جھولیاں بھرنے کے لیے ہمیں اردو زبان سیکھنی ہوگی کیونکہ یہ ان خزائن کی کلید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آپ اردو کی طرف توجہ کریں۔ الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تحریرات اردو ہی میں ہیں۔ جب تک آپ اردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی پُرمعارف کتب میں بیان فرمودہ نکاتِ روحانیت سے صحیح معنوں میں آشنا نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا جو حضور کی اپنی تحریرات کو پڑھنے سے حاصل ہوسکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 1993ء بمقام اوسلو ناروے)

بچوں کو معیاری اردو زبان سکھانی ضروری ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء میں فرماتے ہیں:

''بچپن ہی سے عربی زبان کے لیے بنیاد قائم کرنی چاہیے اور جہاں ذرائع میسر ہوں اس کی بول چال کی تربیت بھی دینی چاہیے۔............ عربی کے بعد اردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں اس زمانے کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اکثر لٹریچر اردو میں ہے۔ احمدیہ لٹریچر چونکہ خالصتاً قرآن اور حدیث کی تفسیر میں ہے اس لیے عرب پڑھنے والے بھی جب آپ کے عربی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں کہ قرآن اور حدیث پر ایک ایسی گہری معرفت اس انسان کو حاصل ہے کہ جو اِن لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی جو مادری لحاظ سے عربی زبان سیکھنے اور بولنے والے ہیں۔...... پس عربی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ اور بچوں کو اتنے معیار کی اردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہ راست فائدہ اٹھاسکیں۔ جہاں تک دنیا کی دیگر زبانوں کا تعلق ہے، خدا تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے اکثر اہم ممالک میں ایسی احمدی نسلیں تیار ہو رہی ہیں جو مقامی زبان نہایت شستگی کے ساتھ اہل زبان کی طرح بولتی ہیں۔............ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان کا اردو کا معیار ویسا نہیں رہا...... پس آئندہ اپنی واقفین نسلوں کو کم از کم تین زبانوں کا ماہر بنانا ہوگا۔ عربی، اردو اور مقامی زبان۔''

(مشعل راہ جلد سوم۔ صفحہ 422-423)

اردو سیکھے بغیر ہمارا مقصد پورا نہیں ہوسکتا

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''واقفین نو کو جامعہ کے لیے تیار کریں...... جو جامعہ میں نہیں آرہے، وہ بھی زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ کریں...... تین زبانیں اُن کو آنی چاہئیں۔ ایک تو اُن کی اپنی زبان ہو، دوسرے اردو ہو، تیسرے عربی ہو۔ عربی تو سیکھنی ہی ہے،

قرآنِ کریم کی تفسیروں اور بہت سارے میسر لٹریچر کو سمجھنے کے لیے۔ اور پھر قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے جب تک عربی نہ آتی ہو صحیح ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اردو پڑھنا سیکھنا اس لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ہی اس وقت دین کا صحیح فہم حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کی تفسیریں، آپ کی کتب، آپ کی تحریرات ہی ایک سرمایہ ہیں اور ایک خزانہ ہیں جو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتی ہیں، جو صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتا سکتی ہیں، جو حقیقی قرآنِ کریم کی تفسیر دنیا کو بتا سکتی ہیں۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ زبانوں کے ماہرین چاہئیں۔ پس اردو زبان سیکھے بغیر بھی صحیح طرح زبانوں میں مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔...... ہمیں زیادہ سے زیادہ زبانوں کے ماہرین چاہئیں۔ اس طرف واقفینِ نَو کو بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر جامعہ کے طلبہ کے علاوہ کوئی کسی زبان میں مہارت حاصل کرتا ہے تو اُسے جیسا کہ مَیں نے کہا عربی اور اردو سیکھنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ اس کے بغیر وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔''

(الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 فروری 2013ء)

اردو پڑھنی بھی سیکھیں، لڑکیاں جو واقفاتِ نَو ہیں، جو پاکستانی اوریجن (Origin) کی ہیں، پاکستان سے آئی ہوئی ہیں، جن کو اردو بولنی آتی ہے، وہ اردو پڑھنی بھی سیکھیں اور جو یہاں باہر کے ملکوں میں رہ رہی ہیں وہ مقامی زبان بھی سیکھیں۔ جہاں انگلش ہے، جرمن ہے یا ایسے علاقوں میں ہیں جہاں انگلش سرکاری زبان ہے اور مقامی لوکل زبانیں اَور ہیں وہ بھی سیکھیں، عربی سیکھیں، پھر اپنے آپ کو تراجم کے لیے پیش کریں۔ مَیں نے دیکھا ہے عورتوں میں، لڑکیوں میں زبانوں کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے آپ کو پیش کر سکتی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 8 تا 14 فروری 2013ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''وہ واقفین نو جو شعور کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جن کا زبانیں سیکھنے کی طرف رجحان بھی ہے اور صلاحیت بھی ہے، خاص طور پر لڑکیاں، وہ انگریزی، عربی، اردو اور ملکی زبان جو سیکھ رہی ہیں جب سیکھیں تو اس میں اتنا عبور حاصل کر لیں کہ جماعت کی کتب اور لٹریچر وغیرہ کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو سکیں تبھی ہم ہر جگہ نفوذ کر سکتے ہیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 جولائی 2004ء)

قرآن وحدیث کو سمجھنا ہے تو اردو سیکھیں

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لیے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔ اکثریت اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔ پھر جو پڑھے لکھے نہیں ان کے لیے مساجد میں درسوں کا انتظام موجود ہے ان میں بیٹھنا چاہیے اور درس سننا چاہیے۔ پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اور اسی طرح اُردو دان طبقہ جو ہے، ملک جو ہیں، وہاں سے اردو کے پروگرام بن کے آنے چاہئیں۔ جس میں زیادہ سے زیادہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کے معرفت کے نکات دنیا کو نظر آئیں اور ہماری بھی اور دوسروں کی بھی ہدایت کا موجب بنیں۔''

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم)

13 ستمبر 2005ء کو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وقف نو سویڈن کے ساتھ کلاس ہوئی جس میں ایک بچے (سلیمان تقی) نے تلاوت کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس پر حضورِ انور نے فرمایا:

''بڑا اچھا ترجمہ پڑھا ہے، کمال کر دیا ہے۔ حضورِ انور نے کلاس کے بچوں سے بھی دریافت فرمایا کہ کس کس کو اردو پڑھنی آتی ہے۔''

حضور نے فرمایا: ''جس طرح اس بچے نے اردو زبان سیکھی ہے تو باقی بچے بھی اسی طرح سیکھ سکتے ہیں۔''

حضورِ انور نے بچوں سے فرمایا: ''آپ سب اردو زبان سیکھیں۔ آپ نے کل کو بڑے ہونا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اردو کتب

پڑھنی ہیں، پھر ان کتب کے تراجم کرنے ہیں، اس لیے آپ کو اردو آنا ضروری ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 28؍اکتوبر تا 03 نومبر 2005ء)

الفضل پڑھنے سے آپ کی اردو بہتر ہوگی

اسی طرح پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ امریکہ 29؍اکتوبر 2018ء بروز سوموار مبلغین سلسلہ کے ساتھ ملاقات میں فرمایا:

''الفضل کا مطالعہ کیا کریں...... الفضل پڑھنے سے آپ کی اردو بہتر ہوگی۔''

(الفضل انٹرنیشنل 8 فروری 2019ء صفحہ 15)

اردو زبان اور ہمارا فرض

اردو زبان وہ خوش قسمت زبان ہے جو عربی زبان کے بعد تکمیل اشاعت دینِ حق کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے چن لی گئی ہے۔ اس خوش بختی پر اُردو زبان جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔ یہ وہ مبارک زبان ہے جس کے ذریعے سے اسلام اور رسول کریم ﷺ کا نام تمام دنیا اور تمام قوموں تک پھیل جائے گا۔ خلفائے احمدیت بار بار جماعت کو اور خاص کر بچوں اور آئندہ نسلوں کو اردو سیکھنے سکھانے کی طرف توجہ دلاتے ہیں، کیونکہ اوّل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر اکثر اردو ہی میں ہے۔ پھر خلفائے سلسلہ کی کتب، خطبات و خطابات بھی عموماً اردو ہی میں ہیں۔ آج جماعت کے مشن دنیا کے اکثر ممالک میں کام کر رہے ہیں اور تمام اقوام عالم کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروا رہے ہیں۔ اردو کے بغیر یہ کام ناممکن ہے، کیونکہ اردو جانے بغیر ان علوم سے واقفیت ہی نہیں ہوسکتی۔ جب اپنا کیسہ خالی ہو تو کوئی کسی اور کو کیا دے سکتا ہے۔ اس لئے ان علوم سے اپنا دامن بھرنے کے لیے اردو زبان ہی بنیادی ذریعہ ہے۔ آج دنیا کے بارہ ممالک میں چودہ جامعات احمدیہ کام کر رہے ہیں جن میں بھارت اور پاکستان کے علاوہ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، گھانا (میں دو)، تنزانیہ، سیرالیون، نائیجیریا اور بورکینا فاسو شامل ہیں۔ ان چودہ جامعات میں بیسیوں ممالک کے طلبہ اسلام کی حقیقی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جس کا بنیادی



قطعات

مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب

نور ہی نور برستا تھا زباں سے تیری
تیرے لفظوں کی زمانے میں ضیاء باقی ہے

تیری باتیں ، تیرے خطبے ، وہ مجالس تیری
جانے والے تیری یادوں کی کتھا باقی ہے

تو نے ہر دل میں اتر کر ہے محبت بانٹی
دل میں ہر دم تری چاہت کا مزا باقی ہے

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ذریعہ اردو زبان ہی ہے۔ پھر یہی طلبہ فارغ التحصیل ہو کر مختلف ممالک میں اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت میں بیشتر رسائل واخبارات اردو زبان ہی میں شائع ہو رہے ہیں جن میں الفضل سب سے نمایاں ہے جو خلیفۃ المسیح کے تازہ بتازہ ارشادات وہدایات اور علوم ومعارف کو فوری طور پر افراد جماعت کو پہنچاتا ہے جو اس سے آگے دیگر زبانوں میں ترجمہ ہو کر ساری قوموں تک پہنچتے ہیں۔ اس طرح خلافت کے زیر سایہ احمدیت کا یہ قافلہ دن بدن آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی اور اشاعت میں اردو زبان کا نمایاں کردار ہے۔ اسی لیے خلفائے سلسلہ جماعت کو گاہے بگاہے اردو سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ خود بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی اردو زبان سکھائیں اور اس معیار کی اردو سکھائیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح کے کلام کو سمجھ سکیں اور آگے پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ: الفضل انٹرنیشنل 24؍مئی 2019ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

زلزلہ کی پیشگوئی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یقین

چوہدری سدید احمد منج ۔ سٹاک ہوم

بی بی سی ذرائع کے مطابق 7 فروری 2023 پیر کی صبح شام کی سرحد کے قریب ترکی کے جنوب مشرقی علاقے اور وسطی ترکی میں ایک طاقتور اور مہلک زلزلہ آیا۔ یہ گازیانٹیپ شہر سے 34 کلومیٹر (21 میل) مغرب میں 04:17 پر پیش آیا، جس سے ترکی اور شام میں بڑے پیمانے پر نقصان ہوا۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق تین ہزار سے زیادہ افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں، جبکہ شام میں کم از کم 1,451 افراد ہلاک اور 3,531 زخمی ہوئے۔ شام کی وزارت صحت نے حلب، لاذقیہ، حما اور طرطوس کے صوبوں سمیت حکومت کے زیر قبضہ علاقوں میں زلزلے سے متعلق 711 سے زیادہ اموات اور 1,089 افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع دی۔ حلب، حما اور لطاکیہ کے شہروں میں 200 سے زیادہ ہلاک ہوئے۔ باغیوں کے زیر قبضہ علاقوں میں کم از کم 733 افراد ہلاک اور 419 زخمی ہوئے۔ ذرائع ابلاغ سے حاصل معلومات کے مطابق زخمیوں کو ملبے کے ڈھیر سے نکالنے اور طبی امداد دینے کے لئے دنیا کی مختلف ممالک کی رفاہی تنظیمیں ترکی اور شام کا ہاتھ بٹانے میں مصروف ہیں۔

حالیہ زلزلے خبروں کے بعد سے سوشل میڈیا پر مختلف فورمز کی طرف سے یہ تشہیر کی جا رہی ہے کہ یہ زلزلہ MAN MADE ہے اور اس کے لئے مختلف تھیوریز کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ اس کی حقیقت تو آنے والے دنوں میں جلد معلوم ہو جائے گی تاہم یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس صدی کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہدی آخر الزمان اور مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان دونوں کو آپ کی سچائی کے کے لئے گواہ بنا دیا۔ یعنی آسمان میں کسوف خسوف کا عظیم نشان اور زمین پر زلزلوں کا پر ہیبت ناک ظہور۔ چنانچہ آپ نے متعدد مواقع پر زلزلوں کے حوالہ سے خبر دی کہ زلزلے آئیں گے، کئی بار آئیں گے۔ موسم بہار میں آئیں گے۔ صبح کے وقت آئیں گے۔ برف باری اور بارش بھی ساتھ لائیں گے

پہلا موسم بہار میں آیا دوسرا زلزلہ اس کے بعد پھر بہار میں ہی آئے گا

آپ نے رسالہ الوصیت میں خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا

’’دیکھو مَیں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے اُس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴/اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے وہ بہار کے دن ہوں گے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جب کہ درختوں میں پتہ نکلتا ہے یا درمیان اُس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہیہ ہیں۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اِسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔‘‘ (روحانی خزائن الوصیۃ جلد 20 ص 314)

صبح کے وقت آئے گا پھر خدا سے خبر پا کر زلزلے کا وقت اعلان کرتے ہوئے فرمایا

’’غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آ جائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد 21 ص 258)

مزید کئی زلزلے آئیں گے پھر مزید زلزلوں کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا

’’انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: زلزلہ کا دھکا۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴/اپریل ۱۹۰۵ء کو

پوری ہوئی۔ ۵۰۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔‘‘ چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔ ۵۱۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہوں گے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں‘‘

(روحانی خزائن حقیقۃ الوحی جلد 22 ص 231)

برف، بارش، سردی، بہار اور زلزلہ پھر زلزلے کے ساتھ ساتھ برف بارش وغیرہ کے حوالہ سے خدا سے خبر پا کر اعلان فرمایا ’’الہام ۵ رمئی ۱۹۰۶ء پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ثلج کا لفظ عربی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدّت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اِس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدّت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدّت سردی کا موجب ہو جائے گی)‘‘

(روحانی خزائن حقیقۃ الوحی جلد 22 ص 471)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زلزلوں کے حوالہ سے پیشگوئیاں اتنی روشن اور اتنی جلالی تھیں کہ مبایعین تو درکنار آپ کے اول المخالف یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے روحانی فرزند جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری تک معترف نظر آتے ہیں۔ مولانا امرتسری صاحب کا تو یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے کئی سال بعد تک بہار کا موسم آتے ہی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زلزلوں کے حوالہ سے الہام ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘ پوری شدت سے یاد آنے لگ جاتا۔ چنانچہ گزشتہ دنوں اہل حدیث کے چند پرانے پرچوں کی ورق گردانی میں یہ تاثر اور بھی گہرا ہو گیا آخر کہ مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب کیوں بار بار مباہلہ سے فرار کرتے رہے کیونکہ ان کے منہ پر جو بھی تھا دل بہر حال یہ یقین رکھتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ وچنیدہ ہیں۔ اور وہ ہر بہار کے موسم سے ڈرتے تھے اس الہام کی وجہ سے بہار کے موسم میں خاص طور پر کوئی نہ کوئی حادثہ عظیمہ ہوگا چنانچہ 7 جنوری 1921 کی اخبار میرے سامنے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فوت ہونے کے 13 سال بعد جب موسم بہار آنے والا تھا آپ نے اپنی اخبار کے صفحہ نمبر 11 کالم نمبر 2 پر موٹا عنوان لگایا ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘ اور اس عنوان کے نیچے لکھا کہ ’’یہ ایک فقرہ ہے جناب مرزا صاحب کے الہام کا۔ جس کے اصل معنی تو آج مرزا صاحب زندہ ہوتے تو غالباً وہ اپنے الہام کی صداقت بتاتے کیونکہ اب خبریں آنے لگی ہیں کہ بالشویکوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آئیندہ موسم بہار میں افغانستان سے گزر کر ہندوستان پر حملہ کر دیا جائے‘‘

پھر یکم اپریل 1921 کو ایک بار پھر آپ نے ص 11 پر موٹا عنوان جمایا ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘ اور اس کے تحت ص 11 کا دو تہائی حصہ اس الہام کی تصدیق یا صداقت پر رقم کر دیا۔ آپ نے شروع اس بات سے کیا کہ ’’یہ مرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے اس کے معنی تو وہی جانیں یا ان کے مریدین۔ ہماری غرض یہاں اس کو عنوان بنانے سے یہ ہے کہ بہار کا موسم ہمیشہ قدرتی تغیرات لاتا ہے۔ شاید۔ متاثر ہو کر عرصہ سے یہ پیش گوئی اُڑ رہی ہے جس سے دنیا پریشان ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان پر حملہ ہوگا‘‘

زلازل کا جائزہ بیان فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف لوگوں کی اس زمانے میں آفاتِ سماوی وارضی کو خدا کی تنبیہ قرار دینے کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ’’مسیح و مہدی کا ظہور تو ہو چکا ہے اور آنحضرت ﷺ کا اس کو ماننے کا حکم بھی ہے دعویٰ کرنے والا بھی موجود ہے۔ خدا تعالیٰ نے زمینی اور آسمانی نشان بھی ظاہر فرما دیئے ہیں۔ اب بھی اگر آنکھیں بند رکھنی ہیں تو پھر اللہ

ہی لوگوں کو سمجھائے گا۔اور خود جو عالم بنے ہوئے ہیں،قوم کو تو یہ سمجھا رہے ہیں، ان کو خود بھی تو سمجھنا چاہیئے۔قرآن کریم نے جو پیشگوئیاں فرمائیں وہ پوری ہو گئیں پھر چاند اور سورج نے بھی گواہی دے دی۔تو اب اور مزید انتظار کے لئے رہ کیا گیا ہے۔اور پھر یہیں تک نہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ 1905ء سے یہ نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں۔ 1905ء میں کانگڑہ میں (ہندوستان میں ایک جگہ ہے) وہاں بڑا زبردست زلزلہ آیا تھا۔قادیان تک بھی اس کا اثر آیا تھا۔تو یہ جو نشانات ظاہر ہو رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے بھی وارننگ ہے اور غیر مسلموں کے لئے بھی وارننگ ہے۔سیلابوں کے ذریعہ سے،سمندری طوفانوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بار بار توجہ دلا رہا ہے۔

اس بارہ میں جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔اس کے مطابق دنیا میں گزشتہ گیارہ سو سال میں جو بڑے بڑے زلزلے آئے ہیں،ان کی تعداد گیارہ ہے۔اور گزشتہ سو سال میں جو زلزلے آئے ہیں،بشمول 1905ء کا کانگڑہ کا زلزلہ (جو ان اعداد میں شامل نہیں کیا گیا) لیکن مَیں نے اس کو شامل کیا ہے انکی تعداد 13 بنتی ہے۔یہ وہ زلزلے ہیں جن میں 50 ہزار یا اس سے زائد اموات ہوئیں۔کانگڑہ کے زلزلے کو شامل نہیں کرتے کیونکہ وہ انکے لحاظ سے 20-25 ہزار ہیں۔لیکن بعض پرانے اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار بھی لکھا تھا۔بہر حال جو بھی اعداد تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا اس لئے مَیں نے اس کو شامل کیا ہے۔کیونکہ بعض اخباروں نے اس وقت 50-60 ہزار تعداد لکھی تھی۔

مَیں نے ایک اور زاویے سے بھی دیکھا ہے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو بھول رہی ہے اور اب جو نئی صدی میں داخل ہوئے ہیں یہ بھی بڑے دعووں سے داخل ہوئے ہیں۔دنیاوی ترقی کی ہی باتیں ہیں،خدا کی طرف رجوع کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔یہ کر دیں گے،وہ کر دیں گے اور پچھلی صدی کو جو الوداع کہا گیا ہے وہ امیر ملکوں نے بڑے شور شرابے سے ہاہو کر کے اس کو الوداع کیا۔بے تحاشا رقمیں خرچ کیں،کسی کو یہ احساس نہیں ہوا کہ غریب ملکوں کو کسی طرح پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔بڑی بڑی نشانیاں بتا دیں کروڑوں روپے خرچ کر لئے،پاؤنڈز خرچ کر لئے۔کروڑوں کیا بعض جگہ تو اربوں۔جیسا کہ مَیں نے کہا نئی صدی کا استقبال بھی اس طرح ہوا کہ خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی ہے۔اور جو انسانی ہاتھوں سے دنیا میں بے چینی اور تباہی گزشتہ سالوں میں آئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ایک جگہ کوائف ملے تھے پچھلے سو سال میں،تقریباً 33 ممالک میں مختلف تباہیوں میں 9 کروڑ 50 لاکھ آدمی موت کے شکار ہوئے۔1900ء سے لے کر 2000ء تک۔

تو بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ گزشتہ صدی کو بھی انہوں نے نہیں سمجھا۔ساڑھے 9 کروڑ اموات کی کوئی قدر ان کے نزدیک نہیں تھی،ان کو کسی نے نہیں دیکھا۔پھر بھی ان کے لئے امن پیدا کرنے کی کوشش،اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی کوشش نہیں کی اور اگلی صدی کے استقبال میں بھی وہ خانہ بالکل خالی رکھا۔تو یہ جو زلزلے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں جھنجھوڑا ہے۔قوموں کو جھنجھوڑا ہے،دنیا کو جھنجھوڑا ہے کہ ابھی بھی باز آ جاؤ۔

چشمہ فیض



عبدالصمد قریشی

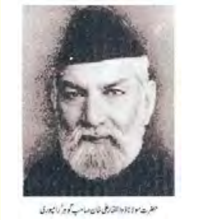
چشمہ فیض کہ ہر آن رواں رہتا ہے
باغ احمد میں بہاروں کا سماں رہتا ہے
کتنے خوش بخت ہیں اُس دیس کے رہنے والے
جس کے ہر قریہ میں وہ حسنِ جہاں رہتا ہے
میرے احساس کی دنیا میں سدا رہتے ہیں
ہر گھڑی پاس ہیں وہ ایسا گماں رہتا ہے
ہاتھ اُٹھتے ہیں ہر اک اپنے پرائے کے لئے
ان کے سینے میں محبت کا جہاں رہتا ہے
دل کی دھڑکن میں تمناؤں میں اور سانسوں میں
ایک ہی نام ہے جو زیر بیاں رہتا ہے
وہ ہیں محبوب زماں ان کی نگہبانی کو
خالق ارض و سما کون و مکاں رہتا ہے

❁❁❁❁❁❁❁

مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ اس نئی صدی میں جب ہم داخل ہوئے ہیں تو کیا صورت حال ہوئی ہے۔ تو جنوری 2001ء میں یعنی پہلے سال میں ہی انڈیا میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ تقریباً 9.7 ریکٹر (Rechter) سکیل پر اس کا میگنی چیوڈ (Magnitude) تھا اور اس میں تقریباً 20 ہزار سے زائد آدمی مرے۔ پھر 2003ء میں ایران کا زلزلہ آیا۔ پھر سونامی آیا جس میں کہتے ہیں 2 لاکھ 83 ہزار موتیں ہوئیں۔ پھر پاکستان میں آیا (ساری مَیں نہیں گن رہا) تو یہ پانچ بڑی بڑی تباہیاں نئی صدی کے پہلے پانچ سالوں میں آئی ہیں اور اندازہ ہے، مَیں جائزہ لے رہا ہوں کہ احمدیت کے سو سال پورے ہونے کے بعد 1989ء کے بعد بھی ان میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اگر انسان سوچے تو یہ جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ یہ لوگوں کو، قوموں کو یاد دلانے کے لئے ہے کہ خدا کو پہچانو، آنے والے کی آواز پر کان دھرو۔ ان گزشتہ 10-8 سالوں میں یا ہم کہہ سکتے ہیں احمدیت کے 100 سال پورے ہونے کے بعد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز تقریباً ہر جگہ پہنچ چکی ہے۔ پھر مَیں نے ایک جائزہ لیا تھا کہ احمدیت کے 100 سال 1989ء میں جو پورے ہوئے، پورے کوائف تو نہیں ملے، مثلاً انڈیا کے ملے تھے۔ صرف انڈیا میں 1990ء سے لے کر اب تک 6 بڑے زلزلے آئے ہیں جبکہ اس سے پہلے 1897ء سے لے کر 1988ء تک یہ تقریباً 91 سال بنتے ہیں، 12 زلزلے آئے تھے۔ اور دنیا کے دوسرے ممالک اس کے علاوہ ہیں۔ اب یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا یہ اتفاقات ہیں یا تقدیر الٰہی ہے؟ یا لوگوں کو جھنجھوڑنے کے لئے تنبیہ ہے؟۔ ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور اسی طرح آپؐ کا مسیح بھی تمام دنیا کے لئے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس لئے یہ طوفان، یہ زلزلے، یہ سیلاب، صرف ایک علاقے کے لئے نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر قوم کو، ہر ملک کو یہ وارننگ دی جا رہی ہے تو اس لحاظ سے ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ دنیا کو بتائیں کہ ان آفات سے نجات کا اب صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا کو پہچانو اور ظلم اور ناانصافیوں کو ختم کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 2006ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17 فروری 2006ء صفحہ 6 تا 7)

❁❁❁❁❁❁❁



مبلغ سلسلہ کی دعا

(حضرت ذوالفقار علی گوہرؓ)

مرے مولیٰ رہِ تبلیغ اک پُر خار منزل ہے
دلوں کے زنگ دھونے کا فریضہ سخت مشکل ہے
سیاسی ظلمتوں کے بحر طوفاں خیز میں ہر سُو
نہ کشتی ہے نہ کشتی باں نہ علم سمت ساحل ہے
اکیلا ہوں زباں نا آشنا ہے ملک بیگانہ
نہ میری معرفت کامل نہ میرا علم کامل ہے
وطن بیگانہ مرشد سے جُدا احباب سے دوری
میرے رستے میں روکیں ہیں حجابِ علم حائل ہے
علومِ ظاہری سے مغربی اقوام سر گشتہ
سمجھتے ہیں کہ یہ ہندی ہے اس کا ملک جاہل ہے
دلوں میں ان کے گھر کرنا رہِ اسلام پر لانا
خدایا سخت مشکل ہے خدایا سخت مشکل ہے
تسلی تو اب اتنی ہے کہ تیرا بندہ ء عاجز
دعائے مرشد و احباب میں ہر وقت شامل ہے
بھروسہ تیری رحمت پر سہارا تیری نصرت کا
یہی سرمایہ ء ہمت یہی تو قوت دل ہے
تمنا ہے نہ بھولیں احمدی ہم کو دعاؤں میں
اگر یہ بات حاصل ہے تو سب کچھ ہم کو حاصل ہے

❁❁❁❁❁❁❁
❁❁❁❁❁



حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ
رفیق حضرت مسیح موعودؑ (آف چکوال) شہید ماریشس



(ریاض احمد ملک۔ دوالمیال (ضلع چکوال)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے حیاتِ جاودانی کے مورد ٹھہرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت 155 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''تم ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں مارے جائیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم کوئی شعور نہیں رکھتے۔''

حضرت محمد ﷺ نے شہید کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔

''کہ مولا کے حضور خیر پانے کے بعد سوائے شہید کے اور کوئی دنیا میں واپس آنے کی خواہش نہیں کرتا۔ شہادت کی فضیلت کی وجہ سے وہ ایسا چاہتا ہے کہ دوبارہ دنیا میں شہادت کا رتبہ حاصل کرے اور اپنے مولا کے حضور بلند مقام پائے۔''

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوتِ ایمانی اور قوتِ اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطورِ نشان ہو جاوے۔''

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

انبیاء کی روحانی تربیت اور تعلیم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر مصیبتوں۔ دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت اپنی قوتِ ایمانی کے سبب ثابت قدمی دکھاتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ جاں نثارانِ محمد مصطفیٰ ﷺ نے عشق ومحبت، فدائیت، اور قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کرتے ہوئے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ وہی لافانی داستانیں حضرت مسیح موعودؑ کے وقت بھی رقم ہونی شروع ہوئیں۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ کابل کے شہزادے حضرت سید عبداللطیف شہید نے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں سرشار آپ کی دعاوی پر کامل ایمان رکھتے ہوئے ثابت قدمی کی لافانی داستان رقم کی اور اپنی وفا کا نمونہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی دکھا دیا

۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ''اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین جلد 2 صفحہ 60)

صاحبزادہ عبداللطیف شہید حضرت مسیح موعودؑ کے سفرِ جہلم میں آپ کیساتھ آنے اور مولوی کرم دین بھیں کے مقدمہ میں جہلم کچہری میں ساتھ رہنے کی سعادت ملی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت اور آپ کے فدائی جاں نثار آپ کے بعد بھی صدق ووفا اور ثابت قدمی کے نمونے دکھا رہے ہیں۔ جس کا نمونہ شہیدِ کابل سید الشہداء حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں قائم کر دیا تھا۔

ہو پرکھ اہلِ وفا کی کس طرح سے پھر اگر
راہِ ہستی میں جو دشتِ کربلا کوئی نہ ہو
جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

عشق ووفا کی داستانیں ضلع چکوال کے جاں نثاروں نے بھی اپنے خون سے رقم کیں۔ انہیں وفاشعاروں میں سے ایک کا آج تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

جماعتِ احمدیہ چکوال کی ابتدا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہوئی۔ حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب چکوال جن کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے

313 رفقاء میں ہوتا ہے۔انہیں ہی چکوال شہر کے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی بیعت 1898ء کی ہے۔جماعت احمدیہ چکوال میں 15 رفقاء حضرت مسیح موعودؑ نے جنم لیا۔جماعتِ احمدیہ چکوال کے پہلے صدر مکرم خواجہ شمس الدین صاحب تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 27 جنوری 1914ء کو چکوال تشریف لائے اور جماعت احمدیہ چکوال اور بہت بڑے ہجوم سے روح پرور خطاب فرمایا۔

مکرم حضرت حافظ جمال احمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ نہ صرف جماعتِ احمدیہ چکوال بلکہ جماعت ہائے احمدیہ ضلع چکوال کے پہلے مربی سلسلہ اور شہیدِ احمدیت ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنتِ فردوس کا مکیں بنائے۔آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 28 مئی 1999ء میں بمقام بیت الفضل لندن میں شہید مربیان کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم حضرت حافظ جمال احمد صاحب کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا۔

''حضرت حافظ جمال احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ان ممتاز صحابہ (رفقاء) میں سے تھے جو عنوانِ شباب سے حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابسطہ رہے اور مئی 1908ء میں حضرت اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ کے والد حضرت حکیم غلام محی الدین صاحبؓ 1901ء سے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زیرِ سایہ بھی تربیت حاصل کی۔آپ موضع چکوال کے رہنے والے تھے۔حضرت حافظ صاحب کو صحابہ (رفقاء) حضرت مسیح موعودؑ میں یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اکیس برس تک ماریشس میں جہادِ تبلیغ (دعوتِ الیٰ اللہ) میں سرگرم رہے۔حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء میں کسی کو اتنا لمبا عرصہ میدانِ عمل میں مسلسل دعوتِ الیٰ اللہ کا موقع نہیں ملا۔جیسے آپ کو ملا۔آپ 27 جولائی 1938ء کو قادیان سے ماریشس پہنچے اور 27 دسمبر 1949ء کو ماریشس میں انتقال فرما گئے۔اور سینٹ پیری میں سپردِ خاک کیے گئے۔آپ کی وفات کی اطلاع پر حضرت مصلح موعودؓ نے 30 دسمبر 1949ء کو خطبہ دیا۔اس میں آپ کی خدمات کو نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ'' حافظ جمال احمد صاحب کی وفات اپنے اندر ایک نشان رکھتی ہے اور وہ اس طرح کہ جب وہ ماریشس بھیجے گئے تو جماعت کی مالی حالت بہت کمزور تھی اتنی کمزور کہ ہم کسی مبلغ کی آمد و رفت کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔میں نے تحریک کی کہ کوئی دوست اس ملک میں جائیں۔اس پر حافظ صاحب مرحوم نے خود اپنے آپ کو پیش کیا''۔

(تاریخِ احمدیت جلد 14 صفحہ 91-90)

''جو اس سے بھی بڑا نشان ہے وہ وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء میں سے کسی رفیق کو اتنا لمبا عرصہ میدانِ جہاد (دعوتِ الیٰ اللہ) میں دعوتِ الیٰ اللہ کرنے کی توفیق نہیں ملی''۔

(شہدائے احمدیت صفحہ 91-90۔الفضل 24 اگست 1999ء صفحہ 3)

حضرت صوفی خدا بخش زیروی صاحب اپنی خود نوشت حالات میں حضرت حافظ جمال احمد صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ''1927ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر میں نے سید دلاور شاہ صاحب بخاری احمدی ایڈیٹر مسلم آؤٹ لُک (Out LookMuslim) انگریزی اخبار کے استقبال کا نظارہ دیکھا جو کہ غازی علم الدین صاحب کے مقدمات کے سلسلہ میں قید سے رہا ہو کر آئے تھے اور اس طرح حضرت حافظ جمال احمد صاحب آف چکوال کو بطورِ احمدی مبلغ ماریشس کو روانگی کا روح پرور نظارہ دیکھا''۔

(تاریخِ احمدیت سڑوعہ ضلع ہوشیار پور صفحہ 180)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم و محترم حضرت حافظ جمال احمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ کے درجات بلند فرمائے۔اور انہیں جنتِ فردوس کا مکیں بنائے۔اور ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چل کر صحیح رنگ میں احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

❁❁❁❁❁❁



ہمارے آباءواجداد

انجینئر محمود مجیب اصغر

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جلسہ سالانہ یوکے 1989ء کے موقع پر فرمایا

" یادرکھیں کپڑوں سے مراد صحابہ بھی ہوا کرتے ہیں جس طرح قرآن کریم میں بیوی کو مرد کے لئے کپڑے اور مرد کو بیوی کے لئے کپڑے کہا گیا ہے اس لئے یہ خیال نہ کریں کہ اس الہام کے معنے صرف ظاہری کپڑے ہیں میرے نزدیک اس کے اول معنے حضرت مسیح موعود کے رفقاء ہیں اور ان معنوں میں جب ہم اس الہام کا ترجمہ کریں گے تو مراد یہ ہوگی کہ لوگ ڈھونڈیں گے اور نہیں ملیں گے کوشش کریں گے کہ کاش ہمارے نصیب میں ہوتا تو ہم ان سے برکت حاصل کرتے۔ جہاں تک کپڑوں کا تعلق ہے ظاہری کپڑوں کا انشاء اللہ ان معنوں میں بھی یہ الہام پورا ہوگا اور ایک وقت میں لوگ ان کپڑوں کو بھی ڈھونڈا کریں گے مگر جب تک حضرت مسیح موعود کے صحابہ زندہ ہیں کپڑے کہلانے کا پہلا حق ان کا ہے''

مکتوب پرائیوٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی

بنام محمود مجیب اصغر مرقومہ 24 مئی 1993ء

.....نیز حضور انور نے فرمایا

''بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے دادا پڑدادا بھی صحابی تھے ماشاء اللہ چشم بددور بڑا مقدس خون ہے جو آپ کے اندر موجیں مار رہا ہے۔''

(پڑدادا) حضرت میاں الہ دین صاحب

پیدائش 1852ء بیعت 1898ء وفات 1905ء مدفون بھیرہ

آپ حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی نورالدین صاحب کے مولد و مسکن بھیرہ کے رہنے والے تھے جن کی وجہ سے اس علاقے میں احمدیت کا بہت چرچا تھا آپ کے بڑے بیٹے میاں عبدالرحمن بھیروی عالم جوانی میں تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کا مطالعہ کرکے convince ہو چکے تھے ان کے آگے بڑی رکاوٹ ان کے والد تھے یہ 1898ء کی بات ہے انہوں نے چپکے سے قاریان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کر لی اور خط لکھ کر اپنے والد کو اس کی اطلاع کر دی جس سے ان کو بہت رنج پہنچا اور اس نیت سے اپنے بیٹے کے پیچھے بھیرہ سے قادیان چلے گئے کہ حضرت مسیح موعود کو نزول ابن مریم کی احادیث دکھا کر اپنے بیٹے کو واپس لے آئیں گے ۔

جب حضرت مسیح موعود کی مجلس عرفان میں حاضر ہوئے تو انہی احادیث کی تشریح ہو رہی تھی حضرت مسیح موعود کا نورانی چہرہ دیکھ کر پہچان گئے کہ یہ کذاب کا مکار کا چہرہ نہیں ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور وہیں دستی بیعت کر کے صحابہ میں شامل ہو گئے اپنے سعادت مند بیٹے کو صرف اتنا کہا کہ تم اپنے باپ پر سبقت لے گئے ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:

''بعض سعید ایسے بھی ہیں کہ چہرہ دیکھ کر پہچان جاتے ہیں کہ یہ کذاب اور مکار کا چہرہ نہیں۔'' (لیکچر سیالکوٹ)

حضرت مسیح موعود کی کتاب تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 188 پر لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہونے کے سلسلہ میں آپ کا نام بھی بطور گواہ درج ہے۔

''نمبر 191 الہ دین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور''

(دادا) حضرت الحاج میاں عبدالرحمن صاحب بھیروی

پیدائش 1874ء بیعت 1898ء وفات 1924ء مدفون جدہ (حجاز) سعودی عرب

آپ ہمارے خاندان کے بانی احمدی تھے 1898ء میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود کی دستی بیعت کرکے صحابہ میں شامل ہوئے کمال حکمت سے اپنے والد صاحب کو قادیان بلایا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ان کے سوال کرنے

کی نوبت ہی نہیں آئی اور حضور کا پر نور چہرہ ہی دیکھ کر دستی بیعت کر لی پھر واپس بھیرہ آکر دونو باپ بیٹے نے اپنے خاندان کے زیر اثر لوگوں کی بیعت کروائی

آپ جلسہ سالانہ قادیان پر اپنی فیملی سمیت حضرت خلیفۃ المسیح اول کے پاس قیام فرماتے تھے

جب حضرت مصلح موعود نے نظام جماعت قائم فرمایا تو آپ بھیرہ کے سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے

مسجد نور بھیرہ کے پس منظر میں آپ ہی تھے جب حضرت خلیفۃ المسیح اول نے اپنا آبائی گھر مسجد کے لئے دے دیا آپ نے دعوت الی اللہ کی غرض سے ایک اشتہار بھی شائع کیا جس کا عنوان تھا" آریوں کا خدا،عیسائیوں کا خدا اور مسلمانوں کا خدا"

یہ اشتہار ہمارے گھر میں موجود تھا کہ 1974ء کے ہنگاموں میں جب والد صاحب کے گھر پر حملہ ہوا تھا اور سامان لوٹ لیا تھا اور سامان کو آگ لگا دی تھی ضائع ہو گیا اس کی عبارت والد صاحب کی کتاب" بھیرہ کی تاریخ احمدیت" میں محفوظ ہے

دادا جان کا سفر حج

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت کے دسویں سال 1924ء میں اپنی والدہ کے اصرار پر آپ اپنی والدہ محترمہ اور دو چھوٹے بھائیوں کو لے کر حج کے لئے روانہ ہوئے۔بھیرہ سے بمبئی کا سفر ٹرین پر کیا اور بحری جہاز کے ذریعے جدہ کی بندرگاہ پر اترے اور مکہ پہنچ کر سب نے فریضہ حج ادا کیا۔اس زمانے میں ہندوستان کی بندرگاہوں سے حجاج کے لئے مغل شپنگ لائن جدہ کی بندرگاہ تک لے جاتی تھی بندرگاہ بمبئی کی حجاج کو بحری سفر کے ذریعے حج پر لے جانے کی ایک طویل تاریخ ہے

جدہ کی بندرگاہ حجاج کے لئے Gateway to Makkah for Hajj کہلاتی ہے بحر ہند (بحیرہ عرب) سے جہاز گلف آف عدن اور Red Sea (بحر احمر) کے ذریعے جدہ پہنچتے تھے۔اس زمانے میں جدہ سے مکہ تک کا سفر عموماً اونٹوں پر کیا جاتا تھا۔

حج اکبر

8ذی الحجہ 1342ھ بمطابق 11 جولائی 1924ء جمعہ کا دن تھا گویا آپ کو اپنی والدہ اور دونوں بھائیوں سمیت حج اکبر کی سعادت نصیب ہوئی۔ان کی والدہ کی خواہش اور دعا تھی کہ انہیں حج کی سعادت کے بعد اللہ تعالی اپنے پاس بلا لے چنانچہ حج کرنے کے بعد وہ مکہ میں ہی فوت ہوگئیں ہمارے بزرگ بتاتے تھے کہ وہ اپنا کفن ساتھ لے کر گئی تھیں ان کا نام فاطمہ بی بی تھا اور میری پڑدادی تھیں وفات کے بعد وہیں مکہ کی سرزمین میں ان کی تدفین ہوئی

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

جنگ مکہ

اس وقت سلطنت آف نجد اور کنگڈم آف حجاز کے درمیان جنگ جاری تھی گو مکہ کا رستہ حج کے لئے کھلا تھا تاہم مدینہ کا رستہ بند تھا اور حجاز میں ہنگامی صورت حال تھی۔حجاز میں خلافت عثمانیہ کا سلطان حکمران مقرر کرتا تھا یہ حکمران شریف مکہ کہلاتا تھا۔1916ء میں شریف مکہ حسین بن علی نے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندان بنو ہاشم کی نسل میں سے تھے حجاز میں خودمختار حکومت قائم کر لی جو کنگڈم آف حجاز (المملکۃ الحجازیۃ الھاشمیہ) کہلاتی تھی لیکن 1924ء میں عرب کے وسط سے سلطنت نجد کے امیر کنگ عبدالعزیز بن سعود نے حجاز پر حملہ کر دیا اور طائف فتح کر لیا جس کے بعد شریف مکہ حسین بن علی حکومت اپنے بیٹے علی بن حسین کو سپرد کر کے جدہ کی طرف بھاگ گیا حسین بن علی نے بطور کنگ آف حجاز 10 جون 1916ء سے 3 اکتوبر 1924ء تک حکومت کی۔اور اس کے بیٹے علی بن حسین نے 3 اکتوبر 1924ء سے 19 دسمبر 1925ء تک حکومت کی حتی کہ حجاز کو نجد کے ساتھ ملا کر ابن سعود نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

جدہ میں قیام

1924ء کا حج ان حالات میں 11 جولائی کو ہوا تھا حجاج کو کہا گیا کہ وہ حج کے بعد واپس اپنے ملک چلے جائیں یا مدینہ کا رستہ کھلنے تک انتظار کریں۔اس وقت احمدی حجاج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عرب نژاد معروف صحابی حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب (دادا سید کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے

نیویا و نانا صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب) کے گھر جدہ میں ٹھہرے تھے چنانچہ یہ قافلہ بھی جدہ میں رک گیا لیکن دسویں روز دادا جان کی بھی جدہ میں وفات ہوگئی اور وہیں آپ سپردخاک کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی وفات کے وقت عمر 50 سال تھی۔ آپ کے بھائی عرب میں ایک دو سال مزید رہ کر واپس آئے۔ ہماری دادی غلام بی بی پہلے ہی فوت ہو چکی تھی اس لئے اس سانحہ کے بعد ان کی اولاد پر کسمپرسی کا زمانہ آ گیا۔ ہمارے والد میاں فضل الرحمن صاحب بسمل نے ہمت کر کے حضرت مصلح موعود کی دعاؤں سے پرائیویٹ پڑھ کر بی اے بی ٹی کر لی اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق بھی پائی۔ بھیرہ جماعت کے امیر کے طور پر خدمت کی 1974ء میں سخت اذیت اٹھا کر بالآخر ربوہ ہجرت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی مہربانی سے چند سال واقف زندگی بعد از ریٹائرمنٹ کے طور پر جامعہ احمدیہ ربوہ میں تدریس کی توفیق پائی۔ کتاب مصالح العرب (صلحاء العرب وابدال الشام وعباد اللہ من العرب) جلد اول مؤلفہ محمد طاہر ندیم صاحب مربی سلسلہ عربیک ڈیسک یوکے

سید کمال یوسف صاحب نے اپنے دادا حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب پر ایک تفصیلی مضمون لکھا جو اس کتاب کے صفحہ 37 تا 44 پر درج ہے اس کے صفحہ 41 پر زیر عنوان "احمدی حجاج کرام کی خدمت کی سعادت" لکھا ہے

''حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، حضرت نانا جان میر ناصر نواب..... یکم اکتوبر 1912ء کو جدہ پہنچے تو چھ روز تک حضرت ابوبکر یوسف رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کی سعادت بخشی..... ......1924ء میں مکرمی محمود مجیب اصغر صاحب کی روایت کے مطابق ان کے دادا جان مکرم میاں عبد الرحمن بھیروی نے بھی وہاں قیام فرمایا......''

حضرت حاجی میاں فضل الٰہی صاحب

آپ ہمارے دادا کے بھائی تھے 1924ء میں اکٹھے حج پر گئے تھے ان کی تصویر ربوہ الفضل کی گیلری میں صحابہ میں شامل ہے غالباً مخزن التصاویر میں بھی ہے۔ ان کا ایک سعادتمند پوتا عبد القدوس قمر جاوید کئی سال دفتر تحریک جدید ربوہ میں خدمت کر کے یوکے شفٹ ہو گیا ہے اور وہاں بھی جنرل سیکرٹری یوکے کے دفتر میں خدمت کر رہا ہے۔ الحمدللہ۔

قدرت ثانیہ کا ظہور

مکرم حمید المحامد صاحب

الٰہی رنگ سے رنگین ہے ہر قدرتِ ثانی
نیابت میں مسیح پاک کے یہ شکل نورانی
برستے ہیں تیرے انوار و انعامات ربانی
ترا جود و کرم بندے پہ اور اس درجہ ارزانی
کرم ہے اے مرے مولا ترا یہ لطف بے پایاں
مٹا جب نقش اول تو ملا پھر مظہر ثانی
خدا کو اپنے بندوں کا لحاظ و درد ہے کتنا
مسیح پاک کا نعم کو دیا پھر نقش لاثانی
تھا جو خوف و خطر پل بھر میں سب کافور کر ڈالا
خلافت کی جدائی تھی ہمیں بے سر و سامانی
لگے چھٹنے اندھیرے غم کے پھر آہستہ آہستہ
کہ تنویر مسرت بن کے آیا یوسف ثانی
وہ اک ماہِ مبیں بن کر فرازِ دہر میں اُبھرا
چمک نے جس کی خیرہ کر دیے سب تاج سلطانی
اعادہ کر رہا ہے پھر سے وہ اسباق پارینہ
ترقی کیلئے لازم ہے یہ تعلیم دہرانی
جماعت میں نئے سر سے اٹھی ہے موج بیداری
ہر اک چھوٹا بڑا بڑھ چڑھ کے اب کرتا ہے قربانی
وہ دن آتے ہیں دنیا پھر وہی ادوار دیکھے گی
محمد کی حکومت اور محبت کی فراوانی
علم و توحید کا لہرائے گا اکناف عالم پر
سمٹ آئے گی سب دنیا بصدق نور ایمانی
خلافت کا سدا یہ سلسلہ قائم رہے یارب
یہی فتح میں ہے اور یہی ہے فضل ربانی پر



تصویریں بولتی ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ
پادری لیفرائے کو ہندوستان سے ولائت تک بھگانے کا اعترافی حوالہ

* اُسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولائت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوتان کو عیسائی بنالوں گا ۔ولائت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئیندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا اتلاطم برپا کیا۔۔۔مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے اور جس عیسیٰ کے آنیکی خبر ہے وہ میں ہوں پس تم اگر سعادتمند ہو تو مجھکو قبول کرلو۔اس ترکیب سے او سنے لیفرائی کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولائت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔۔مولوی غلام احمد قادیانی نے تو اپنا پہلو بدل کر اس کو اور اُس کی جماعتوں عاجز کر دیا''




مُعجز نما عکسی
مترجم پرُ دو ترجمہ
کتب خانہ رشیدیہ دھلی

’’قبلہ! خدارا آپ ختم نبوت کی یہ تفسیر نہ کریں اس سے احمدی جیت جائیں گے‘‘

(وشال منصور فرینکفرٹ)

سوا صدی کی مسافت کے بعد سلطان القلم کے مقابل پر تھکی ہاری مذہبی پیشوائیت کی جھنجھلاہٹوں کی داستان اور مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرہ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار کی عملی تصویر

پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تازہ خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 2023 میں امام آخر الزماں مسیح دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں آسان اور سلیس زبان میں خاتم النبیین اور خاتم الکتب کی عارفانہ تفسیر سمجھاتے ہوئے فرمایا ’’ ہمیں اللہ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے، ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ ﷺ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے، کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے‘‘

محترم قارئین آج سے سوا صدی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گلا گھونٹ کر نبوت کو ختم کرنے کے جس نامناسب اور خلاف علوشان مصطفےٰ مفہوم لینے سے مخالفین کو منع کیا تھا آج سوا صدی کی مسافت کے بعد تھکی ہاری مذہبی پیشوائیت اس بات کا برملا اظہار کر رہی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس کے بغیر ہم احمدیت کا راستہ روک نہیں سکتے۔ اور حیرت کی بات ہے ہر گروہ دوسرے پر ناراض ہو رہا ہے کہ ’’آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتی ختم نبوت کے یہ معنی نہ کریں اس سے قادیانیوں کو فائدہ ہو رہا ہے‘‘ ’’قبلہ آپ ختم نبوت کی یہ تفسیر نہ کریں اس سے قادیانی جیت جائیں گے‘‘ ’’خدارا ختم نبوت کے یہ معنی کر کے قادیانیوں کو space نہ دیں‘‘۔ صرف اور صرف گلا گھونٹ کر نبوت ختم کرنے کی سعی لاحاصل میں اب تک ’’اول الانبیاء ہونے کا انکار کر چکے ہیں۔ لولاك لما خلقت الافلاك کا بھی انکار کر دیا ہے۔ اور اب تو متیٰ وجبت لك النبوۃ کا بھی انکار كنت عند الله خاتم النبيين وان آدم بين المآء والطين اور انی عند الله لخاتم النبيين و ان آدم لمنجدل في طينه کا بھی انکار کر دیا۔ آیئے میں آپ کو اس اجمال کی تفصیل سے متعارف کرواتا ہوں

آج سے سوا صدی پہلے ہندوستان کی ایک چھوٹی سی بستی قادیان میں 1889 میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے آنحضور ﷺ کی غلامی میں اور آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی مسعود اور مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ 23 مارچ 1889 میں بیعت لینے کا اعلان کیا ہی تھا کہ ہر طرف سے مخالفت کے جھکڑ چلنے لگ گئے۔ اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے، دشمن تو دشمن اپنے بھی اس سے بیگانے ہو گئے۔ ایک طرف جہاں سعید روحیں حلقہ بیعت میں شامل ہونا شروع ہوئیں تو وہیں دوسری طرف تمام فرقوں کے عمائدین کفر کے فتاویٰ کے ساتھ یک مشت اور یک جان ہو گئے۔ ہر ’’شیخ عجم‘‘ کا دعویٰ تاریخ نے نوٹ کیا کہ ’’اس فرقے کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہے‘‘ ’’میں نے ہی اسے آسمان پر بٹھایا تھا اب میں ہی اسے نیچے گراؤں گا‘‘ ’’میرے ہی ہاتھوں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنا لکھا ہے‘‘ وقت گزرتا گیا۔ وعدے اور دعوے بڑھتے گئے۔ 1933 آیا پھر 1947 آیا پھر 1953 آیا پھر 1974 آیا پھر 1984 آیا اور پھر زمانہ 2023 تک سمٹ آیا۔ تباہ و برباد کرنے کے دعوے

تو پورے نہ ہوئے لیکن وہ آواز جو ایک چھوٹی سی دور افتادہ بستی سے اٹھی تھی ایک طرف تو دنیا کے شش جہت میں مثل خوشبو پھیل گئی تو دوسری طرف کا مخالف کیمپ ،صرف دنیا داروں کی اسمبلیوں سے کفر کے فتاویٰ اور دائرہ اسلام سے خروج کی بھیک اکھٹی کرتے رہ گئے۔

اس پس منظر کے ساتھ جب ہم 2023 سے پیشوائی افکار کے افق پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک عجیب سراسیمگی کی فضا نظر آتی ہے ایک طرف جب اس جماعت کی تعداد کے بارہ میں اعلان کیا جاتا ہے تو بتایا جاتا ہے کہ یہ تو چند لاکھ ہیں اور اب اسلام آباد ہائی کورٹ میں اسے مزید REDUCE کر کے چند ہزار تک لے آئے ہیں اور دوسری طرف اس جماعت سے خوف کا یہ عالم ہے کہ پہلے بریلوی دیوبندیوں کو احمدیہ جماعت کی ختم نبوت کی تفسیر سے ڈرار ہے تھے پھر بریلوی یوبندیوں کو ڈرانا شروع ہوئے اور اب بریلوی بریلویوں کے چلا چلا کر سمجھا رہے ہیں۔عجیب نفسانفسی بنی ہوئی ہوئی ہے۔

ختم نبوت کے کوئی ایسے نئے سے معنے بنانے کی جدو جہد میں جو کسی طرح سے احمدیت کا راستہ روک سکیں فیصل آباد اور لاہور کی بریلوی دنیا کے" فخرین اسلاف اور کنوز الاعمال علماء'' اور ان " پہاڑوں جیسے علماء" کے حامیان ،اور شاگردان اور ان کے گروپ ایک دوسرے سے بری طرح دست و گریبان ہیں ۔ایک دوسرے کو للکارنے اور پھر مناظروں اور مباحثوں کے لئے مدرسوں اور ان کے پنڈالوں کی تیاریاں۔اور ایک دوسرے پر قادیانی نواز کے تبرے ۔ ایک قیامت ہے جو سوشل میڈیا پر دیو بندی دنیا کے بعد اب بریلوی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔آیئے آپ کو مثل کلمة خبیثة کشجرہ خبیثة اجتثت من فوق الارض ما لھا من قرار کی عملی تصویر دیکھا تا ہوں

احمدیوں کو تو پسنا چاہئے تھا مگر یہ ابھر رہے ہیں

4 جون 2018 کو فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے بریلوی دنیا کے شیخ الحدیث و امام المناظرین جناب سعید احمد اسد صاحب نے ایک وفد کے ساتھ دیو بندی شیخ الحدیث مولانا الیاس گھمن صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔اس ملاقات کی ویڈیو یوٹیوب پر موجود ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ" یہاں آنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ اس وقت ملک میں دین دشمن لابیاں بڑی تیزی سے سرگرم عمل ہیں۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ قادیانی پستے مگر وہ ابھر رہے ہیں اور ان کو اُبھارا بھی جارہا ہے اور جو لوگ ان باطل چیزوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔آگے پھر ان کی اتحاد اور مل جل کر کام کرنے کی اپیل ہے۔

بریلو ! ہمیں احمدیت کا راستہ روکنے کے لئے آپ ﷺ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہوگا۔دیوبندی مولوی صاحب کی اپیل

اسی دوران ایک دیوبندی مولوی صاحب نے بریلویوں کو مخاطب کرتے ہوئے سمجھایا کہ اگر احمدیوں کا راستہ روکنا ہے تو ملاقاتوں سے کچھ نہیں ہوگا اپنی ختم نبوت کی تفسیر بدلنا ہوگی ہمیں آپ ﷺ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہوگا۔ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب اپنی تقریر میں اس ویڈیو کلپ کو پیش کرتے ہیں۔دیو بندی مولوی صاحب جماعت احمدیہ کے علم کلام سے ڈراتے ہوئے تجویز دے رہا ہے اور سوال پوچھ رہا ہے" آپ کہتے ہو آپ ﷺ کو نبوت اس وقت ملی جب آدمؑ مٹی گارے میں تھے۔آدم کو نبوت بعد میں ملی ۔نوح کو نبوت بعد میں ملی۔موسیٰ کو نبوت بعد میں ملی۔عیسیٰ کو نبوت بعد میں ملی۔ ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء کو نبوت بعد میں ملی اور ان سب نبیوں سے پہلے نبوت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ملی ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر سب سے پہلے آپ ﷺ کو نبوت ملی تو ختم نبوت کا کیا معنیٰ ہوا؟ پھر تو آپ ﷺ پہلے نبی ہوئے آخری کیسے بن گئے؟ اگر چہ یہ عقیدہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو نبوت مل گئی تو آپ کے بعد اب نیا نبی کوئی نہیں بن سکتا۔قادیانی نے کہا ایک نبی میں بعد میں آیا۔انہوں نے کہا اگر ایک مانیں تو وہ ہے ختم نبوت کا منکر اور جو سوا لاکھ مانے وہ ختم نبوت پر دھرنا دے رہا ہے۔میں نے یہ مسئلہ چلایا تھا کہ جب تم سب سے پہلا نبی مانتے ہو تو خاتم النبیین اور آخر النبیین کے منکر بن جاتے ہو۔جب میری یہ بات ان بریلویوں کے مولویوں تک پہنچی تو سرگودھا کا ایک شیخ الحدیث جو سیالوی بھی ہے اس کو اس بات کی سمجھ آگئی اور فیصل آباد کا ایک سعید اسد ہے اس کو بھی بات سمجھ آگئی۔انہوں نے کہا کہ یار! بات تو واقعی تیری درست ہے ہم

تو آخری نبی نہیں مانتے اس اشرف سیالوی نے پھر ایک کتاب لکھی کہ نبی کریم ﷺ کو نبوت 40 سال کی عمر میں ملی۔ وہ سعید اسد اور اشرف سیالوی انہوں نے کہا کہ "تم جو پہلا نبی مانتے ہو تم ختم نبوت کے منکر ہو۔ آج بریلویت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ میں نے کہا مولویو! جب آپ کو اس وقت نبوت ملی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوا لاکھ نبی کو نبوت آپ ﷺ کے بعد ملی بتاؤ پھر ختم نبوت کا کیا معنی ہے؟" احمدیت کا راستہ روکنے کا کیا خوبصورت حل نکالا ہے۔ ماٰلھا من قرار کا سفر جاری ہے

ہمیں احمدیت کا راستہ روکنے کے لئے آپ ﷺ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہوگا۔ آپ کو بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟

ایک بریلوی مولوی کی دوسرے بریلویوں کو اپیل

فیصل آباد کے بریلوی امام المناظرین کو دیوبندی عالم کی یہ تجویز پسند آگئی کہ احمدیت کا راستہ روکنے کا آسان حل یہی ہے کہ آپ ﷺ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کر دیا جائے مگر لاہور سے تعلق رکھنے والے بریلوی دنیا ہی کے "کنز العمال، فخر اسلاف"، جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب ان کے خلاف آڑے آ گئے۔ دونوں میں شدید ٹھن گئی۔ دونوں صاحبان بڑے بڑے مدرسوں کے مہتمم صاحبان بھی ہیں۔ دونوں کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ بزرگوں میں ٹھنی تو شاگردوں میں بھی ٹھن گئی۔ دونوں طرف سے مورچے بن گئے اور یوٹیوب پر اکابرین کے کلپس کے ساتھ ساتھ ان کے شاگردوں نے بھی میدان سجا لیا۔ مناظروں کے چیلنج در چیلنج یوٹیوب کا حصہ بننے لگے۔ 23 جولائی 2019 کی ڈاکٹر جلالی صاحب کی ویڈیو کے جواب میں جناب سعید احمد اسد کی درد بھری اپیل سنئے اور پھر بتایئے احمدیت کا نام لے کر ایک مولوی دوسرے مولوی کو کیوں ڈراتا ہے۔ فرمایا "حضرت صاحب آپ کو کیوں سمجھ نہیں آ رہی؟ آپ قادیانیوں کو تقویت دے رہے ہیں۔ اس سوال کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ سرکار تو ازلی نبی تھے پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بعد میں آئے اور ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا تو ایک مرزا قادیانی کے آنے سے نبوت میں کیسے فرق پڑتا ہے؟ آپ قادیانیوں کو خدارا SPACE نہ دیں۔ میری خواہش ہے کہ بزرگ درمیان میں آئیں اور ہماری بات سنیں کہ کس طرح قادیانیوں کو دعوت دی جا رہی ہے۔ آپ کو ابھی تک سمجھ نہیں آئی؟؟ آپ خاتم النبیین کے کیا معنی کرتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے تو یہ معنی کیا درست ہے؟ یہی تو قادیانی پوراز ور لگاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو پھر جناب عیسیٰؑ کیسے آئیں گے؟ تو تمہاری بات کہنے سے قادیانیوں کو SPACE ملتی ہے۔ جو بات میں کہتا ہوں (معنی اول الانبیاء کا انکار) اُس سے قادیانیت کا دروازہ بند ہوتا ہے۔"

خدا را جاگئے اور اپنی ختم نبوت کی تفسیروں کو نئے سرے سے سوچئے ورنہ احمدیت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا

پھر 25 جولائی 2019 کو آپ نے ایک اور درد بھری اپیل بریلوی دنیا کے سامنے رکھی کہ خدارا جاگئے اور اپنی ختم نبوت کی تفسیروں کو نئے سرے سے سوچئے ورنہ احمدیت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ احمدیت کا دروازہ بند کرتے ہوئے مولوی صاحب کی ما لھا من قرار کی ایک اور تصویر دیکھئے۔ فرمایا "**خاتم النبیین** کا مطلب ہے آخر من نُبی اور مرزائی کیا ترجمہ کرتے ہیں کہ نبیوں کی مہر۔ یعنی جس کی مہر لگ لگ کے آگے نبی بنیں۔ تو پھر سوچئے ہماری تقریروں نے کیا اسلام پھیلانے میں اضافہ کیا ہے یا مرزائیت کو فائدہ پہنچایا ہے تو خدا کے لئے میں ان سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ جب میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتا ہوں تو میری سوچ کو سوچو (یعنی احمدیت کا دروازہ بند کرنا ہے چاہے کوئی عقیدہ ختم کر دو) میں ختم نبوت کا محافظ بن کر کھڑا ہوں۔"

آپ ﷺ کو اول الانبیاء ماننے والے سارے ختم نبوت کے غدار ہیں کافر ہیں۔۔ احمدی دروازہ بند کرنے کے لئے آخری اپیل

پھر 27 جولائی 2019 کو مولانا سعید احمد اسد صاحب نے ناسمجھ بریلوی علماء کی آنکھیں کھولنے کے لئے احمدیت کی ترقیات سے ڈراتے ہوئے یہ اعلان فرمادیا کہ" جو یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے نبی بنایا گیا وہ ختم نبوت کے غدار ہس ڈ۔ اگر آپ ﷺ کو نبوت ملی تھی عالم ارواح میں تو جناب آدمؑ کو تو آپ ﷺ کے بعد ملی۔ جناب نوحؑ کو جناب ابراہیمؑ کو نبوت آپ ﷺ کے بعد ملی جناب موسیٰؑ کو تو آپ کے بعد ملی اور جناب عیسیٰؑ کو بھی بعد میں

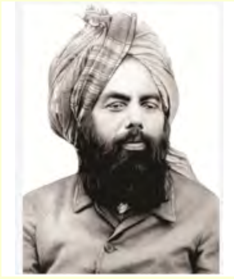
ملی ۔ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو نبوت سرکار ﷺ کی نبوت کے بعد ملی اور جناب اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی سرکار کیا فرماتے ہیں کہ جو آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے تو وہ کافر ملحد فی النار"

اول الانبیاء کا انکار کروانا یہ دیوبندی سازش ہے ۔۔ بریلوی عالم دین کی دوسرے بریلوی عالم دین کے خلاف بریلویوں کو وارننگ

31 جولائی 2019 کو جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے دو کلپ یوٹیوب کا حصہ بنے اور آپ نے جناب سعید احمد اسد صاحب اور ان کے کیمپ کو دیوبندی سازش کا شکار بتا کر مالھا من قرار کے ایک اور روپ کو ہمارے سامنے پیش کر دیا ۔ فرمایا " اس گھر کو آگ گ گئی گھر کے چراغ سے ۔جن جملوں سے وہ دیوبندی اہل سنت کو معاذ اللہ منکر ختم نبوت گردان رہا ہے اور طعنے دے رہا ہے وہ جملے ہو بہو آج زبان مولانا سعید احمد اسد کی ہے اور جملے اس دیوبندی کے ہیں ۔ یہ تو دیوبندیوں کا قول ہے کہ اگر آپ ﷺ اول النبیین ہیں تو آپ خاتم النبیین نہیں ہو سکے ۔ ان لفظوں پر دیوبندی اپنے گھروں میں جشن منا رہے ہیں ۔سُنیوں ! یہ دیوبندیت پھیلائی جا رہی ہے یہ وہابیت پھیلائی جا رہی ہے ۔ابن تیمیہ کی زبان پھیلائی جا رہی ہے اور مہرہ بنا ہوا ہے یہ بریلوی ۔"

پھر مولانا سعید احمد اسد کے ایک اور کلپ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا " آج کے کلپ میں انہوں نے بڑا زور لگایا ہے کہ جو اول ہوتا ہے وہ آخر نہیں ہوتا اور جو آخر ہوتا ہے وہ اول نہیں ہوتا م یہ کہ جب تم رسول کریم ﷺ کو اول الانبیاء کہتے ہو تو پھر آخر الانبیاء کیسے مان سکتے ہو ۔ پھر یہ کہتے (مولانا سعید اسعد صاحب) ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ آخری نبی اور حدیث کہتی ہے اول النبی ۔ اب اول اور آخر تو ضدیں ہیں جو اول ہوتا ہے وہ اس اعتبار سے آخری نہیں ہوتا اور آخر ہوتا ہے وہ اس اعتبار سے اول نہیں ہوتا ۔

پھر جلالی صاحب نے سعید اس صاحب کا ایک پرانا کلپ چلایا اور فرمایا کہ آج میں نئے سعید اسد کو پرانے سعید اسد کے سامنے کھڑا کر رہا ہوں ۔ پھر ان کا پرانا کلپ چلایا جس میں آپ دیوبندیوں کو للکارتے ہوئے فرماتے ہیں " آپ اول بھی سرکار ہیں اور آخر بھی سرکار ہیں ۔مولوی نانوتوی صاحب نے جو



ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال؟
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال
ہے تعجب آپ کے اس جوش پر
فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیمِ فرقاں ہے بھلا؟
کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا
مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں؟
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربا ن ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

❁❁❁❁❁❁❁❁

معنی کیا ہے وہ یہ ہے کہ خاتم النبیین وہ ہے جس سے فیض لے کر دوسرے نبی بنیں خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کون ہوتا ہے جس کے فیض سے دوسرے نبی بنیں ۔ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام) نے کیا کہا کہ جس کی مہر لگ کر نبی بنیں اور یہ ترجمہ کہاں سے لیا اسی تحذیر الناس سے کہ خاتم النبیین کا مطلب جس کے فیض سے نبی بنیں ۔۔ آغاز بھی اعزاز کی بات ہے اور اختتام بھی ۔لیکن آغاز آغاز اور اختتام اختتام میں فرق ہوتا ہے جو پہلے آئے وہ بعد میں تقریر نہیں کرتا اور جو آخر پر آئے وہ پہلے تقریر نہیں کرتا لیکن نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جو اول بھی ہیں اور آخر بھی"

یوں دیوبندی اثر کے تحت بریلویت کا ایک کیمپ اس درجہ تک کھسک آیا ہے کہ احمدی احباب سے مناظرہ جیتنے کے لئے ضروری ہے کہ پرانی تمام تفسیریں، تمام تشریحات تمام معنی، یعنی آخری نبی۔ افضل نبی۔ نبیوں کی مہر۔ وغیرہ سب کینسل کر کے نیا معنی یعنی بالکل نیا نکور معنی اختراع کیا جائے۔ آخر من نُبی ۔۔۔ یعنی جس کو سب سے آخر میں نبی بنایا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بغیر کسی بھی طرح سے ہم احمدی معنوں کو نہ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ان کا راستہ روک سکتے ہیں۔ اب ظلم یہ ہو گیا کہ مولانا سعید احمد اسد کے جوڑے ہوئے ہاتھ اور ترلے اور گرلانے کے باوجود نہ صرف باقی بریلویوں نے یہ "خدمت اسلامی" قبول نہیں کی بلکہ اُلٹا انہیں ہی ختم نبوت کا منکر قرار دے دیا ہے۔

https://youtu.be/1LnXCEuvs1w

https://youtu.be/g2wqI-4XouU

https://youtu.be/oO5kgZCbDB4

https://youtu.be/wN_fnNhUQ5E

https://youtu.be/EJRRwzaf3jM

https://youtu.be/BYL6m6Wau_A

https://youtu.be/nhuoWH8u3VQ

جس طرح زیادہ بارش رحمت سے زحمت بن جاتی ہے اسی طرح اب نبوت ختم ہونا رحمت ہے ورنہ۔۔۔

"۵ر ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲/ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو گلستانِ انیس، شہید ملت روڈ کراچی میں تحفظِ ختمِ نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس میں نائب رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن مولانا احمد یوسف بنوری نے بعنوان "حق و باطل کی آویزش میں ختمِ نبوت اُمت کی آخری پناہ گاہ" خطاب فرمایا، آپ کا یہ خطاب ادارہ بینات نے تحریری صورت میں شائع کیا ہے۔ آپ ختم نبوت کی مثال دیتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ دیکھو بارش تو نعمت خداوندی ہے اگر ایک حد تک ہو اور اگر زیادہ ہو جائے تو کیا ہوتا ہے زحمت بن جاتی ہے تو اس لحاظ اب نبوت کا رکنا ہی رحمت ہے ورنہ۔۔۔ استغفر اللہ۔ آپ کا پورا بیان پیش خدمت ہے۔

"عزیزانِ گرامی! قادیانیت نے یہ فریب دیا کہ نبوت ایک خدائی نعمت ہے، جسے جاری رہنا چاہیے، مگر انہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بارش نعمت ہے، رحمت ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ بارش زحمت کیسے بن جاتی ہے! ہم جانتے ہیں کہ دھوپ اللہ کی نعمت ہے، جب وہ ایک خاص موقع میں ایک خاص مناسبت سے اپنی جلوہ سامانیاں دکھائے، یہی دھوپ اپنی حدود سے بڑھ جائے اور بے وقت ہو جائے تو یہ دھوپ زحمت بن جاتی ہے، یہی روشنی انسانوں کو راہ دکھانے کا باعث بنتی ہے، جب وہ ایک خاص زاویے سے بڑھے اور راستہ دکھائے اور اگر یہ روشنی آپ کی آنکھوں کا رخ کر لے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، جو صلاحیت موجود بھی ہے وہ بھی نکل جاتی ہے۔ نبوت، پیغمبریت اور اللہ تعالیٰ کا شرفِ کلام، اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی رحمت تب تھے جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے تھے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے تھے، ورنہ اس کا ختم اور مکمل ہو جانا اُمت کے لیے غیر معمولی رحمت ہے (ماہنامہ بینات نومبر 2022)

(یہ مضمون آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی ویب سائٹ پر نومبر 2022 میں بھی دیکھ سکتے ہیں)

مولانا احمد یوسف بنوری صاحب تو "زحمت" تک ہی زبان روک گئے ہیں مگر جناب مولانا مودودی صاحب 1953 کے ہنگاموں میں جماعت کے خلاف "ختم نبوت" نامی کتابچہ لکھتے ہوئے نبوت کے لئے لعنت تک پہنچ گئے "نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے"

آپ جناب اپنی کتاب "ختم نبوت" میں زیرِ عنوان "نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے" کے تحت فرماتے ہیں:

"ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہے" (صفحہ 44)

یعنی امتی نبی۔ امام مہدی، یا کسی بھی آسمانی مصلح کے انکار کی برکت سے بیہ تحفہ امت کو مل سکتا تھا۔ اور اگر یہ دروازہ بند نہ کیا جاتا تو یہ آزادی کیسے ممکن

تھی۔ کہ جو چاہے عقیدہ رکھو اور جس چاہے فرقہ میں رہو۔ چنانچہ آپ مزید فرماتے ہیں:

''یہ وحدت امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی''۔(صفحہ 44)

کسی امتی نبی کی آمد سے امت مسلمہ کو کیا فائدہ ہوگا؟ سوائے اسکے کہ تفرقہ سازی جیسی مکروہ رسم کو ہی مزید ہوا ملے گی......آپ مزید غور کرنے کے بعد اس نکتے پر پہنچتے ہیں کہ کسی بھی نئے مصلح کی آمد کا کوئی مفید حاصل تو ہو نہیں سکتا ماسوائے اس کے کہ وہ تفرقہ سازی میں مزید اضافہ کرنے والا ہوگا۔ اور ہمارے موجودہ فرقوں اور ہمارے موجودہ عقائد کے خلاف ردعمل ظاہر کرنے کی وجہ سے ہم اہل ایمان کی وحدت کو توڑنے والا ہی ہوگا۔ اس لیے آپ فرماتے ہیں:

''آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے (تمام فرقوں کے ناقل) اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے۔ اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت (بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل قرآن، اہل تشیع وغیرہ) میں بار بار تفرقہ برپا نہ ہوتا رہے''۔(صفحہ 45)

کفر و ایمان کی کشمکش سے مکمل آزادی

یوں آپ آخری فیصلہ کے طور پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر صرف کہیں امتی نبیا واجب الاطاعت مصلح کی آمد کا انکار کر دیا جائے تو حتمی طور پر ایک Long life رحمت کے طور پر یہ بات بھی ہاتھ آ جاتی ہے کہ اس طرح سب فرقوں کے سب عقائد مشرف بہ اسلام ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں ایک امت نہ بننے دے''۔(صفحہ 45)

مسلمانو! آؤ خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم ان تھوڑوں کو اَور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ اور اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ''

(روحانی خزائن ازالہ اوہام حصہ دوئم جلد 3 ص 422)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁



نیک کو کچھ غم نہیں

مَیں دوستوں کو ایک واقعہ سُنا دیتا ہوں بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ پکڑے نہیں جاتے۔

کوئی بزرگ تھے لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ بزرگ سیدھے سادے ہیں۔ ایک شخص ان کے پاس گیا اور اُن سے کہا آپ کی جو زمین ہے اُسے کاشت کروایا جائے اور جو آمد آئے وہ ہم دونوں میں تقسیم ہو جایا کرے۔ اُس بزرگ نے کہا بہت اچھا اُس بزرگ نے کہا میں تیار ہوں لیکن پہلے یہ فیصلہ ہو جائے کہ اس آمد کو کس طرح تقسیم کیا جائے تا اختلاف کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اُس شخص نے کہا فصل کا وزن کرنا تو بہت مشکل ہوتا ہے۔ (اُس کا خیال تھا کہ اُس بزرگ سے مفت میں کام لے لے) میری تجویز ہے کہ جو فصل ہم بوئیں وہی تقسیم ہو جائے۔

چنانچہ اُس شخص نے تجویز پیش کی کہ جو فصل بھی ہم بوئیں اُس کا اوپر کا نصف میرا اور نیچے کا نصف آپ کا ہو۔ اُس کا خیال تھا کہ ہم گندم بوئیں گے اور اس طرح غلہ میرا ہوگا اور بُھوسہ اس بزرگ کو ملے گا۔ وہ بزرگ سیدھے سادے نہیں تھے بلکہ عقلمند بھی تھے انہوں نے گاجریں اور مولیاں بُودیں اور پتے اُس شخص کے حوالے کر دیئے اور گاجریں اور مولیاں خود رکھ لیں۔ اُس شخص نے سمجھا کہ اس دفعہ مجھ سے دھوکا ہو گیا اگلی دفعہ سہی۔ چنانچہ اُس نے بزرگ سے کہا ایک دفعہ اور فصل بوئیں اور دونوں شراکت کریں۔ اس دفعہ آپ اوپر کا حصہ لیں اور میں نیچے والا حصہ لوں گا۔ اُس بزرگ نے اب کے گندم بودی اور غلہ آپ رکھ لیا اور نیچے کا حصہ یعنی بھوسہ اُس شخص کے حوالہ کر دیا۔ اُس شخص نے خیال کیا کہ یہ بزرگ اب بھی قابو نہیں آیا چلو ایک دفعہ اور شراکت کریں اور کوئی فصل بوئیں اُس بوڑھے نے کہا بہت اچھا اُس شخص نے کہا اس دفعہ نیچے اور اوپر کا حصہ میں لوں گا اور آپ کو بیچ کا حصہ دوں گا۔ اُس بزرگ نے اس دفعہ مکیء بودی اور نیچے اور اوپر کا حصہ اُس شخص کے حوالے کر دیا اور خود درمیان کا حصہ لے لیا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 363-364)

شمالی بنگلہ دیش کے ضلع پنچ گڑھ میں 3 مارچ 2023ء کو مولویوں اور دیگر مسلمانوں کی جانب سے جلسہ سالانہ بنگلہ دیش کے انعقاد ہونے پر شدید حملہ کیا گیا۔جس میں مکرم زاہد حسن صاحب شہید اور کئی احمدی زخمی ہوئے۔اس پس منظر میں یہ نظم کہی گئی ہے۔ایڈیٹر






فریاد

ہوا ہے ظلم معصومانِ بنگلہ دیش پر مولیٰ
ہر اک دل غمزدہ ہے اور ہر دیدہ ہے تر مولیٰ

زمیں اک کربلا سی بن گئی ہے ہم غریبوں پر
مدد کو آسماں سے خود زمیں پر اب اتر مولیٰ

لگائی نارِ بُولہبی جلائے گھر شریروں نے
الٹ دے ان کے اوپر ہی تو ان کے سارے شر مولیٰ

ترے در کے فقیروں نے کبھی چوکھٹ نہیں بدلی
کبھی دیکھا نہیں ہے دوسرا کوئی بھی در مولیٰ

یہ ہم مظلوم و بیکس تجھ سے ہی فریاد کرتے ہیں
تو سارے ظالموں کو نیست و نابود کر مولیٰ

بنے پھرتے ہیں ٹھیکیدار جو اسلام کے شیطاں
کچل کر پیس کے رکھ دے تکبر کے یہ سر مولیٰ

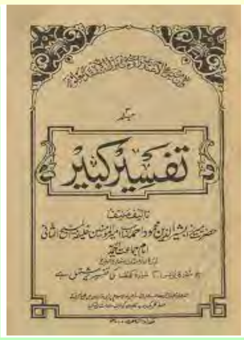
ہوا ہے خون جو زاہد حسنؔ کا ارضِ بنگلہ پر
تُو اس پر اب اُگا دے باثمر طیب شجر مولیٰ

گھنیری ہو چکی ہے رات ظلمت کی بہت لمبی
اسے اب مختصر کر دے تُو کر اس کی سحر مولیٰ

بہت ہے ناز دشمن کو جمعیت اور کثرت پر
فرشتے بھیج ، لکھ دے اک نئی فتحِ بدر مولیٰ

ظفرؔ بن کر سوالی در پہ تیرے سر بسجدہ ہے
نہ مر جائیں کہیں آ کر تُو لے جلدی خبر مولیٰ

خاکسار
مبارک احمد ظفرؔ
11 مارچ 2023ء



حضرت مصلح موعود کی تفسیرِ کبیر کا تعارف اور محاسن

جمیل احمد بٹ



امت کے موعود مسیح اور مہدی کے بارے میں آں حضرت ﷺ نے جو علامات بیان فرمائیں ان میں منجملہ ایک یہ بھی تھی کہ یتزوج ویولد له

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزولِ عیسیٰ)

ترجمہ: وہ (مسیح موعود) شادی کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔

وقت آنے پر اس پیش خبری کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمائی اور رحمت کے طور پر دیئے جانے والے اس موعود بچے کی ایک غرض یہ قرار دی کہ: 'تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔'

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ نمبر ۹۵ بار دوم ربوہ)

تدبیرِ الٰہی :

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کیونکہ علمِ الٰہی میں اس پیشگوئی کے مصداق تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیش خبری کے اس مقصد کی تکمیل کے لئے خود اپنی جناب سے قرآنِ کریم کا علم اور عرفان عطا فرمایا جس کا آغاز اوائل عمری میں ہی ہو گیا تھا جیسا کہ آپ نے خود ذکر فرمایا:

'مَیں چھوٹا ہی تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ۔۔۔ فرشتہ نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی ۔۔۔ جب وہ ختم کر چکا تو میری آنکھ کھل گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ اس تفسیر کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں لیکن معاً بعد مَیں سو گیا اور جب اٹھا تو کوئی حصہ بھی یاد نہ تھا اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر کچھ بولنا پڑا اور مَیں نے دیکھا کہ اس کے نئے نئے مطالب میرے ذہن میں نازل ہو رہے ہیں اور مَیں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر سکھانے کا یہی مطلب تھا چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔'

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد اوّل صفحہ نمبر ۶ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کو تعلیم القرآن کا یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہا جیسا کہ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا :

'قرآنِ کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں اور مَیں اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اس نے کئی ایسی آیات جو مجھ پر واضح نہیں تھیں ان کے معانی بطور وحی یا القاء میرے دل پر نازل کئے اور اس طرح اپنے خاص علوم سے اس نے مجھے بہرہ ور کیا۔ مثال کے طور پر سورۃ بقرہ کی ترتیب کو پیش کرتا ہوں۔ مَیں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ یکدم مجھے القاء ہوا کہ فلاں آیت اس کی کنجی ہے اور جب مَیں نے غور کیا تو اس کی تمام ترتیب مجھ پر روشن ہو گئی۔ اسی طرح سورۂ فاتحہ کے مضامین مجھے القاءً اور الہاماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے رویاء میں بتائے گئے تھے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے میرا سینہ سورۂ فاتحہ کے حقائق سے لبریز فرمایا۔ قرآنِ کریم کی ترتیبیں بیسوں آیات کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء مجھے سمجھائی گئی ہیں'۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ہشتم صفحہ نمبر ۴۸۳ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

اشاعتِ علمِ قرآن :

اس خداداد علم کو آپ نے خوب نشر کیا۔ وسط فروری ۱۹۱۰ء میں بعمر ۲۱ سال آپ نے قرآن مجید کا اولیں درس دیا۔ (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۱۰ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد نمبر ۳ از مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۳۱۴ نیا ایڈیشن) اور ۱۹۶۲ء میں آپ کی تفسیرِ کبیر کی آخری جلد شائع ہوئی۔ یوں اشاعتِ علمِ قرآن کی یہ تاریخ نصف صدی پر محیط ہے۔ اس عرصہ میں درسِ قرآن کے جاری

سلسلے، کم وبیش دو ہزار خطباتِ جمعہ، عیدین کے خطبات، جلسہ ہائے سالانہ، دیگر تقاریب اور جلسوں میں ہزار ہا پر معارف تقاریر میں آپ نے قرآن مجید کے مضامین بیان فرمائے۔ بڑی تعداد میں مختلف النوع مضامین پر مشتمل آپ کی مستقل تصانیف بھی اسی طرح قرآنی انوار سے پر ہیں۔ ان سب پر مستزاد تفسیرِ صغیر اور تفسیرِ کبیر ہیں۔

تفسیرِ صغیر:

حضرت مصلحِ موعودؓ نے اس عمر میں جب کمزوریٔ صحت کے سبب ڈاکٹر آپ کو آرام کا مشورہ دے رہے تھے قرآنِ کریم کے ایک با محاورہ اور سلیس ترجمہ کے بڑے کام کا بیڑا اٹھایا اور عربی زبان کی باریکیوں اور قواعد کے اندر رہ کر ایسا مربوط اور مسلسل ترجمہ کیا اور ساتھ حسبِ ضرورت مختصر تفسیر بھی کہ ہر کوئی اسے پڑھ کر قرآنِ کریم کے حسن کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی بار دسمبر ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا۔

تفسیرِ کبیر :

تفسیرِ کبیر حضرت مصلحِ موعود کے تبحرِ علمی، فہمِ قرآن اور بے انت خداداد علم و عرفان کا حیرت انگیز مظہر ہے۔ اس کا مطالعہ ہر قاری کو جہاں ایک طرف قرآنِ کریم کے بے پایاں بحرِ علم سے ہم کنار کرتا ہے وہیں قرآنی اصول مندرجہ سورۃ واقعہ ۵۶ آیت ۸۰ کے تابع کہ

''اس کے اعلیٰ درجہ کے مخفی اسرار صرف ان پر ظاہر کئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاک کئے گئے ہوں''۔

(قرآنِ کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۹۹۰ حاشیہ)

حضرت مصلحِ موعودؓ کی پاکیزگی اور تعلق باللہ بھی اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف :

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کے ایک کشف کے ذکر میں فرمایا:

'ایک چوغہ زریں جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ پھر دیکھا:

'وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیرِ کبیر کہتے ہیں'۔

اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

'تفسیرِ کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجبِ عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم'۔

(تذکرہ صفحہ نمبر ۵۶۶۔۵۶۷ ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

حتمی طور پر اگر یہ نہ بھی کہا جا سکے کہ حضرت مسیح موعود نے کشف میں جو تفسیر کبیر دیکھی وہ یہی تھی جو بعد میں حضرت مصلح موعود نے تحریر فرمائی لیکن اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی یہ تفسیر حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کے لئے بے حساب موجبِ عزت اور زینت ہوئی۔

تفسیرِ کبیر کا کچھ تعارف حضرت مصلح موعود کی زبانی :

تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے 'کچھ تفسیرِ کبیر کے متعلق' کے زیرِ عنوان ایک دیباچہ بھی تحریر فرمایا جس میں مندرج بہت سی باتیں ایسی تھیں جو تفسیرِ کبیر کا ایک منفرد تعارف ہیں۔ اس لئے اختصار سے ایسے چند نکات کا دہرانا مفید ہوگا۔

عطیۂ خداوندی :

'اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے مگر بہر حال چونکہ میرے دماغ نے بھی اس کام میں حصہ لیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کوئی بات اس میں ایسی ہو جو قرآنِ کریم کے منشاء کو پورے طور پر واضح نہ کرتی ہو۔ اس لئے مَیں نے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلام کی خوبیوں سے اپنے بندوں کو نفع پہنچانے اور انسانی غلطیوں کے نقصان سے محفوظ رکھے'۔ (صفحہ الف)

ترتیبِ مضامین :

'انشاء اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم کے معانی کا ایک سلسلہ پوری ترتیب کے ساتھ پڑھنے والے کی سمجھ میں آ جائے گا اور وہ کسی سورۃ یا کسی آیت کو بے جوڑ نہ سمجھے گا۔ ترتیب کا مضمون ان مضامین میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر سمجھائے ہیں'۔ (صفحہ الف)

سات بطن :

قرآنِ کریم کے سات بطون کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کی روشنی میں آپ نے فرمایا:

’قرآنِ کریم کی کوئی تفسیر جو سب معانی پر مشتمل ہو نا ممکن ہے‘۔ (صفحہ ب)

ضرورتِ زمانہ کے مطابق :

’اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرما کر موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے متعلق بہت کچھ انکشاف فرمایا‘۔(صفحہ ب)

گزشتہ مفسرین کی خدمات کا اعتراف :

’پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت قرآنِ کریم کی کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا‘۔ (صفحہ ب)

آپ نے گزشتہ مفسرین میں سے علامہ ابنِ کثیر ، صاحبِ محیط علامہ ابو حیان ، صاحبِ کشاف علامہ زمخشری ، طبری اور گزشتہ صدی کی تفسیر روح المعانی کا نام لے کر ذکر فرمایا۔(صفحہ ب)۔نیز لکھا

’علامہ ابو البقاء نے اعرابِ قرآن کے متعلق **املاء ما من بہ الرحمن** لکھ کر ایک احسانِ عظیم کیا ہے‘۔(صفحہ ب)

ساتھ ہی آپ نے ان تفاسیر کی چار اصولی غلطیوں کی نشان دہی بھی فرمائی۔(صفحہ ب)

تفسیرِ کبیر کے ماخذ :

اپنی تفسیر کے ماخذوں میں آپ نے سب سے اوّل اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کہ

’اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآنِ کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے‘۔(صفحہ ج)

ii۔ پھر آنحضرت ﷺ کا یہ خوبصورت ذکر فرمایا: ’آپ ﷺ نے قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ قرآنِ مجسم ہو گئے۔آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون قرآن کی تفسیر تھے۔آپ کا ہر خیال اور ہر ارادہ قرآن کی تفسیر تھا۔آپ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن کی تفسیر تھا آپ کی آنکھوں کی چمک میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپ ﷺ کے کلمات قرآن کے باغ کے پھول ہوتے تھے‘۔(صفحہ ج)

iii۔ تیسرے نمبر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ روشن الفاظ لکھے:

’(حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقع دیا‘۔(صفحہ ج)

iv۔چوتھے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولانا حکیم نور الدین بھیرویؓ کا ذکر ان محبت بھرے الفاظ میں فرمایا:

’مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں۔وہ صرف اس کے فضل سے ہے مگر اس فضل کے جذب کرنے میں حضرت استاذی المکرم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کا بہت سا حصہ ہے۔۔۔اس کے علوم کی چاٹ مجھے انہوں نے لگائی‘۔(صفحہ ج)

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد سوم صفحہ نمبر الف،ب،ج نیا ایڈیشن شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر لکھنے کی وجہ :

تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد (موجودہ جلد سوم) کے متذکرہ بالا دیباچہ کے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی چوتھی جلد کے لئے بھی ایک دیباچہ بعنوان ’کلام اللہ‘ رقم فرمایا۔ یہ جلد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے ابتدائی نو رکوع پر مشتمل تھی (موجودہ جلد اوّل)۔اس مختصر سے دیباچہ میں آپ نے اس تفسیر لکھنے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

’ مَیں نے اس امید کے ساتھ اس کلام اللہ کی تفسیر لکھی کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے یا بدقسمتی سے اس کلام پر غور کرنے کا وقت نہیں پاتے یا جن کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی ۔انہیں کلام اللہ سمجھنے کا موقع مل جائے اور اس کی اندرونی خوبیوں سے وہ واقف ہو جائیں‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد اوّل ابتدائی تیسرا صفحہ (بلا نمبر) شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے لئے حضرت مصلح موعود کی غیر معمولی محنت :

پانچ پاروں پر مشتمل تفسیرِ کبیر کی پہلی جلد دسمبر ۱۹۴۰ء میں زیورطبع سے آراستہ ہوئی۔آپ نے اس کام میں اپنے استغراق اور محنت کا ذکر یوں فرمایا:

’اس کام کی وجہ سے دو ماہ سے انتہائی بوجھ مجھ پر اور ایک ماہ سے میرے ساتھ دوسرے کام کرنے والوں پر پڑا ہے۔ یہ بوجھ عام انسانی طاقت سے بڑھا ہوا ہے اور زیادہ دیر تک برداشت کرنا مشکل ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور تصرف نہ ہو۔

(خطباتِ محمود جلد نمبر ۲۱ صفحہ نمبر ۴۷۴ شائع کردہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن)

مجموعی طور پر تفسیرِ کبیر کے لکھنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک عرصہ تک بے انتہا محنت کی اور بسا اوقات آپ صبح آٹھ بجے سے لے کر رات کے چار بجے تک اس کام میں منہمک رہتے۔ آپ کی اہلیہ حضرت سیّدہ اُمِ متین صاحبہ نے اس بارے میں یہ گواہی دی:

’جن دنوں میں تفسیرِ کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا، نہ سونے کا، نہ کھانے کا۔ پس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی‘

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد ۸ از مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۳۰ نیا ایڈیشن نظارتِ اشاعت ربوہ)

حضرت مصلح موعود کا تفسیرِ کبیر کی اشاعت کے اخراجات مہیا فرمانا

آخری پارہ کی تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ جن کی اشاعت کے لئے آپ نے دس ہزار روپے مرحمت فرمائے۔ اس کا ذکر آپ نے ان میں پہلی جلد کے مختصر دیباچہ میں یوں فرمایا:

’پارہ عمّ کی تفسیر کی طباعت کے لئے مَیں نے دس ہزار روپیہ دیا ہے اور یہ پارہ اس رقم سے شائع کیا جائے گا۔ یہ رقم اور اس کا منافع بطور صدقہ جاریہ میری مرحومہ بیوی مریم بیگم اُمِ طاہر غَفَرَ اللہُ لَھَا وَ اَحسَنَ مَثْوٰھَا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف رہے گی‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ہشتم ٹائٹل کا اندرونی صفحہ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے مسودات کا فکر :

آخری پارہ کی تیسری جلد ابھی شائع ہونی تھی کہ تقسیم ملک کا واقعہ ہوگیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کو تفسیرِ کبیر کے مسودات کا جو فکر تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان پہنچنے کے چوتھے دن بعد ہی آپ نے امیرِ مقامی قادیان کو جو ہدایات بھجوائیں ان میں تفسیرِ کبیر کے بارے میں یہ ہدایت بھی تھی:

’جو کنوائے آئے گا اس کے ساتھ تفسیر کے تین بکس دفتر سے ضرور بھجوا دیں اور مولوی محمد یعقوب کو تا کہ دو چار دن میں تفسیر کی آخری جلد مکمل کر دوں تا کہ اس طرف سے دلجمعی ہو جائے۔ باقی کام ہوتا رہے گا کون شخص ہے جس نے سارے دنیا کے کام کئے ہوں‘۔

(تاریخِ احمدیت جلد ۸ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۴۵ نیا ایڈیشن نظارتِ اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کی اشاعت کا مجموعی نقشہ :

اوّل بار ۲۲ سالوں کے دوران تفسیرِ کبیر کی ۵۲۴۷ صفحات پر مشتمل ۱۰ جلدیں آپ نے خود شائع فرمائیں اور بعد میں ۲۶۰ صفحات کی ایک اور جلد (مشتمل بر سورہ بقرہ رکوع ۹ تا آخر) آپ کے دروس کے نوٹس سے افاضہ کے ساتھ شایع کی گئی۔ مجموعی طور پر ان میں قرآنِ کریم کے ۱۳ پاروں پر پھیلی ۵۹ سورتوں کی تفسیر بیان ہوئی۔

پہلی جلد دسمبر ۱۹۴۰ء میں تفسیرِ کبیر جلد سوم کے نام کے تحت شائع ہوئی اور آخری ۱۹۶۲ء میں۔ پہلی تین کے علاوہ تمام جلدیں پاکستان میں شائع ہوئیں اور پہلی جلد کے علاوہ تمام تفسیرِ کبیر حضرت مصلح موعودؓ کے دعویٰ ’مصلح موعود‘ کے بعد شائع ہوئی۔

شائع ہونے کی ترتیب یہ تھی: پہلے گیارھویں سے پندرھویں پارے، پھر آخری پارے کی دو جلدیں پھر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے ۹ رکوع پر مشتمل حصہ، پھر آخری پارہ کی مزید دو جلدیں پھر سولہویں سے بیسویں پارے تک کی چار جلدیں اور آخر میں سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع سے آخر تک کا حصہ۔

تفسیرِ کبیر میں درج ذیل پارے شامل ہوئے:

پہلے دو پارے، تیسرے پارے کے ابتدائی ۸ رکوع، ابتدائی ۵ رکوع کے علاوہ گیارھویں سے ۲۱ پارے کے ابتدائی ۳ رکوع تک مسلسل اور آخری پارہ۔

اور درج ذیل سورتیں:

سورۃ فاتحہ (۱)، سورۃ بقرہ (۲)، سورۂ یونس (۱۰) سے سورۂ عنکبوت (۲۹) اور سورۃ النبأ (۷۸) سے سورۃ الناس (۱۱۴) تک

بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر نظارتِ اشاعت ربوہ نے تفسیرِ کبیر کی ان تمام جلدوں کو قرآنی ترتیب کے مطابق دس جلدوں میں شائع کیا اور اب مزید ایڈیشن اور تراجم اسی سے شائع ہو رہے ہیں۔

تفسیرِ کبیر کے بنیادی اصول :

حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر میں یہ بنیادی اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں کہ قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں اور اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ ان اصولوں کے تابع قرآنِ کریم میں ایک جیسے مضمون کی آیات ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اور مجموعی مضمون واضح ہو جاتا ہے پھر مختلف آیات سے متعلق احادیثِ رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اس باب میں ضروری حوالے ہیں۔

اسی طرح اس تفسیر میں عربی الفاظ کے وہی معنی اختیار کئے گئے ہیں جن کی لغت اجازت دیتی ہے اور اس غرض سے عربی زبان کی مستند لغات تاج العروس، المنجد، کلیات ابو البقاء، اقرب الموارد، لسان العرب اور قاموس کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر آیت سے پہلے حل لغات کے تحت ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

تفسیرِ کبیر کے متنوع مضامین :

قرآنِ کریم کے جن مشکل مقامات اور مضامین کی وضاحت تفسیرِ کبیر میں ملتی ہے اس کی ایک طویل فہرست بن سکتی ہے جن کا ذکر آپ کے فاضل سوانح نگاروں نے اپنے مضامین اور کتب میں کیا ہے۔ ایسی دو تحریں درج ذیل ہیں:

منّ و سلویٰ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت اور گزرگاہ، اصحابِ کہف، عرشِ الٰہی، کلام الٰہی کے امتیاز اور شجرۂ طیبہ سے مماثلت، قوم عاد، قوم ثمود، قومِ مدین اور دوسری پرانی اقوام کے متعلق تحقیق، ترتیبِ نزول و موجودہ ترتیب میں اختلاف کی حکمت، پیدائشِ عالم و تخلیقِ آدم، آنحضرت ﷺ کا عظیم الشان مقام، مسئلہ ارتقاء، آئندہ زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیش خبریاں، فلسفہ حلت وحرمت، قرآنی تمثیلات و استعارات کی پر حکمت تشریح، مقطعات، جن و انس کی حقیقت، شیطان اور سجدۂ آدم، ذوالقرنین کے متعلق تحقیق، قرآنی قسمیں وغیرہ۔

(سوانح فضلِ عمر جلد سوم از عبدالباسط شاہد صفحہ نمبر ۱۵۶۔۱۵۷ مطبوعہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

برصغیر کے مشہور نقاد اور ادیب اختر اورینوی نے تفسیرِ کبیر کے دریائے مضامین میں سے چند کا یوں ذکر فرمایا ہے :

’قصصِ قرآن کی عارفانہ تعبیریں۔۔۔ علم وحکمت، روحانیت و عرفان۔۔۔ تاریخِ عالم، قوموں کے عروج و زوال، اسبابِ زوال، سامانِ عروج، نفسیاتِ اجتماعی، فرد و جماعت کے روابط اور بندے کے اللہ سے تعلق کی اعلیٰ تحقیق و توضیح۔۔۔ معجزات، پیش گوئیاں، انبیاء اور غیر انبیاء کے خوابوں، رموزِ استعاراتِ قرآنی و مقطعات کی حقیقت، حکمتی اور ایمان افروز تعبیریں۔۔ تعلیماتِ اسلامی کا فلسفہ۔۔۔ دوسرے مذاہب کی تعلیموں اور معروف فلسفوں سے موازنہ ومقابلہ‘

(مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۶۵ بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد ۱۸ از مولانا دوست محمد شاہد صاحب صفحہ نمبر ۱۵۶ مطبوعہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر میں مذکور چند اعلیٰ نکات :

مندرجہ بالا فہرستِ مضامین مکمل نہیں اور درحقیقت تفسیرِ کبیر میں مندرج مضامین کا احاطہ دقّت طلب ہے۔ اور ان کا صحیح ادراک ان جلدوں کے مطالعہ سے ہی ممکن ہے۔ نمونتاً چند نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ انبیاء کے ذکر کی قرآنی ترتیب کی حکمت:

سورۂ مریم کی آیات ۳ تا ۵۶ میں انبیاء کا زمانہ مختلف ترتیب سے ذکر ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا پھر حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اور اس پر عیسائیوں کے اعتراض کا کیا جواب ہے؟ یہ وہ لطیف مضمون ہے جو تفسیرِ کبیر جلد پنجم کے صفحات ۲۶۲ تا

۲۶۴ میں بیان ہوا ہے جس کے آخر میں حضرت مصلحِ موعودؓ نے لکھا ہے کہ:

’انبیاء کی ترتیب کے بارے میں یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے چنانچہ تیرہ سو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں بھی یہ مضمون بیان نہیں کیا گیا اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی صرف مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس نکتہ کو کھولا جس سے اس ترتیب کی حکمت اور اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد پنجم صفحہ ۲۶۴ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

۲۔سورۃ بقرہ کی کلیدِ تفسیر کی نشان دہی:

’میرے دل پر القاء ہوا کہ یہ آیت (نمبر ۱۳۰) اس سورۃ کے مضامین کی کنجی ہے اور اس سورۃ کے مضامین اس آیت کے مضامین کے مطابق اور اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں ۔۔۔ ان مضامین کو سامنے رکھ کر جب مَیں نے سورۂ بقرہ کو دیکھا تو اس کے مضامین کو لفظاً لفظاً ان مضامین کے مطابق پایا بلکہ مَیں نے دیکھا کہ وہ مضامین بیان بھی اسی ترتیب سے ہوئے ہیں جس ترتیب سے ان کا اس آیت میں ذکر ہے اور ہر حصہ میں اس آیت کے الفاظ کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد اوّل صفحہ ۵۵ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)



۳۔ حروفِ مقطعات

کے بارے میں مفسرین کی آراء، مغربی مصنفین کے کئے گئے معنوں کے ذکر اور پھر اپنی رائے کا اظہار اور اس کے دلائل اور ان کا دیگر حروفِ مقطعات پر اطلاق، اس سارے مضمون کو دن کی طرح روشن کر دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیرِ کبیر جلد اوّل صفحہ نمبر ۶۱ تا ۷۰ مطبوعہ نظارتِ اشاعت ربوہ۔

۴۔دعا کے اصول:

تفسیرِ کبیر میں سورۃ فاتحہ سے دعا کے متعلق اصول سات بیان ہوئے ہیں (تفسیرِ کبیر جلد اوّل صفحہ ۴ تا ۶) اور ان کے بارے میں حضرت مصلحِ موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا ہے:

’سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھتے وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئے مطالب اس سورۃ کے کھولے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سات اصولوں کا انکشاف ہوا جو دعا کے متعلق اس سورۃ میں بیان ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک‘

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد اوّل صفحہ ۶ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے خصوصی اور منفرد محاسن:

تفسیرِ کبیر کئی جہات سے ایک منفرد مقام کی حامل ہے اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور اس حیرت انگیز علم و عرفان کا مظہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلحِ موعود کو عطا فرمایا اور خدائی القاء سے لکھے ہوئے ایسے مضامین سے پُر ہے جو پڑھنے والوں کو قرآنِ کریم کی عظمت کے زندہ احساس سے بے خود کر دیتے ہیں اور زبان اس خدائے علیم کے ذکر سے تر ہو جاتی ہے جس نے انسان کو وہ سکھایا جو کچھ وہ نہ جانتا تھا۔

عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ (علق ۹۶:۶)

ان محاسن کا لطف ہر پڑھنے والا اپنے ذوق، علم اور معرفت کے مطابق اٹھاتا ہے اور اس لحاظ سے نہ ان کا کوئی شمار ہے اور نہ ان کی کوئی ترتیب سب کے حسبِ حال ہو سکتی ہے۔ بطور مثال ایسے چند محاسن درج ذیل ہیں:

(ا) ضعیف روایات سے پاک:

اگر کوئی دردمند قاری دیگر (دینی) تفاسیر میں شامل بائبل کی تاریخ اور دیگر ضعیف روایات کو پڑھنے کے بعد قرآنِ کریم کو تاریخ سے متصادم پاتا ہے تو اس کے لئے تفسیرِ کبیر کا یہ حسنِ اولیٰ ہے کہ اس میں ایسی روایات اور موسوی تاریخ کا علمِ آثارِ قدیمہ کے حوالے اور مستند تاریخ کی کسوٹی اور عقل و خرد کے پیمانے سے غلط ہونا ثابت کر کے ان آیات کی ایسی تفسیر بیان کی گئی ہے جو قرآن کا حقیقی منشاء ہے اور جس پر کوئی کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

(۲) ترتیبِ قرآن کا بیان:

اگر کوئی قاری مغربی مصنفین Thomas Carlyl,Rodwell

وغیرہ کے ترتیبِ قرآن پر کئے گئے اعتراضات کا کوئی رد نہ پا کر دکھی رہتا ہے تو اس کے لئے تفسیرِ کبیر کی یہ خصوصیت مرہم کا کام دیتی ہے کہ اس میں اس بات کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا گیا کہ قرآنِ کریم میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے بلکہ آیتوں اور سورتوں کا ایک واضح ترتیب سے باہم مربوط ہونا بیان بھی ہوا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب الہامی ہے اور اس میں گہری حکمت اور ربط ہے۔ حضرت مصلحِ موعودؓ نے تو اس امر کو اپنا اصول ٹھہرا کر فرمایا ہے کہ:

'میرا ترجمہ اور میری تفسیر ہمیشہ ترتیبِ آیات اور ترتیبِ سُور کے ماتحت ہوتی ہے'۔

(تقریر فرمودہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان۔ انوار العلوم جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۲۹۳ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

بلکہ آپ نے اس ترتیب کو آیات کے حل کی کلید قرار دیا اور فرمایا:

'حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآنِ کریم کی ترتیب کو مدِنظر رکھا جائے اور اس پر غور اور تدبر کرنے کی عادت ڈالی جائے تو اس کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں'۔ (تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد پنجم صفحہ نمبر ۳۲۲۔۳۲۳ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

(۳) سائنسی ایجادات کے مطالبِ قرآنی کے تابع ہونے کا بیان:

اگر کوئی قاری جدید سائنسی ایجادات اور قرآن کی مروجہ تفاسیر کو باہم متصادم پا کر فکر مند رہا ہے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ تفسیرِ کبیر میں کس طرح ان سائنسی ایجادات کو مطالبِ قرآنی کے تابع کیا گیا ہے اور کس طرح پندرہ سو سال پہلے ایک نبیٔ امی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ان باتوں کی خبر دی گئی جو ترقی کے اس دور میں اہلِ علم تجربات سے سیکھ رہے ہیں ان میں زمین کا گول اور متحرک ہونا، سورج کی روشنی کا ذاتی اور چاند کے نور کا انعکاسی ہونا، آسمانوں اور ستاروں کا ظاہری ستونوں کے بغیر قیام و بقا، اجرامِ فلکی کا متحرک ہونا، تخلیقِ عالم کے مختلف ادوار، آغازِ کائنات کی دخانی حالت، رنگوں کے خواص، ہر چیز کا جوڑا ہونا، اور اعمالِ انسان کی ریکارڈنگ کا نظام وغیرہ انکشافات آیاتِ قرآن کی تفسیر کے ذیل میں بیان ہوئے ہیں۔

(۴) قرآن پر اعتراضات کے جواب:

جو قاری مغربی مستشرقین Theodor Noldek, J.M Rodwell, William Muir, Vahery اور Arnold وغیرہ کے قرآن پر اعتراضات سے دم بخود رہے ہیں۔ ان کے لئے تفسیرِ کبیر کا یہ کمال سرِفہرست ہے کہ اس میں ان لکھنے والوں کے اعتراضات اور بائبل کی قرآنِ کریم پر فضیلت کے بے بنیاد دعادی کے شافی جواب دئے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ قرآنِ کریم ان بودے اعتراضات سے بالا ایک عظیم حقیقت ہے۔ اسی طرح ان لکھنے والوں نے بعض آیاتِ قرآنی سے غلط استدلال کر کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو اعتراضات اٹھائے ہیں ان کو بھی دلائل سے ردّ کیا گیا ہے۔

(۵) قرآنی پیشگوئیوں کا بیان:

جو قاری بیشتر مروجہ تفاسیر میں ہر قرآنی پیش گوئی کو روزِ قیامت پر چسپاں کرنے کے سبب قرآنِ کریم میں اس دنیا کے لئے پیش گوئیوں کی کمی پاتے رہے ان کے لئے یہ امر ازدیادِ ایمان کا باعث ہے کہ تفسیرِ کبیر میں متعدد ایسی پیش گوئیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس زمانہ میں پوری ہو کر قرآن اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت پر گواہ ٹھہری ہیں۔ ان بڑی خبروں میں سے چند یہ ہیں:

نہرِ سوئز اور نہرِ پانامہ کا بننا، دخانی جہازوں اور دیگر نئی سواریوں کی ایجاد، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور کاسمک ریز اور بموں کی ایجاد، جمہوری حکومتوں کا بادشاہوں کی جگہ لینا، چڑیا گھروں کا قیام، پریس اور کتابوں کی بکثرت اشاعت، علمِ ہیئت اور علم طبقات الارض کی ترقی، چاند اور مریخ کے زمین سے وابستہ ہونے کا امکان، مغربی اقوام اور روس کی ترقی، فرعونِ موسیٰ کی لاش کی دریافت، وحشی اقوام کا متمدن ہو جانا، اور علمائے ظاہر کا علمِ دین سے بے بہرہ ہونا وغیرہ۔

(۶) تفسیرِ کبیر میں مذکور پیش خبری جو بعد میں پوری ہوئی:

۱۹۴۰ء میں شائع ہونے والی تفسیرِ کبیر کی پہلی جلد میں آپ نے آیتِ قرآنو ۔۔ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۝ (بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۵) کی

تفسیر میں فلسطین میں یہود کی حکومت کے عارضی قیام کی پیش گوئی کا درج ذیل الفاظ میں ذکر فرمایا:

’تم (یہود) جلاوطن رہوگے یہاں تک کہ تمہاری مثیل قوم (مسلمان) کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت آ جائے گا اس وقت پھر تم کو مختلف ملکوں سے اکٹھا کر کے ارضِ مقدس میں واپس لایا جائے گا‘۔

’اس جگہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا یہ ہے کہ جب یہ عذاب آئے گا کہ دوسری دفعہ ارضِ مقدس کچھ عرصہ کے لئے ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ پھر تم (یہود) کو اس ملک میں واپس لے آئے گا‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد چہارم صفحہ نمبر ۳۹۷۔ ۳۹۸ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

(۷) تفسیرِ کبیر میں مستقبل کی مزید خبروں کا بیان :

اسی طرح اس تفسیر میں درج ذیل یہ قرآنی پیش گوئیاں بھی درج ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر قرآن کی صداقت پر گواہ ہوں گی:

i۔ فلسطین پر دوبارہ مسلمانوں کے اقتدار کی خبر:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۝ (انبیاء ۲۱:۱۰۶) کی تفسیر کے تحت یہ پیش گوئی کہ ’(ارضِ مقدس پر مسلمانوں کا) قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں عارضی طور پر تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔این۔او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ لا کر مسلمانوں کو بسائیں‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد پنجم صفحہ نمبر ۵۷۶ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

ii۔ ایٹم بم کے توڑ کی خبر: سورۃ نمل ۲۷ کی آیت ۸۸ کی تفسیر میں آپ نے اس پیش خبری کی نشاندہی کی کہ ایٹم بم کے توڑ کے لئے بھی ایجادات ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ جن کے نتیجہ میں دشمن پر فوقیت بھی حاصل ہو جائے گی اور عام تباہی بھی نہیں آئے گی۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ہفتم صفحہ نمبر ۱۴۱۔ ۱۴۲ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

iii۔ اردو زبان کی ترقی کی خبر

:سورۂ ابراہیمؑ ۱۴ کی آیت ۵ کی تفسیر میں آپ نے یہ اظہار کیا کہ

’چونکہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہوگی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکے گی‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد سوم صفحہ نمبر ۴۴۴ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

iv۔ چوتھی عالمگیر جنگ کے بعد اسلام کے عروج کی خبر: سورۂ مطفّفین ۸۳ کی آیت ۱۶ کی تفسیر میں آپ نے چوتھی عالمگیر جنگ کے بعد مغربی اقوام کی مکمل تباہی اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی خبر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ’یہاں کلّا کا تکرار اسی عذابِ شدید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ (سورۂ مائدہ ۱۵:۱۱۶ میں عیسائی اقوام کو اس عذابِ شدید کی وعید کا ذکر آپ پہلے کر چکے ہیں)۔۔۔ یہاں تین دفعہ کلّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کلّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا اب دوسری جنگِ عظیم جو شروع ہے (یہ الفاظ ۱۹۴۵ء میں لکھے گئے) یہ دوسرا جھٹکا ہے اس کے بعد ایک تیسری جنگِ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا جھٹکا ہوگا۔ اس کے بعد چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ہشتم صفحہ نمبر ۳۰۷ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

(۸) قرآن کے مشکل مقامات کی تشریح :

وہ قاری جو تمام تفاسیر کو پڑھ لینے کے بعد بھی یہ جاننے سے قاصر رہتا ہے کہ حروفِ مقطعات سے سورتوں کے مطالب کیا تعلق ہے ؟ اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کون تھے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کب ہوئی ؟ دنیا میں مذہبی ادوار کا کیا سلسلہ رہا؟ وحی کی کتنی اقسام ہیں؟اور قرآنِ کریم کے کتنے بطون ہیں اور ان کے مطابق آیات کے کیا کیا معنی ہو سکتے ہیں؟تفسیرِ کبیر سے ان سب سوالوں کا جواب پانا اس کے لئے اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی بنتی ہے۔قرآن کے بطون کا علم حضرت مصلح موعو کو خاص طور پر عطا ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا

'یہ علم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے عطا کیا ہے بعض دفعہ ایک مضمون کا تعلق ابتدائی سورتوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض دفعہ بعد والی سورتوں کے ساتھ پھر ایک معنی کسی آیت کے منفرداً ہوتے ہیں اور ایک معنی دوسری آیتوں کے ساتھ ملا کر کئے جاتے ہیں'

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد ہفتم صفحہ نمبر ۲۹۳ شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

حضرت مصلح موعود کا کمال عجز :

تفسیرِ کبیر کی مذکورہ بالا چند عظیم الشان خصوصیات اس تفسیر کو تمام تفاسیر سے منفرد اور اعلیٰ درجہ پر متمیز کرتی ہیں اور قرآنِ کریم کے فہم اور ادراک کی ان منازل تک پہنچا دیتی ہیں جو بلا شبہ اور کسی ایک بلکہ تمام تفاسیر کی مدد سے بھی ممکن نہیں۔اس کے باوجود حضرت مصلح موعودؓ کا عجز اور خاکساری کا اظہار آپ کی شان اور مرتبہ کو بلند تر کر دیتے ہیں۔یہ اظہار کئی رنگ میں ہوا۔جیسے

۱۔ آپ نے گزشتہ تفسیروں کی کم آگہی سے ان مفسرین کو بری کر کے اس کا سبب ان کے زمانہ کے اثر کو قرار دیا جیسا کہ فرمایا :

پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت قرآنِ کریم کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔اگر وہ دو غلطیاں نہ کرتے تو ان کی تفاسیر دائمی خوبیاں رکھتیں۔۔۔دو اور غلطیاں بھی ان سے ہوئی ہیں۔مگر مَیں سمجھتا ہوں وہ زمانہ کے اثر کے نیچے تھیں۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد سوم صفحہ ب شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)

۲۔اسی طرح پہلی تفاسیر میں قرآنی پیش گوئیوں کا پورا اظہار نہ ہونے پر آپ نے ان مفسرین کو حالات کے تحت معذور جانا اور فرمایا:

'پہلوں کے لئے اس کے لکھنے کا موقع ہی کب آیا۔مثلاً یاجوج ماجوج کے جو معنی آج ظاہر ہوئے ہیں وہ پہلے مفسر کس طرح بیان کر سکتے تھے۔وہ معذور تھے ان کے سامنے یہ چیز ہی نہ تھی یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سمجھ دے دی مگر یہ ہماری پہلوں پر فضیلت نہیں۔۔۔یہ ان کے زمانہ کی بات ہی نہ تھی۔۔۔انہوں نے یہود کی ان روایات کو اس لئے مان لیا کہ ان کے پرکھنے کا ذریعہ ان کے پاس نہ تھا آج ہم ان باتوں کو اس لئے حل کر لیتے ہیں کہ یہ امور ہمارے سامنے ہیں۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۸۷۔۴۷۹ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

۳۔ آپ نے تفسیر لکھنے کو ایک بھاری ذمہ داری سمجھا اور فرمایا :

'تفسیر کا کام بڑی ذمہ داری ہے۔واقعہ یہ ہے کہ اگر اس میں دیر ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ فطرتاً مَیں اس سے بہت گھبراتا ہوں اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی ٹڈا ہمالیہ پہاڑ کو اٹھانے کی کوشش کرے اور مَیں نے مجبوراً اور جماعت کے اندر اس کے لئے شدید خواہش کو دیکھتے ہوئے اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے لئے مجبور ہؤا ہوں ورنہ قرآنِ کریم کی تفسیر ایسا کام نہیں جسے مومن دلیری سے اختیار کر سکے'۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۷۶ فضلِ عمر فاونڈیشن۔ربوہ)

۴۔آپ نے اس خیال کو سختی سے ردّ فرمایا کہ گزشتہ یا اس تفسیر میں سب کچھ بیان ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپ کی رائے دوٹوک تھی :

'مجھے اس خیال سے شدید ترین نفرت ہے کہ تفاسیر میں سب کچھ بیان ہو چکا ہے ایسا خیال رکھنے والے کو مَیں (دینِ حق) کا بدترین دشمن خیال کرتا ہوں اور احمق سمجھتا ہوں گو وہ کتنے بڑے بڑے جبّے اور پگڑیوں والے کیوں نہ ہوں اور جب میرا دوسری تفسیروں کے متعلق یہ خیال ہے تو مَیں اپنی تفسیر کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ہم یہ تو کوشش کر سکتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے علوم ایک حد

تک بیان کردیں مگر یہ قرآنِ کریم کے یا اپنے زمانہ کے بھی سارے علوم بیان کر دیں اس کا تو مَیں خیال بھی دل میں نہیں لاسکتا۔۔۔ یہ مَیں برداشت نہیں کرسکتا کہ ایک شخص بھی یہ خیال کرے کہ اس میں سب کچھ آگیا ہے

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۸۲، ۴۸۳ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

۵۔ تفسیرِ کبیر کے مضامین کے نسبتی طور پر محدود ہونے کے بارے میں آپ نے فرمایا :

قرآن غیر محدود خدا کا کلام ہے اس لے اس کے علوم بھی غیر محدود ہیں اور اس نسبت سے ہم اس کے مطالب کا نہ کروڑواں حصہ اور نہ اربواں حصہ بیان کر سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ کی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ضروری باتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔۔۔مگر چونکہ یہ خدائی تائید سے لکھی گئی ہے اس لئے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اس میں اس زمانہ یا آئندہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی دین اور روحانی باتیں جو لکھی گئی ہیں وہ صحیح ہیں ہاں بعض آئندہ ہونے والی باتوں کے متعلق یہ احتمال ضرور ہے کہ ہم ان کے اور معنی کریں اور جب وہ ظاہر ہوں تو صورت اور نکلے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۸۲ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

۶۔ آپ نے آئندہ زمانوں میں قرآنی معارف کے بیان کے سلسلہ کو جاری قرار دیا اور فرمایا :

’قرآنِ کریم کے نئے نئے معارف ہمیشہ کھلتے رہتے ہیں آج سے سو سال کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ ایسے معارف بیان کر سکتے ہیں جو آج ہمارے ذہن میں بھی نہیں آسکتے اور پھر دوسو سال بعد غور کرنے والوں کو اور معارف ملیں گے‘

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۸۲ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

۷۔ آپ نے اس امکان کو قائم رکھا ہے کہ آج کی جانے والی بعض تاویلات حالات میں تبدیلی کے سبب درست نہ ٹھہریں اور فرمایا:

’اسی طرح ممکن ہے کہ بعض پیش گوئیاں جو آئندہ کے متعلق ہیں ہم ان کو کوئی تاویل کریں جو غلط ہو اور جب ان کے مطلب نکلیں تو آئندہ زمانہ کے مفسر ہمارے متعلق کہیں کہ کتنے بے وقوف لوگ تھے کہ ان کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۷۸۔۴۷۹ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

۸۔ ہر شخص کو خود غور و فکر کی دعوت :

تفسیرِ کبیر کے مطالعہ کے ساتھ حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے ہر شخص کو خود بھی غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

’ہر انسان خود قرآن پڑھے، سوچے، سمجھے تو صحیح علم حاصل کرسکتا ہے۔ باقی تفاسیر تو ایسی ہی ہیں جیسے کسی جگہ پہنچنے کے لئے کوئی سواری پر چڑھ جاتا ہے ۔۔۔فائدہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ مومن ان ذرائع کو تقریب سے زیادہ اہمیت نہ دے بلکہ خود آگے بڑھے اور سوچے، سمجھے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۸۰ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

’قرآنِ کریم ایک روحانی سمند ہے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص تمہیں کوئی بات اس میں سے بتا سکے اور کوئی تفسیر سنا دے مگر یہ ناممکن ہے کہ قرآنِ کریم کے سارے علوم بیان ہوسکیں اور اگر کوئی قرآنی علوم سمجھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اسے خود ہی غوطہ لگانا پڑے گا‘

(خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء خطباتِ محمود جلد ۲۱ صفحہ نمبر ۴۷۷ فضلِ عمر فاونڈیشن ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے بارے میں آراء :

تفسیرِ کبیر کی کسی بھی جلد کا مطالعہ پڑھنے والے کو علم و عرفان کی ایک نئی دنیا سے آشنا کرتا ہے اور وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ کس طرح علامہ الغیوب خدا نے قرآنِ کریم میں مطالب و معنی کا ایک سمندر پوشیدہ کر رکھا ہے جس تک رسائی انہی کو ہے جو مطہرین میں ہیں اور اور اپنے قلبِ صافی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاہم ان میں سے چند ہی ہیں جنہوں نے ان کا تحریر میں اظہار کیا۔

یہ گنتی کے قاری اپنے بھی ہیں اور بے گانے بھی۔ بے گانوں میں وہ بھی ہیں جو اسی تفسیر کے مطالعہ کے نتیجہ میں احمدی ہو گئے۔ اور وہ بھی جنہیں قبولِ حق کی

توفیق تو نہیں ملی لیکن انہوں نے برملا اس تفسیر کی اعلیٰ خوبیوں کا اعتراف کیا۔ ایسی چند آراء درج ذیل ہیں:

تفسیرِ کبیر کے زیرِ اثر احمدی ہونے والے :

۱۔ مولوی محمد اسد اللہ قریشی صاحب لکھتے ہیں:

’سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیرِ کبیر انقلاب انگیز اثرات کی حامل اور آپ کے لدّنی علم کا ایک بابرکت خزانہ ہے خاکسار کی قبولِ احمدیت میں تفسیرِ کبیر (کا) خاصہ حصہ ہے۔۔۔جب مَیں نے اسے (جلد اوّل) پڑھنا شروع کیا تو اس میں علوم و معارف اور حکمت کی ایسی باتیں پائیں جو نہ مَیں نے اس سے پہلے تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر بیضاوی، تفسیرِ خازن اور تفسیر جلالین میں دیکھی تھیں اور نہ کہیں دینی مدارس کے علماء سے سنی تھیں۔سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے دیگر مشکل مقامات کی تفسیر دیکھ کر قلبی سکون اور روحانی سرور حاصل ہوا جاتا تھا چنانچہ تفسیر کے مطالعہ میں اتنا شغف بڑھنے لگا کہ بعض اوقات کھانا مقررہ اوقات سے مؤخر ہو جاتا مگر تفسیر چھوڑنے کو دل نہ چاہتا‘۔

’یہ (سورہ یونس تا سورہ کہف والی) جلد لے کر مطالعہ کی۔اس میں قرآن شریف کے باقی مشکل مقامات کی لطیف تفسیر دیکھ کر خوشی سے میری روح جھوم جاتی تھی اور پیچیدہ مسائل سے قلب و ذہن اس طرح صاف ہوتے جاتے تھے جیسا کوئی بیمار بیماریوں سے شفاء حاصل کرتا جائے۔اب تک مَیں جماعتِ اسلامی ۔۔۔کے پیش کردہ نظریۂ حکومتِ الٰہیہ کا بھی قائل تھا۔مگر انہی دنوں جب مَیں نے تفسیرِ کبیر کی وہ جلد مطالعہ کی جو سورۃ ماعون کی تفسیر پر مشتمل ہے جس میں

’الدین‘ کے مختلف لغوی معانی بیان کرتے ہوئے۔۔۔حکومتِ الٰہیہ اور خلافتِ اسلامیہ کی تشریح بھی کی گئی تھی جو پہلی دفعہ حکومتِ الٰہیہ کی ایسی لطیف تشریح میرے سامنے آئی جس نے مجھے شدید طور پر متاثر کیا بلکہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ پیروں سے لے کر سر کی چوٹی تک مجھے ہلا کر رکھ دیا‘۔

(مجلۃ الجامعہ ربوہ مصلح موعود نمبر جلد نمبر ۴ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۵۸، ۱۶۰)

۲۔سیّد جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ حیدر آباد دکن :

یہ صاحب تنظیم اتحاد المسلمین کے فعال کارکن تھے اور اسی پاداش میں سکندر آباد جیل میں نظر بند رہے جہاں انہیں تفسیرِ کبیر پڑھنے کا موقع ملا۔اس کے مطالعہ سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ جیل کے اندر ہی مارچ ۱۹۶۱ء میں بیعت کا فارم بھی پر کر دیا۔رہا ہونے کے بعد انہوں نے اپنے حالات ’صدقِ جدید‘ لکھنؤ میں چھپوائے جس میں لکھا:

’مَیں نے تفسیرِ کبیر اٹھائی اور چند اوراق الٹ کر دیکھنے شروع کئے یہ **والعادیاتِ ضبحاً** کی تفسیر کے صفحات تھے۔مَیں حیران ہو گیا کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں پھر مَیں نے قادیان خط لکھا تفسیرِ کبیر کی جملہ جلدیں منگوائیں۔۔۔نو ماہ کے عرصہ میں جب کہ مَیں جیل میں تھا متعدد بار یہی تفسیر پڑھتا رہا۔جیل ہی میں مَیں نے بیعت کر لی اور جماعتِ احمدیہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا‘۔

(صدقِ جدید لکھنؤ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۵۸۔۱۵۹ نظارتِ اشاعت ربوہ)

’مجھے اس تفسیر میں زندگی سے معمور اسلام نظر آیا۔اس میں وہ سب کچھ تھا جس کی مجھ کو تلاش تھی۔تفسیر کبیر پڑھ کر مَیں قرآنِ کریم سے پہلی دفعہ روشناس ہوا‘

(صدقِ جدید لکھنؤ ۸ تا ۱۵ جون ۱۹۶۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۶۰ نظارتِ اشاعت ربوہ)

تفسیرِ کبیر کے بارے میں چند غیر از جماعت اہلِ علم کے تاثرات:



۱۔ علامہ نیاز فتح پوری:

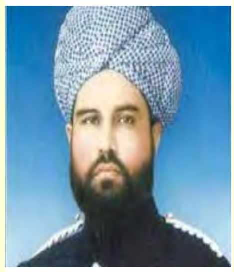
تفسیرِ کبیر پڑھ کر آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے نام اپنے خط میں لکھا:

’تفسیرِ کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور مَیں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعۂ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ہے یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔آپ کے تبحرِ علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ مَیں کیوں اس وقت تک بے خبر رہا کاش

کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سورۃ ہود کی تفسیر میں حضرت لوط علیہ السلام پر آپ کے خیالات معلوم کرکے جی پھڑک گیا اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبور ہو گیا آپ نے ھٰؤُلَآءِ بَنَاتِی کی تفسیر کرتے ہوئے عام مفسرین سے جدا بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں خدا آپ کو تادیر سلامت رکھے‘

(الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۶۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۵۷ نظارتِ اشاعت ربوہ)

۲۔ برصغیر کی معروف شخصیت نواب بہادر اعظم یار جنگ



تفسیرِ کبیر سے اتنے متاثر تھے کہ جناب سیٹھ محمد اعظم حیدرآبادی کے بیان کے مطابق اپنی مجالس میں تفسیر کبیر کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ اس کی عظمت کا ہمیشہ اعتراف کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اس کے بیان کردہ معارف سے انہوں نے بہت استفادہ کیا ہے۔

(تاریخِ احمدیت جلد ۱۸ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۵۷ نظارتِ اشاعت ربوہ)

۳۔ پروفیسر عبدالمنان صاحب بیدل سابق صدر شعبہ فارسی پٹنہ یونیورسٹی

کو اختر اورنیوی صاحب نے تفسیرِ کبیر کی چند جلدیں دیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ’وہ ان تفسیروں کو پڑھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے مدرسہ عربیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے شیوخ کو بھی تفسیر کی بعض جلدیں پڑھنے کے لئے دیں اور ایک دن کئی شیوخ کو بلوا کر انہوں نے ان کے خیالات دریافت کئے ایک شیخ نے کہا کہ فارسی تفسیروں میں ایسی تفسیر نہیں ملتی۔ پروفیسر عبدالمنان صاحب نے پوچھا کہ عربی کی تفسیروں کے متعلق کیا خیال ہے۔ شیوخ خاموش رہے۔۔ پروفیسر صاحب نے قدیم عربی تفسیروں کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا کہ مرزا محمود کی تفسیر کے پایہ کی ایک تفسیر بھی کسی زبان میں نہیں ملتی آپ جدید تفسیریں بھی مصر و شام سے منگوا لیجئے اور چند ماہ بعد مجھ سے باتیں کیجئے۔ عربی اور فارسی کے علماء مبہوت رہ گئے‘۔

(مجلۃ الجامعہ ربوہ شمارہ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۶۳۔۶۵ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ از حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر ۱۵۷۔۱۵۸ نظارتِ اشاعت ربوہ)

۴۔ مشہور مفسرِ قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادی



مشہور مفسرِ قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر جو نوٹ تحریر کیا اس میں لکھا:

’علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے‘۔

(صدقِ جدید لکھنؤ ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ سوانح فضلِ عمر جلد سوم از عبدالباسط شاہد صفحہ نمبر ۱۶۸ فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

حرفِ آخر :

تفسیرِ کبیر کی تمام خوبیوں سے استفادہ کے ساتھ یہ حقیقت بہر حال پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے کہ قرآنِ کریم عمل کرنے اور اشاعت کے لئے ہے اور یہی وہ بات ہے جس کی طرف خود صاحبِ تفسیرِ کبیر حضرت مصلح موعودؓ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی۔ آپ نے تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد کے لئے لکھے جانے والے دیباچہ بعنوان ’کچھ تفسیرِ کبیر کے متعلق‘ کے آخر میں یہ الفاظ تحریر فرمائے:

’اے پڑھنے والو! مَیں آپ سے کہتا ہوں قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کے لئے ہے پس ان نوٹوں میں اگر کوئی خوبی پاؤ تو انہیں پڑھو پڑھاؤ، عمل کرو۔ عمل کرواؤ اور عمل کرنے کی ترغیب دو۔ یہی اور یہی ایک ذریعہ اسلام کے دوبارہ احیاء کا ہے‘۔

(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جلد سوم صفحہ د شائع کردہ نظارتِ اشاعت ربوہ)



سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے پس پردہ القاء الٰہی

(انجینئر محمود مجیب اصغر ۔ سویڈن)

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

".... یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کو طب سے اور بعض کو علم منطق اور کلام سے لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی اس کو رغبت دیتا ہے اس کے مناسب یہ شعر ہے کہ

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل طبعش اندراں انداختند

اس تعلیم یابی کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اس کو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور من جانب اللہ اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اگر ان کا الہام اور القاء نام رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا

ریل اور تار کی ایجاد

کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہنچتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (الشمس آیت 9)

یعنی بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں........ ......مثلاً جس نے ریل ایجاد کی اس کو بھی القاء ہی ہؤا تھا اور جو تار برقی کا موجد گزرا ہے وہ بھی ان معنوں کرکے ملہم ہی تھا........"

(برکات الدعا صفحہ 1816 حاشیہ)

آگسٹ کیکلے (August Kekule) کے دو سائنسی کشوف و رؤیا

سائنس کی تاریخ میں آگسٹ کیکلے (August Kekule) جو کہ ایک نامور جرمن آرگینک کیمسٹری کا ۔سائنس دان گزرا ہے کی ریسرچ اور تھیوری کی بنیاد خوابوں اور کشوف پر تھی وہ 7 ستمبر 1829ء کو پیدا ہوا 1850ء سے اپنی وفات تک وہ یورپ کے عظیم ترین کیمسٹری کے سائنس دانوں میں شمار ہوتا ہے وہ 13 جولائی 1896ء میں فوت ہؤا اس کے بارے میں DKThe Science Book میں لکھا ہے

Kekule's report of his dream is the most cited personal account of a flash inspirationin the whole of science. It seems he was in hypnagogic state...

On the edge of going to sleep : that state where realities and imagination slide into one another. He described it as 'Halbaschlaf' or 'half sleep'. In fact he describes two such reveries:

The first, probably in 1855 on the top of a bus in the South London, heading for Clapham Road "Atoms fluttered before his eyes.

I had always seen these tiny particles in

motion, but I had never succeeded in fathoming the manner of their motion. Today I saw how frequently two small ones merged into a pair, how larger ones engulfed two smaller ones, till larger ones bonded three and even four of the small ones.

The second occasion was in his study in Ghent in Belgium possibly inspired by the ancient ouroboros symbol of snake biting it's own tail. "This same thing happened with the Benzene Ring Theory. I turned the chair to face the fireplace and slipped into a languorous state.... atoms fluttered before my eyes.. long rings frequently linked more densely, everything in motion, winding and turning like snakes. And lo, what was that of one of the snakes grabbed its own tail and the image whirled mockingly before my eyes."

ترجمہ::آج سائنس کی دنیا میں کیکلے kekule کے ذاتی تجربات کا بہت چرچا ہے جو ایک پلک جھپکتے ہی ایک کشف کی صورت میں ہوا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نینداور ہوش کی درمیانہ حالت میں تھا اور قریب قریب نیند کی وادیوں میں جانے کو ہی تھا ایسی حالت جس میں انسان حقیقت اور تصوراتی دنیا کے درمیان کھو یا جاتا ہے اس نے اس کیفیت کو نیم مدہوشی قرار دیا ہے۔

اس نے اپنے دو ایسے تجارب جو اس عالم محویت میں ہوئے بیان کئے ہیں

پہلا غالباً 1855ء میں ہوا جب وہ جنوبی لندن میں ایک بس میں سوار تھا اور کلیپہم روڈ (clampham road) کی طرف جارہا تھا۔کہتا ہے کہ ایٹم (Atom) میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگے میں نے انہیں ہمیشہ حرکت کرتے تو دیکھا تھا لیکن میں ان کی حرکت کا انداز سمجھنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوا تھا آج میں نے دیکھا کہ کس طرح بار بار دو چھوٹے مل کر ایک جوڑا بن رہے تھے اور کس طرح ایک بڑے نے دونوں چھوٹوں کو اپنی آغوش میں لے لیا یہاں تک کہ بڑے والے نے اپنے آپ کو تین اور حتیٰ کہ چار چھوٹوں کے ساتھ مل کر ایک مضبوط بندھن قائم کر لیا۔"

"دوسرا موقع وہ ہے جب وہ بیلجیئم میں گانٹ (Ghent) شہر میں اپنے مطالعہ کے کمرے میں تھا ممکن ہے کہ یوروبوروس (ourboros) کی قدیم علامت جس میں ایک سانپ اپنی دم کو کاٹ رہا ہے، سے متاثر ہو کر یہ ہوا ہو۔کہتا ہے کہ (Benzene) بنزین کے نظریے کے وقت بھی اسی طرح ہوا تھا میں نے اپنی کرسی کا رخ آتش دان کی طرف کر لیا اور بے حال سا ہو گیا ایٹم میری آنکھوں کے سامنے پھڑ پھڑائے، لمبی قطاریں بار بار گہرے انداز میں جڑنے لگیں ہر چیز حرکت میں تھی گھوم رہی تھی اور سانپ کی طرح بل کھا رہی تھی اور دیکھو وہ کیا تھا؟ ان میں سے ایک سانپ نے اپنی دم منہ میں پکڑ لی اور یہ منظر، استہزائیہ رنگ میں میری نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔"

(بحوالہ سائنس کی کتاب ڈی کے)

کیمسٹری میں atoms کا تصور valency کے ذریعے آپس میں امتزاج اور مالیکیول کی تشکیل اس ریسرچ میں اس عظیم سائنس دان کا بہت حصہ ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے Benzene کے مالیکیول میں کاربن C6 اور ہائیڈروجن H6 ایٹمز کا hyxagon ring کی ساخت اسے خواب میں سانپ کی شکل میں نظر آئی جس نے اپنی دم منہ میں ڈالی ہوئی ہے

یہ سائنسدان تھیوری آف کیمیکل سٹرکچر اور بالخصوص کیمیکل سٹرکچر آف بینزین Benzene کا پرنسپل بانی شمار ہوتا ہے۔

طبقات الارض (ہفت اقلیم) کا تصور الہام تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اور سات زمینوں سے مراد زمین کی آبادی کے سات طبقے ہیں جو نسبتی طور پر بعض بعض کے تحت واقع ہیں اور کچھ بیجا نہ ہوگا کہ اگر ہم دوسرے لفظوں میں ان طبقات سبعہ کو ہفت اقلیم کے نام سے موسوم کر دیں لیکن ناظرین اس دھوکہ میں نہ پڑیں کہ جو کچھ ہفت اقلیم کی تقسیم ان کو یونانی علوم کی رو سے ہو چکی ہے

جس کو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں حکماء اسلام نے یونانی کتب سے لیا تھا وہ بکلی صحیح اور کامل ہے کیونکہ اس جگہ تقسیم سے مراد ہماری ایک صحیح تقسیم مراد ہے جس سے کوئی معمورہ باہر نہ رہے اور زمین کی ہر ایک جزو کسی حصہ میں داخل ہو جائے ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ اب تک یہ صحیح اور کامل تقسیم معرض ظہور میں آئی یا نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ جو خیال اکثر انسانوں کا اس طرف رجوع کر گیا ہے زمین کو سات حصہ پر تقسیم کیا جائے یہ خیال بھی گویا ایک الہامی تحریک تھی جو الٰہی تقسیم کے لئے بطور شاہد ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160155 حاشیہ در حاشیہ بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد ہشتم صفحہ 170ا۔171)

یہ نمونہ کے طور پر چند حوالے ہیں ورنہ یہ بڑا وسیع فیلڈ ہے جس میں کام کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

انداز محبت



حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"ایک جج تھے جو احمدی تھے بعد میں اُنہیں ٹھوکر بھی لگی۔ اُنہوں نے جب بیعت کی تو اس کے بعد ایک دفعہ مجھے ملنے کے لئے آئے۔ میں اُنہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ میرا جوڑا پہن کر آگئے ہیں۔ شلوار، کوٹ اور قمیض سب یوں معلوم ہوتے تھے کہ وہ میرے ہی ہیں۔

میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا وہ ہمیشہ اِسی قسم کا لباس پہنتے ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا جب میں نے بیعت کی تو میں نے خیال کیا کہ اب ظاہری طور بھی آپ کا رنگ اختیار کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے ایک احمدی سے پوچھا کہ آپ کا لباس کس قسم کا ہوتا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ آپ کا لباس اِس قسم کا ہوتا ہے تو میں نے اِسی قسم کا لباس بنوالیا۔ انسان کی روحانی طور پر بھی اس قسم کی کوشش کی ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے جاتے تو ایک جگہ پر پہنچ کر آپ رستہ سے ہٹ کر کچھ دُور چلے جاتے اور وہاں کچھ دیر کے لئے اس طرح بیٹھ جاتے جیسے کوئی پیشاب کرنے بیٹھتا ہے۔

ایک صحابیؓ نے دیکھا کہ آپ ہر دفعہ اس جگہ جاتے ہیں اور کچھ دیر کے لئے بظاہر پیشاب کرنے کی غرض سے وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ آپ اُس جگہ کیوں جاتے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں ہمیشہ اِس بات کو چُھپاتا رہا ہوں اور میری خواہش تھی کہ میرا یہ راز لوگوں کو معلوم نہ ہو لیکن چونکہ آپ نے اب پوچھ لیا ہے اِس لئے بتا دیتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ نے اِس جگہ بیٹھ کر پیشاب کیا تھا۔ میں نے چاہا کہ چلو آپ کے اِس کام کی بھی نقل ہو جائے۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 560۔561)

احمدی غضِ بصر سے کام لیتے ہیں

ایک دفعہ عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا اور ایک احمدی ڈاکٹر بطور گواہ پیش ہوئے۔ مخالف فریق یہ سمجھتا تھا کہ احمدی غضِ بصر سے کام لیتے ہیں اور عورتوں کی طرف نہیں دیکھتے۔

اُس کے مخالف فریق کے وکیل نے احمدی ڈاکٹر پر یہ سوال کیا کہ کیا آپ نے فلاں عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا تھا؟ اُس کے جواب میں اُنہوں نے کہا میں نے اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا حالانکہ وہ کہہ سکتا تھا کہ میں اُس کی آواز کو پہچانتا ہوں، اُس کی چال کو پہچانتا ہوں۔

لیکن غیر احمدی وکیل کو چونکہ یہ پتہ تھا کہ احمدی سچ کی خاطر جھوٹ نہیں بولتا اس لئے اُس نے یہ تدبیر کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عورت جس پر مقدمہ تھا بری ہوگئی۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 573)



اور پھر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کی لمبی زندگی ان کے لئے باعث رحمت بنی یا باعث ندامت؟

(ذوالکفل اصغر بھٹی)

ٹھیک آج سے 75 سال قبل مارچ کے مہینہ میں ربوہ سے چند کلومیٹر دوری کے فاصلہ پر واقع شہر سرگودھا کے ایک گمنام محلہ کے ایک چھوٹے سے مکان میں ایک فالج زدہ بیمار شخص کسمپرسی کی زندگی گزارتا ہوا زندگی کی بازی ہار گیا۔ نہ کوئی شور ہوا، نہ اعلانات کی دھائی مچی۔ نہ قصیدے لکھے گئے اور نہ کسی نے وارثان کو پُرسہ دیا۔

جی ہاں تاریخ کے کیلنڈر پر وہ 15 مارچ 1948 کا ہی دن تھا جب مشہور اہل حدیث علم دین جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب سرگودھا میں فالج کی علالت اور بہت سی دیگر موذی امراض سے گھائل اس جہان فانی کو خیر آباد کہہ گئے۔

یقیناً یہ دارالبقا نہیں ہے اور سب کے لئے ایک دن رخصت ہونا مقدر ہے اسلئے تین وجوہات سے آج مارچ کے مہینے میں خاکسار نے ان کا ذکر چھیڑنا ضروری سمجھا۔ پہلا یہ کہ آج ان کی نرینہ اولاد یا خاندان میں سے کوئی بھی اُنکا ذکر کرنے والا نہیں ہے تو سوچا خاکسار ہی یہ بھاری پتھر اُٹھائے دیتا ہے دوسرا یہ کہ بعض حضرات جو کاروباری اغراض سے اُن کی بعض تصانیف کو بیچنے کے لئے ان کا ذکر کرتے بھی ہیں تو وہ بھی اُن کمزور لمحات سے دامن بچا کر بھاگ نکلتے ہیں جس میں مولانا نے اپنی زندگی کے ایام گزارے۔ تیسرا یہ کہ ابھی چند دن بعد 15 مارچ کے ساتھ ساتھ 26 اپریل بھی آنے والی ہے اس وجہ سے بھی مجھے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب یاد آ گئے۔ جی ہاں وہی 26 اپریل جس دن آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر آخری دعائے مباہلہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے یہ لمبی زندگی مانگی تھی۔ لمبی زندگی تو مل گئی مگر پھر بریلوی، دیوبندی حتیٰ کہ اہل حدیث علماء کی طرف سے بھی آپ پر سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ امام وقت سے مباہلہ سے فرار کے وقت وہ لمبی زندگی جو آپ نے مانگی تھی اُس پر آپ کے سوانح نگار کے مطابق ''اہل بدعت نے 4 نومبر 1937 کو قاتلانہ حملہ کروادیا''



(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اول صفحہ 37)

پاکستان بنا تو مصائب ایک نئی کروٹ بدل کر وارد ہو گئے آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کا گھر لوٹ لیا گیا آپ کا قیمتی کتب خانہ جو آپ کا سرمایہ حیات تھا جلا دیا گیا، اور آپ کے اکلوتے جوان بیٹے کو آپ کی آنکھوں کے سامنے کرپانوں سے کاٹ دیا گیا آپ کے ان مصائب کا ذکر کرتے ہوئے داود راز صاحب لکھتے ہیں '' آخری ایام حضرت مرحوم کے جن حالات میں گزرے وہ ایک مستقل داستان ہے۔ اگست 1947 میں جملہ باشندگان پنجاب کو جن حوادث و مصائب سے دوچار ہونا پڑا اُن سے بھلا مرحوم کیسے بچ سکتے تھے۔ مرحوم کا علمی خزانہ اور اکلوتا بیٹا فسادات کی نذر ہوا۔ تباہ حال و مصیبت زدہ ہو کر گوجرانوالہ پہنچے۔ مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی صاحب کے نام اپنے آخری خط میں لکھتے ہیں باقی کیا سننا چاہتے ہو بھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری۔ غم نہیں رہتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس۔۔ برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم۔ نہ دے نامہ کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے۔۔ کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جُدائی کا''

ثناء اللہ امرتسری 23/10/47

''(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اول صفحہ 50و51)

اہل حدیث اخبار الاعتصام اس کی رپورٹنگ کرتا ہوا لکھتا ہے

’’قیامت صغریٰ کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔فسادات کے ہلاکت خیز طوفان نے مولانا کی اقامت گاہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا جوان اکلوتا بیٹا عطاء اللہ جس بری طرح ذبح کیا گیا اس نے ان کے قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا‘‘

(الاعتصام 15 جون 1962 صفحہ 10)

’’ 5 جنوری 1948 کو مرحوم اہل وعیال سمیت سرگودھا تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور بادل ناخواستہ تشریف لے گئے۔وہاں 12 فروری 1948 کو مسلسل صدمات کے نتیجہ میں فالج کے شکار ہو گئے۔علاج معالجہ سب بیکار ثابت ہوئے اور 15 مارچ 1948 کو یہ آفتاب سرگودھا کی سرزمین میں غروب ہو گیا‘‘

(فتاویٰ ثنائیہ مرتبہ محمد داود راز شائع کردہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور 7 ایبک روڈ لاہور جلد نمبر اوّل صفحہ 50و51)

مباحثات میں شرائط کی آڑ میں چالاکی اور گریز سے متعلق بٹالوی صاحب کی قولی اور امرتسری صاحب کی فعلی شہادت

امرتسری صاحب نے ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر طنز و تمسخر اور استہزاء سے کبھی زبان کو نہیں روکا، تو مقابل پر فرار اختیار کرنے والی شرائط اور قدموں کو بھی سدا پا بہ رکاب رکھا بلکہ بقول آپ کے روحانی والد جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب ’’وہ ایسا چالاک اور ہوشیار ہے کہ وہ شرائط کی آڑ میں پناہ لے کر مباحثہ سے گریز کر جاتا ہے‘‘ (اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 7 جلد 23 صفحہ 193 زیر عنوان باپ اور بیٹے کا مباحثہ) بلکہ آپ تو مزید وضاحت کرتے ہوئے ان کے طریقہ مباحثہ جات کے بارہ میں فرماتے ہیں

’’عموماً مباحثات کے وقت ایک بڑا بھاری حربہ اور سنگین آلہ اس کے ہاتھ میں کذب بیانی اور دھوکہ دہی ہوتی ہے اور اُس کو تیز کرنے کے لئے مذاق، تمسخر ،شعر بازی بھی وہ کام میں لاتا ہے۔حق گوئی اور انصاف پروری اور تحقیق علمی تو اس کا مقصد اور مطمح نظر ہی نہیں ہوتا‘‘

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 7 جلد 23 صفحہ 194 زیر عنوان باپ اور بیٹے کا مباحثہ)

چنانچہ بقول حضرت فتح محمد سیال صاحب ’’جب مولوی ثناء اللہ صاحب کو ’’اعجاز احمدی‘‘ میں مباہلہ کے لئے چیلنج دیا گیا تو اس وقت جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مختلف وقت میں تحریریں شائع کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں

1) ’’چونکہ یہ خاکسار نہ واقعہ میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلہ کی جرات نہیں کر سکتا۔افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرات نہیں‘‘ (الہامات مرزا صفحہ 85 طبع دوم)

(2) مولوی صاحب اخبار اہل حدیث 25 مئی 1906 میں لکھتے ہیں ’’سنو جو طریقہ ہمکو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سکھایا ہو ہم اس کو ایجاد نہیں کر سکتے ہمکو تحقیق مذہب کے لئے اس قسم کے مباہلوں کی اجازت نہیں دی کہ ہم اس قسم کی دعا کریں کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔مختصر یہ کہ ایسا مباہلہ کرنے کی اجازت ہم کو شرع شریف سے نہیں ملتی اور نہ مباہلہ کرنے کی اجازت ہے‘‘

(اہل حدیث 25 مئی 1906)

3) پھر 22 جون 1906 کی اہل حدیث اخبار میں لکھا’’ موت کی تمنا ہمارے مذہب میں منع ہے۔ہاں یہودیوں میں یہ ممانعت نہ تھی۔ہم اس آیت کے مخاطب نہیں ہو سکتے۔البتہ آیت ثانیہ قل تعالوا ندع ابناء پر عمل کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے جسے مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے‘‘

اب جب 22 جون 1906 کو آپ نے شرعی مباہلہ والا مندرجہ بالا بیان چھاپ دیا تو البدر نے 4 اپریل 1907 کی اشاعت میں لکھا کہ ’’مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کا چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے‘‘

مولوی صاحب نے فوری رنگ بدلا اور 19 اپریل 1907 کی اشاعت میں لکھا ’’میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسم کھائیں میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔قسم اور ہے اور مباہلہ اور ہے۔ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے بتا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا‘‘

حضرت فتح محمد سیال صاحب اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں ” اب اس ایک بات میں اس مولوی نے کتنے رنگ بدلے ہیں۔ کبھی کہتے تھے کہ مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔کبھی کہہ دیا قسم کھانے کو۔اور جب مباہلہ کے لئے بلایا گیا تو مباہلہ سے انکار کر دیا۔جب قسم کے لئے بلایا گیا تو قسم سے انکار کر دیا اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کسی صورت میں فیصلہ کے لئے تیار نہ تھے آخر اللہ نے اُن کے مونہہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیئے جن سے صادق و کاذب کے درمیان فیصلہ ہو گیا۔۔اور آخر مولوی صاحب کو وہ عبارت لکھنا پڑی جو 26 اپریل 1907 کے اخبار اہل حدیث اور وطن میں لکھی گئی

(روزنامہ الفضل قادیان 8 مارچ 1941 صفحہ نمبر 4 شمارہ نمبر 54 جلد نمبر 29)

جھوٹے دغا باز مفسد وغیرہ لمبی عمریں جیتے ہیں یہ آپ نے کہاں سے نکال لیا کہ جھوٹا جلد مر جاتا ہے

آخری دفعہ جب مولوی صاحب مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے تو وہ آخری دعائے مباہلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق شا ئع کر دی اور اسے کہا کہ لو میں نے دعا لکھ دی ہے آپ اس کے نیچے دستخط کر دو کہ یہ آپ کو قبول ہے اور کسی ایک جگہہ جمع ہونے کا بھی مسئلہ ختم ہو جائے گا۔بس اس دعا کے نیچے دستخط کر دو تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے مباہلہ قبول کر لیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود کی یہ دعا اکثر مولوی صاحبان شائع کرتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو مرزا صاحب اس دعا کے مطابق پہلے فوت ہو گئے۔ لیکن ہوا کیا؟

26 اپریل 1907 کو مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے حضرت مسیح موعود کی یہ دعا مباہلہ اپنی اخبار میں من وعن شائع کر دی بغیر کوئی لفظ کاٹے، جو صفحہ نمبر 5 کے شروع میں ختم ہوئی اور اسکے بعد پورے 2 صفحے کا نوٹ لکھا (5 اور 6 پر دیکھ سکتے ہیں) کہ میں اسے کیسے قبول کر سکتا ہوں؟۔اس کی تو مجھ سے منظوری نہیں لی گی پھر لکھا کہ ” تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی“ ” مرزائیو! کسی نبی نے بھی اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کے لئے بلایا ہے؟“ پھر لکھا ”میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے؟ میرے مرنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔؟“ پھر لکھا ” خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے مگر آپ میری کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں“؟۔پھر اسی صفحہ پر آپ کے نائب ایڈیٹر نے نوٹ لکھا جس کو اگلی اخبار 3 جولائی 1907 میں آپ نے کہا میں اس کو صحیح جانتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ ” قرآن تو کہتا ہے کہ

مَنۡ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمَٰنُ مَدًّا اور إِنَّمَا نُمۡلِي لَهُمۡ لِيَزۡدَادُوا إِثۡمًا اور وَيَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُونَ

وغیرہ آیات تمہاری اس دجل کی تکذیب کرتی ہے اور سنو !بَلۡ مَتَّعۡنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمۡ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيۡهِمُ الۡعُمُرُ جن کے صاف یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز،مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں صفحہ 4 پھر صفحہ نمبر 6 کے جہازی نوٹ کے آخر پر لکھا کہ ”اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے“

میں نے اس ساری کہانی کو آسان بنانے کے لئے تحقیق کی اور وہ 26 اپریل 1907 والا اہل حدیث اخبار نکال لیا ہے۔اس میں آپ حضرت مسیح موعود کی دعا بھی دیکھ سکتے ہیں اور مولوی صاحب کا جواب بھی کہ آپ میری موت کے پیچھے کیوں پڑھ گئے ہیں۔اور تحریر مجھے منظور نہیں۔جھوٹے دغا باز ،مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں جیا کرتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کی اس بات کو رد نہیں فرمایا بلکہ اپنی خاموشی سے اسی معیار کو ہی معیار فیصلہ رہنے دیا۔تا کہ کسی طرح مولوی ثناء اللہ پر حجت پوری ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر اور اپنے اقرار کے مطابق لمبی عمر پا کر ” جھوٹے دغا باز نافرمان ثابت ہوئے۔

ثناء اللہ گمراہ۔ملحد۔بے ادب۔محرف کلام رسول۔اہل بدعت سے بدتر ہے 1910 میں 132 علماء کا متفقہ فتویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات 1908 کے دو سال بعد ہی ہندوستان کے طول و عرض سے مولوی ابو البرکات محمد برکت اللہ عظیم آباد۔مولوی

عبدالحکیم پٹنہ۔مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی۔مولوی عبدالباسط مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ۔مولوی وحیدالزمان حیدر آبادی۔مولوی احمد اللہ امرتسری استاد مولوی ثناء اللہ۔مولوی عبدالسلام (بیٹا مولوی سید نذیر حسین دہلوی) حافظ عبد المنان وزیر آبادی استاد مولوی ثناءاللہ۔مولوی عبداللہ ٹونکی شمس العلماء اورینٹل کالج لاہور۔مولوی فقیر اللہ مدراسی۔ مولوی عبد الجبار غزنوی جیسے چوٹی کے 132 اہل حدیث علماء جناب ثناءاللہ امرتسری صاحب کے خلاف اکھٹے ہوگئے انکے تحریری بیانات اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر ا جلد نمبر 11 میں صفحہ نمبر 19 سے لے کر 163 تک دیکھے جاسکتے ہیں۔

مختصراً صرف دو علماء کی مولوی ثناءاللہ صاحب کی مانگی ہوئی لمبی زندگی کے بارہ میں جانتے ہیں کہ وہ رحمت بنی یا ندامت

ممتاز اہل حدیث عالم دین جناب عبدلاحد خانپوری صاحب لکھتے ہیں

''اس کا ہدائت کی طرف آنا مشکل ہے کیونکہ یہ حکم آیت فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصّف 6) اور وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى (النساء 116)

اس کے دل کو عز وجل نے حق سے پھیر دیا۔۔نہیں سمجھتا بلکہ علماء وعظماء اہل سنت کی ہتک کرتا ہے بلکہ وہ مقلدین جامدین اہل بدعت سے بدتر ہے۔۔ثناء اللہ کی گمراہی بے سبب اعتقادی والحاد وافراط وبے باکی کے ہے۔وہ اپنے بزرگوں اورشیوخ واساتذہ کی بے ادبی کرتا ہے اور اللہ عز وجل ورسول ﷺ کے کلام کی تحریف کرنے میں ایک ذرہ اس کے دل میں خوف نہیں آتا''

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ 36 و 37 بیان عبدالاحد خانپوری زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

اسی طرح جناب فقیر اللہ مدراسی صاحب لکھتے ہیں

''ثناء اللہ باوجود کم علمی و بدفہمی کے اُن کے مقابلہ میں صرف مغالطہ وعام فریبی وضد وعناد وکجروی سے کام لیتا ہے اورفرق ضالہ ،معتزلہ کی چال چلتا ہے''

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ 39 بیان مولوی فقیر اللہ مدراسی زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

تم عالم نہیں غلو کرنے والے شرم حیاء کا خون کرنے والے مسخرے ہو۔جناب مولوی محمد حسین بٹالوی

اہل حدیث کے وکیل جناب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب ثناء اللہ کے علم ودیانت اور لمبی زندگی کو کیسے دیکھتے ہیں

''تم آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ جو تمسخرانہ مباحثے کرتے ہو جسے سن کر بعض بے علم تمہارے معتقد ہورہے ہیں ان کو یہ غلو چھوڑنا پڑے گا

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 11 جلد 22 ص 325 نصیحت نامہ نمبر 5 متعلق اتباع سلف سال 1907)

''تم نے عجیب چال بازی دھوکہ دہی کی ہے اوراس اپنے جملہ مصدقین کی آنکھوں میں دھول ڈال کران کو روز روشن میں اندھا بنا دیا ہے۔ان مین سے کسی ایک کو تمہاری دھوکہ بازی نظر نہیں آئی)

(اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 11 جلد 22 ص 326 نصیحت نامہ نمبر 5 متعلق اتباع سلف سال 1907)

''ثناءاللہ کا یہ قول محض اراجیف باطلہ واکاذیب عاطلہ ہے۔یہ کذاب ہے کذاب ہے۔اس نے دیدہ دانستہ شرم وحیا کا خون کیا ہے'' (اشاعۃ السنۃ شمارہ نمبر 1 جلد 23 صفحہ نمبر 18 زیر عنوان رسالہ اتباع سلف کی تکذیب)

1925 میں ایک بار پھر 70 علماء کا فتویٰ مولوی ثناءاللہ اہل حدیث سے خارج ،عالم سوء ہے

عبدالعزیز سیکرٹری جمیعۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند لکھتے ہیں



''پنجاب، دہلی، بنگال، مدراس، اورتمام ہندوستان کے سر برآوردہ 70 / 80 کے قریب علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ ان مقامات میں بے شک۔معتزلہ جہمیہ وغیرہ فرقہ ضالہ کا اتباع کیا گیا ہے اور مولوی ثناءاللہ صاحب اہل حدیث سے خارج ہیں۔ عالم سوء ہے۔پنجاب کے اکثر علماء جو مولوی صاحب کے قال وحال سے واقف تھے ان کے دام تزویر میں نہ آئے''

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 2و3و5 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبداللہ منہاس اورمولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہند لاہور)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف راولپنڈی میں 3 رکنی علماء کے پنچ کا قیام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی دھڑے بندی سے سارے اہل حدیث ناراض تھے جس پر راولپنڈی آرہ بازار میں سب اہل حدیث علماء جمع ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ ''علمائے موحدین میں سے تین حکم مقرر کئے جائیں ۔۔مولوی ثناء اللہ صاحب نے اقرار کیا کہ میں ان حضرات کے فیصلہ کو قبول کروں گا۔فرض منصفین کا یہ تھا بنا براں اغلاط کے مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث ہیں یا نہیں''

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 5 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبداللہ منہاس اور مولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہندلاہور)

گندے کپڑوں والے تمہارا جھگڑا اللہ سے ہے مکہ میں علمائے حرمین کے بینچ کا امرتسری صاحب کے خلاف فیصلہ

1926 میں امرتسری صاحب کا جھگڑا جب بڑھ گیا تو ہندوستان کے علماء اس جھگڑے کو سعودی فرماں روا اور حرمین کے علماء کے پاس لے گئے ۔ چنانچہ حج کے بعد حرمین کے جید علماء نے سعودی فرماں روا کے حکم پر اہل حدیث ہند کے نمائیندوں اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے جھگڑے کو سنا ۔مقدمے کی سماعت کے دوران امام کعبہ نے مولوی امرتسری صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''جس شخص کے کپڑے گندے ہوں وہ کہے مجھے زمین سے بو آتی ہے اس کو چاہیئے زمین سے پہلے اپنے کپڑے صاف کرے۔ یہ جھگڑا تمہارا اور غزنویوں کا نہیں بلکہ تمہارا اور اللہ کا ہے۔۔آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں''

(فیصلہ مکہ صفحہ نمبر 12 و 13 شائع کردہ آفتاب برقی پریس امرتسر باہتمام محمد عبداللہ منہاس اور مولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمیعۃ اہل حدیث ہندلاہور)

*عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد رئیس القضاۃ الاقطار

''انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق کی طرف چلے آنے کی توفیق مرحمت فرمائیگا'' صفحہ 15

*محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی ریاض ''یہ ایک بدعتی اور گمراہ کی کلام ہے۔۔نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے اور نہ اسکی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس کی کوئی بات روائت کی جائے۔ اور نہ اس کی امامت صحیح ہے۔پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں اس سے بچنا اور کنارہ کشی واجب ہے'' صفحہ نمبر 17

*سلیمان بن محمد جمہور النجدی'' خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں وہ جہمی ہے۔۔نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہو'' صفحہ نمبر 20

*شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل بشر''اس کا مقاطعہ کیا جائے'' صفحہ نمبر 21

امرتسری صاحب آپ آریہ، چکڑالوی یا مرزائی کیوں نہیں

مولانا عبدالعزیز صاحب امرتسری صاحب کے متعلق ،زیر عنوان'' آپ کی حالت'' لکھتے ہیں

''آپ نے چکڑالویوں کی صدارت میں تقریری مناظرہ کیا اس سے آپ چکڑالوی کیوں نہیں؟ آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسلمان مانا۔اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے دہرم بھکشو آریہ مناظرہ کو جب مرزائیوں سے مناظرہ تھا آپ نے اپنی کتابوں سے آریہ کی امداد کی اس سے آپ آریہ کیوں نہیں؟ صفحہ نمبر 36

مفتری ،کذاب ،خائن ،مکار ،کتا خنزیر کہلانے کا مستحق فرمان مولانا محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث نے اپنے رسالہ میں امرتسری صاحب کے خلاف زیر عنوان''باپ بیٹے کا مباحثہ'' شمارہ 1 جلد 23 کے صفحہ نمبر 193 سے 352 تک ایک طویل مضمون لکھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے سینکڑوں اکاذیب و حِیل کی تفصیل درج کی۔صرف چند ایک درج ہیں

''مفتری کذاب شرم وحیاء سے عاری ص 18 *

کاذب اورخائن ص 158 ا* اس کی خدمات اسلامیہ رجل فاجر کی ہیں۔ دروغ گو، دھوکہ باز، خائن اور جھوٹا ص 163 * مرزائی ہو چکا ہے ص 193 * بھاری حربہ کذب بیانی، دھوکہ دہی، مذاق، تمسخر، شعر بازی، فلوس بٹورنے کا ذریعہ، مغرور ص 194 * دروغ گو، شیر نہیں گیدڑ ص 195 * کاذب گیدڑ ص 196 * گیدڑ کاذب ص 197 * مکار آبلہ فریبی ص 362 * کتا خنزیر مسلمان تو کیا خنزیر یا کتا کہلانے کا مستحق ہے ص 376 * فرقہ اہل حدیث سے خارج اور فرقہ معتزلہ میں شامل ہے ص 374 وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ سے نواز دیا

(اشاعۃ السنۃ ص 18 جلد 23 شمارہ 1 / ص 158 شمارہ 5 / ص 163 شمارہ 5 / ص 193 شمارہ 7 ص 194 شمارہ 7 / ص 195 شمارہ 7 / ص 362 شمارہ 12 / ص 376 شمارہ / 12 ص 374 شمارہ 12)

وہابی مذہب کے ڈھول کا پول

مندرجہ بالا عنوان سے ایک مطبوعہ بڑا پوسٹر قادری محمد ضیاء اللہ صاحب مالک قادری کتب خانہ سیالکوٹ شہر کی طرف سے حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کو الفرقان میں اشاعت کے لئے موصول ہوا تھا۔ بریلوی عالم محمد ضیاء اللہ صاحب نے اس اشتہار کے جملہ حوالہ جات کے متعلق اعلان کیا تھا ’’کہ اِس اشتہار میں درج کردہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرنے والے کو فی حوالہ پانچ صدروپیہ انعام دیا جائے گا۔‘‘ یہ اشتہار روبینہ پرنٹنگ پریس سیالکوٹ‘‘ میں طبع ہوا ہے۔ ہم قادری صاحب کے اشتہار کا ایک حصہ اُن ہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں

فرقہ کے اکابرین کے متعلق وہائی مولویوں کی رائے نام؟

حوالہ جس میں درج ہے

مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی کے نزدیک دجّال ملحد منافق زندیق کون ہے؟ سردار الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری

اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2 جون 1916

مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی کے نزدیک جہنمی معتزلی۔ کافر۔ ملحد اور خبیث کون؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مظالم روپڑی صفحہ 5

وہابیہ کی مرکزی جمیعت اہلحدیث ہند لاہور کے سیکرٹری عبد العزیز کے نزدیک سوقیانہ بازاری حملے کرنے والا کون ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

فیصلہ مکہ صفحہ 3 مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ کو گمراہ سمجھنے والا کون ہے؟ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی تنظیم اہلحدیث روپڑی صفحہ 13 یکم جنوری 1933

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو جامع بین انواع الکفر ین قض الکلام متعارض البیان میشع

الالحاد والفسا دسمجھنے والا کون ہے؟

مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسی اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2، 16 جون 1916ء

مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کے نزدیک مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا فتویٰ دینے والا کون ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

مجموعہ الفتاویٰ امرتسر صفحہ 219 فیصلہ مکہ 7

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک عدالت میں مرزائیوں کے کفر کا فتویٰ نہ دینے والا اور ان کو مسلمان کہنے والا کون ہے؟

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اہلحدیث امرتسر صفحہ 4,17 جولائی ۱۹۱۴ء

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے نزدیک مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ برپا کرنے والا مفتر کون ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ فیصلہ مکہ صفحہ ا

مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کے نزدیک مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کون نہ کیا جائے؟ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ اربعین صفحہ 29

مولوی ثناء اللہ امرتسری کو خارج از فرقہ اہل حدیث سمجھنے والا کون ہے؟

مولوی عبد اللہ روپڑی تنظیم اہلحدیث روپڑی صفحہ 10 یکم نومبر 1932

وہابیہ کے مشہور مجہدین اور اکابر مولوی ثناء اللہ امرتسری حافظ عبد العزیز رحیم آبادی۔ حافظ عبد اللہ غازی پوری کو ملحد کہنے والا کون وہابی مولوی ہے؟

مولوی فقیر اللہ صاحب مدراسیاخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ 2۔ 16 جون 1916ء

دنیا کے نزدیک مولوی ثناء اللہ کی تفسیر قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے کس

کا مقولہ ہے؟ مولوی عبداللہ صاحب روپڑی۔فتاویٰ اہلِ حدیث صفحہ 75

کس کے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث کہلانے کے مستحق نہیں؟

مولوی عبداللہ صاحب روپڑی۔فتاویٰ اہلحدیث صفحہ 75

(الفرقان جنوری 1974ء)

مضمون کی طوالت کے ڈر سے ہم صرف اہل حدیث یعنی امرتسری صاحب کے ہم مسلک علماء کے چند اقوال پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔مختصر یہ کہ امرتسری صاحب آپ نے لمبی زندگی مانگ لی اور پھر خود ہی طے کر دیا کہ ''خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز،مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں''

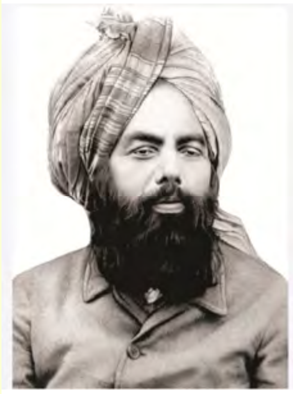
سو خدا نے آپ کو لمبی زندگی بھی عطا کر دی اور وہ عطا کر دیا جو آپ نے کہا کہ جھوٹے دغاباز اور مفسد لمبی زندگی جیتے ہیں تو ایک طرف آپ لمبی زندگی جیئے تو دوسری طرف جماعت کی اقوام عالم میں ترقیات کو دیکھا اور تیسری طرف بقول آپ کے اساتذہ او ر روحانی باپ آپ مفتری ،کذاب، خائن، مکار کے عنوانات سے مزئین ہوئے تو پھر یہ لمبی زندگی آپ کے لئے باعث رحمت بنی یا باعث ندامت؟ فاعتبروا یا اولا لابصار

فرمان امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے ہی مخالفین کے متعلق انذاری پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا

''ان بداندیشوں نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ ایڑیاں رگڑیں۔ مکاریاں اور عیاریاں دکھلائیں۔ پر آخر مرغ گرفتار کی طرح پھڑ پھڑا کے رہ گئے۔ پس جب کہ ہاتھوں سے ان مقدس لوگوں کا نقصان نہ ہو سکا تو صرف زبان کے ہتک آمیز الفاظ سے کب ہو سکتا ہے۔۔۔ نہ تلواروں کی دھار اس شان و شوکت کو کاٹ سکی۔ نہ تیروں کی تیزی اس میں کچھ رخنہ ڈال سکی۔ وہ جلال ایسا چمکا جو اس کا حسد کتنوں کا لہو پی گیا۔ وہ تیر ایسا برسا جو اس کا چھوٹا کئی کلیجوں کو کھا گیا۔ وہ آسمانی پتھر جس پر پڑا اسے پیس ڈالتا رہا اور جو شخص اس پر پڑا وہ آپ ہی پسا گیا۔ خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے''

(براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 106)



مجھ میں اور میرے مخالفوں اور دوستوں اور دشمنوں میں ایک امر فارق پیدا کر دیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''پس کیا حال ہے ان کا جب ایسی حالت میں مریں گے کیا ان کے تیر دان میں کوئی تیر باقی رہ گیا ہے؟ یا ان کے دلوں میں کوئی خصومت باقی ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ خدا نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اب تو ایک حرکت مذبوحی ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ کیسے وہ وقتاً فوقتاً لاجواب کئے جاتے ہیں اور ہر ایک سال باوجود متکبرانہ رقص کے ذلیل کئے جاتے ہیں۔ اور انکے بادل بغیر پانی کے نکلے۔ اور انکے برگزیدہ لئیم ثابت ہوئے اور انکی روشنی اندھیرا اور انکے دل بے عقل اور بے ادب ثابت ہوگئے۔ پس کس نشان پر اسکے بعد ایمان لائیں گے۔ کیا میرے خدا نے مجھے اس محل پر نہیں اتارا جو مراد یابی کا محل ہے اور مجھے بیقراریوں کی آگ سے خوشی کی آسائش تک پہنچایا اور میری تائید کی اور مری مدد کی اور ہر ایک جو میری ذلت چاہتا تھا اس کو ذلیل کیا اور مجھے عید دکھلائی اور وعدوں کو پورا کیا اور ہر ایک آنکھ کھولنے والے کیلئے فتح کو دکھلا دیا۔ اور کیونکر اور کہاں کے قصہ کو لپیٹ دیا اور منکروں پر حجت پوری کر دی۔ پس اس خدا کی تعریف ہے کہ بغیر میری تدبیر کے میرے لئے کافی ہوگیا۔ اور مجھ میں اور میرے مخالفوں اور دوستوں اور دشمنوں میں ایک امر فارق پیدا کر دیا''

(روحانی خزائن جلد 12 ص 191)



اہلیہ محترمہ امۃ السلام فردوس صاحبہ مرحومہ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر خیر۔ خواجہ محمد افضل بٹ (یو ایس اے)

ابتدائی تعارف

خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ السلام فردوس صاحبہ مرحومہ کی تاریخ پیدائش یکم جنوری 1952ء احمد نگر ضلع چنیوٹ کی ہے۔ آپ مکرم خواجہ لطیف احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت خواجہ محمد شریف صاحب صحابیؓ کی پوتی تھیں۔ حضرت خواجہ محمد حسین صاحب و محترمہ رمضان بی بی صاحبہ ہمشیرہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔

"نکاح و شادی"



آپ کی شادی یکم جنوری 1970ء کو خاکسار خواجہ محمد افضل بٹ ابن حضرت خواجہ محمد حسین صاحب بٹ آف احمد نگر سے ہوئی اور نکاح حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری "خالد احمدیت" نے پڑھایا تھا............جس وقت شادی ہوئی اس وقت خاکسار فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے اور ذیلی تنظیموں کے لئے لمبی خدمات ہیں۔ خاکسار کی ابتدائی سروس کا آغاز دفتر صدر۔ صدر انجمن احمدیہ سے ہوا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ صدر، صدر انجمن احمدیہ تھے۔ آپؒ 8 نومبر 1965ء میں منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو بھی خاکسار کو قصر خلافت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ۔

حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ کو فضل عمر ہسپتال میں اکاؤنٹنٹ کی ضرورت تھی تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور منظوری سے خاکسار کا تبادلہ فضل عمر ہسپتال میں 1969ء کے آخری مہینوں میں کروالیا۔

مرحومہ فطرتاً نیک سیرت خاتون تھیں، بڑی حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کی مالک تھیں۔ نرم خُو، تکلف سے مبّرا اور نفیس طبع، صوم وصلوٰۃ کی پابند، شب بیدار اور دعا گو تھیں۔ خود میں دینی خدمت کا جذبہ و جوش تھا۔ اور یہی جوش اور ولولہ اپنی اولاد میں پیدا کرنے کی سعی اور کوشش کرتی رہیں، تلاوت قرآن کریم سے عشق تھا، خلافت سے وابستگی قابل رشک تھی۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں اور حیثیت سے زیادہ چندہ جات ادا کرتیں۔

لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ اہلیہ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب حلقہ کوارٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ جس وقت حلقہ کی لجنہ و ناصرات کا اجلاس بلاتیں تو آپ محترمہ امۃ السلام صاحبہ مرحومہ کو سپیشل پیغام بھجواتیں کہ آپ نے اجلاس میں ضرور شریک ہونا ہے اور نظم پڑھنی ہے۔ بعض دفعہ اجلاسات میں تلاوت قرآن کریم بھی کرتی تھیں اور عموماً یہ نظمیں پڑھا کرتی تھیں۔

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا
اللہ میاں کا خط ہے جو میرے نام آیا
استانی جی پڑھاؤ جلدی مجھے سپارہ
پہلے تو ناظرے سے آنکھیں کروں گی روشن
پھر ترجمہ سکھانا جب پڑھ چکوں میں سارا
مطلب نہ آئے جب تک کیونکر عمل ہے ممکن
بے ترجمے کے ہرگز اپنا نہیں گزارا
یا رب تو رحم کرکے ہم کو سکھا دے قرآن
ہر دل کی یہ دوا ہو ہر درد کا ہو یہ چارہ

دل میں ہو میرے ایماں سینے میں نور فرقاں

(بخار دل۔حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کے چند اشعار)

بعض دفعہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وُہی اُس کے مُقرّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(درثمین)

محترمہ صدر صاحبہ اور دیگر شاملین اجلاس مستورات آپ کی بہت پیاری آواز اور انداز بیان کی بہت تعریف کرتیں اور داد دیتیں۔

آپ کی بیٹی) نواسے ،نواسی (یو کے سے اپنی امّی کو ملنے امریکہ آئے ہوئے تھے آپ کی بیٹی نے اپنی امّی سے یہ دونوں نظمیں زبانی سنیں اور ویڈیوز بھی بنائیں گویا آپ کو یہ نظمیں اب تک زبانی یاد تھیں۔

عادات وخصائل ونیک سیرت

خاکسار کی بیگم صاحبہ کی شخصیت میں بہت صفات تھیں۔آپ بہت سادگی پسند،نیک سیرت تھیں۔حد درجہ مہمان نواز،اکثر و بیشتر ہمارے گھر کوئی نہ کوئی مہمان آیا ہوتا تھا۔آنے والے مہمانوں میں ہمارے رشتہ دار اور غیر احمدی بھی شامل ہیں۔گھر میں ہر آنے والے مہمان کا نہایت والہانہ استقبال کرتیں اور ان سے خندہ پیشانی اور مسکراہٹ سے ملتی تھیں اور آپ اپنی حیثیت سے بڑھ کر مہمان کی تواضع کرتیں۔اگر کھانے کا وقت آ گیا ہے تو کبھی کھانا کھلائے بغیر نہ جانے دیتیں۔

میرے رشتہ داروں کا حد سے زیادہ احترام کرتیں۔اور پُروقار طریقے سے خدمت کرتیں۔خصوصاً میری والدہ کی وفات کے بعد ان کی دوست یا تعلق دار آتیں تو اُن کی بہت خدمت کرتیں۔واپسی کے وقت ان کی نقد امداد کرتیں۔عمر رسیدہ دوستوں کو عید کے موقع پر ان کے گھر تحائف اور نقدی بھجواتی تھیں۔اس طرح والدہ مرحومہ کی دوستوں کے ساتھ سلوک میں بہترین نمونہ پیش کیا کرتی تھیں۔

رشتے نبھانے کا سلیقہ

آپ کو رشتے نبھانے کا سلیقہ خوب آتا تھا۔رشتوں کی قدر کرنا اور رشتوں کو اچھے طریقے سے گزارنے کا سلیقہ دوسروں کو سمجھانا اپنا اخلاقی فرض سمجھتی تھیں۔ ہمارے رشتہ دار اور پرائے ہمارے گھر کو کوئی "سرائے محبت" کہتا اور کوئی "دارالضیافت" سے پکارتے تھے۔چنانچہ میں نے باہر دروازہ پر "آشیانہ محبت" لکھوا دیا تھا۔یہ سب مرحومہ کے اعلیٰ اخلاق اور دوسروں سے محبت کا اعلیٰ نمونہ تھا۔

جب آپ کی گھر میں تلاش ہوتی تو سب سے پہلے کچن چیک کیا کرتے تھے اور اکثر اُنہیں کچن میں ہی پایا۔ہر وقت کچن میں مصروف ہوتیں۔جب اُنہیں کہا جاتا کہ کچن کی مصروفیات کم کریں تو کہتیں کہ مصروفیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔اور ہمارے گھر مہمانوں کا آنا ان کی محبت کا اظہار ہے۔ ہمارے گھر آنے والے ہر ایک کو خوش دلی اور خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتیں اور فرماتیں کہ مہمان جو آتا ہے وہ اپنے ساتھ اپنی قسمت لے کر آتا ہے اور واپسی کے وقت برکت چھوڑ کر جاتا ہے۔

"ہمسایوں سے حسن سلوک اور بچوں سے پیار"

ہمسایوں سے حسن سلوک اعلیٰ قسم کا تھا۔اڑوس پڑوس میں ہر خوشی کے موقع پر بچوں کو تحائف بھجواتیں۔ بہت بچے ہمارے گھر میں "عید مبارک" کہنے آتے۔آپ بچوں سے بہت پیار سے ملتیں اور اُنہیں نقدی دیتیں اور سب بچوں کی مٹھائی سے تواضع کرتیں اور بچوں کو "عید مبارک" کہتیں۔آپ کے پیار کے نتیجہ میں بہت سے بچے ہمارے گھر آتے اور ہمارے بچوں کے ساتھ کافی دیر تک کھیلتے رہتے۔

بچوں کی تربیت

بچوں کی تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتیں۔خصوصاً پنجوقتہ باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتیں۔اور بچوں کو مسجد بھجواتیں۔صبح فجر کی نماز کے وقت اُٹھانے کی غرض سے عشاء کی نماز کے بعد سلانے کی کوشش کرتیں تا بچے صبح بروقت اٹھ جائیں اور مسجد میں نماز پڑھنے جا سکیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچے

پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرتے اور قران مجید کی تلاوت کرتے اور اس کے بعد ناشتہ کر کے سکول چلے جاتے تھے۔ اگر بچے صبح فجر کی نماز پڑھنے کی پابندی کرلیں تو بچوں کو سکول بھجوانے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

بچے جب نماز عشاء پڑھ کر گھر آتے تو ان کی امّی بچوں کو کہتیں کہ:۔

بچو! اب سونے کے لئے اپنے اپنے بستروں میں چلے جائیں۔ پھر صبح نماز فجر کے لئے اُٹھنا ہے۔ یوں کہنے سے بچوں کے اندر دین کی طرف رُجحان ہوتا ہے یہ کبھی نہ کہیں کہ اب سو جاؤ۔ صبح سکول جانا ہے۔ اس طرح بچوں کو کہنے کا مقصد دنیاداری کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے۔

اس تربیت کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ماشاء اللہ بچے نمازی ہیں اور ہر بچہ اور بچی سلسلہ کی خدمت میں پیش پیش ہیں۔

"بچوں میں سلسلہ کی خدمت کا جذبہ"

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔۔۔۔ میں اسی عہد پر ہمیشہ قائم رہوں گا۔

میں اسی جذبہ خدمت کو بلند کروں گا۔۔۔ میں اسی جذبہ ایمانی پر جیئوں گا۔

آپ کے دو بیٹے روچیسٹر جماعت احمدیہ نیویارک اسٹیٹ میں رہائش پذیر ہیں اور آپ اپنے ان بیٹوں کے پاس رہتی تھیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

1۔ عزیزم محمد اکبر سلمان فارماسسٹ ہیں۔ انہوں نے اپنی امّی کا ہر ممکن خیال رکھا۔ خصوصاً علاج معالجہ کے سلسلہ بہت توجہ دی ہے۔

2۔ عزیزم محمد عامر بٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہیں۔ اس کے علاوہ روچیسٹر جماعت احمدیہ یو ایس اے میں سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری سمعی و بصری خدمات بجالا رہے ہیں۔ انہوں نے بھی والدہ کی بہت خدمت کی۔ بعض دفعہ 24 گھنٹے آپ کے پاس رہ کر ہر طرح ان کا خیال رکھتے رہے ہیں۔

3۔ آپ کی بیٹی روحی افشاں سیکرٹری ناصرات ساؤتھ آل جماعت احمدیہ یو کے ہیں۔ اپنی امّی کی خدمت کے لئے یو کے سے آئی ہوئی تھیں۔ اور اُنہوں نے بھی اپنی امّی کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

4۔ آپ کا ایک بیٹا عزیزم محمد احسن بٹ کارکن نظارت امور عامہ ربوہ ہیں۔ اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان میں بطور معاون صدر، مہتمم وقار عمل، مہتمم صحت وجسمانی، زعیم خدام الاحمدیہ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ خدمات بجالاتے رہے ہیں اور حال میں رکن انصار اللہ میں چلے گئے ہیں اور مجلس انصار اللہ پاکستان میں بطور نائب قائد ذہانت کے طور پر خدمات ادا کر رہے ہیں اپنی امّی کو زندگی میں ملنے کی تڑپ تھی۔ ہر ممکن کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا۔

ربوہ کے شب و روز

ربوہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ہمارے گھر (کوارٹر صدر انجمن احمدیہ) میں پاکستان سے مختلف شہروں سے مہمان آتے تھے۔ ہم نے اپنے گھر کے دروازے اپنے مہمانوں کے لئے خوش دلی سے کھول رکھے تھے۔ مہمانوں کی متوقع زیادہ آمد کے پیش نظر صحن میں خیمہ لگا دیا جاتا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ مہمانوں کو ٹھہرا سکیں اور ہمیں زیادہ سے زیادہ مہمانوں کی خدمت کا موقع مل سکے۔

"مرحومہ کی ذمہ داری"

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی اور انہیں ہر طرح کی سہولت پہنچانا مرحومہ کی ذمہ داری تھی، جو بہت خوشی سے ادا کرتیں اور ہر طرح کا انتظام وہ خود کرتی تھیں۔ خاکسار کی اپنی ڈیوٹی جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت مہمانوں کی خدمت "طبی امداد" پر ہوتی تھی۔ خاکسار کو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے فرصت نہیں ہوتی تھی۔

"جلسہ شروع ہونے سے قبل انتظام"

جلسہ شروع ہونے سے قبل اور مہمانوں کی آمد سے قبل سب کمروں اور برآمدہ میں پرالی بچھا دی جاتی تھی اور پرالی کے اوپر گدّے بچھا کر رضائیاں اور کمبل رکھ دیئے جاتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان مہمانوں میں دو تین بزرگ اور عمر رسیدہ ہوتے تھے۔ جن کے لئے آرام دِہ بستر چارپائیوں پر لگا دیئے جاتے تھے۔

"مہمانوں کی تواضع"

مہمانوں کے لئے صبح ناشتہ (Break Fast) کا انتظام ہوتا تھا۔ جس میں چائے سے تواضع کی جاتی۔ بلکہ مہمانوں کو جس وقت چائے کی طلب ہوتی مہیّا کر دی جاتی تھی۔ کیونکہ ان دنوں شدید سردی ہوتی تھی اور بعض دفعہ دُھند بھی ہوتی تھی۔

ناشتہ میں کن چیزوں کی ضرورت ہوتی

جلسہ سالانہ شروع ہونے سے قبل ناشتہ کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی تھی خرید کر لی جاتیں تا دوران جلسہ کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

ان میں درج ذیل چیزیں ہوتیں۔

چائے (پتی) کے ڈبے۔چینی (کافی مقدار میں)۔رس ، کیک رس ، انڈے، باقر کھانی وغیرہ۔

گھر کی صفائی سُتھرائی

جلسہ سالانہ سے کئی روز قبل سارے گھر میں سفیدی، دروازوں کو رنگ روغن اور دروازوں اور کھڑکیوں کے پردوں کی دھلائی، گویا گھر کو" غریب دلہن" کی طرح سجا دیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب کچھ مرحومہ کی خواہش اور پسند کے مطابق ہوتا تھا۔

بیماری کے بارے کچھ ذکر

ابتداء میں اکثر سر درد رہتا تھا۔رفتہ رفتہ سر درد میں شدت آ گئی۔محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سرجیکل سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے زیر علاج تھیں۔ جب کوئی افاقہ کے آثار نظر نہ آئے تو محترم میاں صاحب نے نیورو سرجن لاہور کے پاس معائنہ کے لئے بھیج دیا۔انہوں نے MRI اور دیگر ٹیسٹ کروائے۔

مکرم نیورو سرجن صاحب لاہور نے ٹیسٹ رپورٹیں دیکھنے کے بعد بتلایا کہ بیگم صاحبہ کے برین ٹیومر(Brain Tumor) ہے اور علاج تجویز کر دیا گیا۔ نیورو سرجن کی تجویز کردہ میڈیسن باقاعدگی سے استعمال کرواتے رہے مگر تکلیف بدستور رہی بلکہ تکلیف میں اضافہ ہی ہوا۔علاج کے سلسلہ میں خاکسار اپنے بیٹے عزیزم محمد اکبر سلمان فارماسسٹ امریکہ کو آگاہ کرتا رہا۔ چنانچہ بیٹے نے مناسب سمجھا کہ والدہ صاحبہ کا علاج امریکہ میں کروانا چاہئے اور امریکہ لے جانے کی غرض سے ضروری کارروائی شروع کر دی۔

ایک روز خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اس وقت آپ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ تھے۔آپ سے بیگم صاحبہ کی بیماری کی صورت حال بتلائی اور آپ سے دعا کی درخواست کی اور عرض کیا کہ بیٹا! اپنی امی کا علاج امریکہ میں کروانا چاہتا ہے۔ ہماری رہنمائی فرمائیں۔حضور نے ازراہ شفقت خاکسار کی باتوں کو بہت غور سے سنا اور مجھ سے علاج کے سلسلہ میں مختلف معلومات حاصل کیں ۔ نیز حضور نے فرمایا کہ آپ کی بیگم صاحبہ پر علاج کے اخراجات صدر انجمن احمدیہ ادا کرے گی اور امریکہ میں تو بہت مہنگا علاج ہے، آپ کا بیٹا اتنا خرچ کیسے کرے گا۔خاکسار نے عرض کیا کہ بیٹا پاکستان آ رہا ہے اور میں آپ سے ملاقات کروانا چاہوں گا اور اس بارے بیٹا ہی وضاحت کر دے گا۔آپ نے بہت شفقت سے فرمایا کہ ہاں جب وہ آئیں تو مجھ سے مل لیں۔نیز مجھے یہ بھی فرمایا کہ:

" آپریشن نہ کروائیں۔ہومیوپیتھی ادویہ کے لئے حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کو خط لکھیں۔اور آپریشن بارے حضور سے رہنمائی حاصل کر لیں۔

خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیماری کا تفصیلی ذکر کر کے ہومیوپیتھی علاج تجویز فرمانے اور دعا اور آپریشن کروانے کے بارہ میں رہنمائی کا خط لکھ دیا۔تھوڑے دنوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعاؤں سے پُر چٹھی ملی کہ:۔

" اللہ تعالیٰ آپ کی بیگم صاحبہ کو کامل شفاء عطا فرمائے اور میں دعا کروں گا ان شاءاللہ آپ کی بیگم کو آرام آ جائے گا۔اس بیماری کا ہومیوپیتھی میں بہت اچھا علاج ہے۔ باقاعدگی سے ادویہ دینی شروع کر دیں اور اپنی بیگم صاحبہ کو وقار صاحب کے پاس لے جائیں۔"(آپریشن کروانے یا نہ کروانے بارے کوئی ذکر نہیں تھا)

خاکسار اپنی بیگم صاحبہ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دعاؤں سے پُر آمدہ خط لے کر مکرم ڈاکٹر وقار احمد صاحب کے پاس چلا گیا اور ان کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط پیش کر دیا۔جب انہوں نے حضور کا ارشاد پڑھا تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیگم صاحبہ کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مریضہ کو مکمل شفاء ہوگی۔آپ ہومیوپیتھی ادویہ باقاعدگی سے دینی شروع کر دیں۔مکرم ڈاکٹر وقار احمد صاحب طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال ربوہ نے ادویہ تجویز کر دیں اور طریقہ استعمال سمجھا دیا اور ہم نے حسب ہدایت ادویہ دینی شروع کر دیں۔

امریکہ میں 11/9 کا واقعہ

امریکہ سے بیٹا 10 ستمبر 2001ءکو ربوہ پاکستان پہنچا۔اگلے روز اسلام آباد"امریکہ ایمبیسی" جانے کا پروگرام تھا۔تا کہ اپنی امّی کے وزٹ ویزہ کے کاغذات جمع کرواسکیں مگر اگلے روز یعنی 11 ستمبر 2001ءکو امریکہ میں دہشت گردی (Terrorists Attack) کا واقعہ ہو گیا اور امریکہ کی ایمبیسی بند ہو گئی۔

حضور سے بیٹے کی ملاقات ربوہ میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بیٹے محمد اکبر سلمان فار ماسسٹ آف امریکہ کی ملاقات ہوئی۔ جو کافی دیر تک جاری رہی۔جس میں پیارے حضور نے بیٹے سے اپنی امّی کے علاج پر آنے والے اخراجات کی تفصیل کے بارے پوچھا۔ بیٹے نے حضور کو تفصیل سے بتلایا۔اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس وقت ناظر اعلیٰ تھے)

" آپریشن نہیں کروانا۔اگر آپریشن کروانا ہوتا تو پاکستان میں بھی کروایا جا سکتا ہے۔ یہاں تو قواعد کے مطابق آپ کی امّی کا علاج اور آپریشن فری ہو جائے گا۔امریکہ میں تو علاج بہت مہنگا ہے۔" نیز فرمایا کہ آپ والدہ صاحبہ کو امریکہ لے جائیں اور معائنہ کروائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ صاحبہ کو کامل صحت عطا فرمائے۔آمین

9/11 کی وجہ سے اسلام آباد امریکن ایمبیسی بند ہو چکی تھی۔ایمبیسی میں کافی بار فون کیا۔مگر کوئی رابطہ نہ ہوا۔ چند روز بعد بیٹا واپس امریکہ روزانہ ہو گیا۔تا امریکہ سے امیگریشن (Immigration) ویزہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

پدرانہ شفقت

پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ! جب آپ ناظر اعلیٰ پاکستان تھے۔آپ کی پدرانہ شفقت تھی کہ خاکسار کو گاہِ بگاہِ بُلا کر یا اتفاقیہ ملاقات ہو جاتی تو پیارے حضور میری بیگم صاحبہ کی طبیعت کا پوچھتے اور دعا دیتے۔

یقین جانیے! پیارے حضور کا ہمارے ساتھ اتنا پیار اور پیارا انداز تھا کہ ہمارے لئے اس قدر خوشی کا باعث ہوتا کہ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔

جب خاکسار اپنی بیگم کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذکر کرتا کہ حضور نے آپ کو بہت دعائیں دی ہیں اور فرمایا ہے کہ" آپریشن نہیں کروانا" بیگم مرحومہ یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوتیں اور کہتی کہ مجھے ایسے لگتا ہے کہ میری تکلیف دور ہو گئی ہے۔

امریکہ روانگی

امیگریشن ویزہ ملنے کے بعد ہم امریکہ روانہ ہو گئے تا بیگم صاحبہ کا علاج کروائیں۔امریکہ پہنچے ایک ماہ کے قریب گزر چکا تو میں نے بیٹے سے کہا کہ اپنی امّی کو نیورو سرجن کو دکھلائیں۔ بیٹے نے کہا کہ امیگریشن ویزہ پر آنے والوں کو کچھ عرصہ تک علاج ودیگر سہولیات نہیں ہوتیں۔ یہ سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔البتہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور دعائیں کرنے کا موقع ملا۔اللہ تعالیٰ سے میڈیکل سہولت کی خیرات مانگتا رہا۔اللہ تعالیٰ کے در کا فقیر بن کر سوالی بنا۔اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔اب ڈیڑھ ماہ گزر چکا تھا۔بیگم صاحبہ کی تکلیف کے پیشِ نظر علاج ضروری تھا۔

ایک رات دل بڑا مطمئن اور پُرسکون تھا۔اس بناء پر میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ

"کسی روز اس محکمہ میں جا کر معلومات لینی چاہئے کہ ہمیں علاج کی سہولت مل سکتی ہے یا نہیں۔میرا دل کہہ رہا تھا کہ ہمیں علاج کی سہولت مل جائے گی۔"

بیٹے نے میری رائے سے اتفاق کیا اور اگلے روز اپنی امّی کو اور مجھے اس محکمہ میں لے گئے۔اور ایک عورت نے ہمارا انٹرویو کیا اور کہا کہ وہ میڈیکل سہولت کے علاوہ دیگر سہولیات بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بیٹے نے مجھ سے کہا کہ:" ابو وہ میڈیکل کے علاوہ بھی سہولیات دینے کے لئے تیار ہیں" اب آپ کا کیا ارادہ ہے۔؟ میں نے بیٹے سے کہا کہ ان کا شکریہ ادا کر دیں اور کہہ دیں کہ میں نے اپنے اللہ سے صرف علاج کی سہولت مانگی تھی اور یہی چاہئے۔ جب اس آفیسر خاتون کو بتلایا تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ" میں علاج کی سہولت آج سے ہی آپ کو جاری کر دیتی ہوں اور ہمیں Approval Letter دے دیا اور کہا کہ میرا یہ لیٹر (Letter) ڈاکٹر کو دکھلائیں۔ڈاکٹر ہم دونوں کا معائنہ اور علاج کرے گا اور ایک ہفتہ تک ہمیں مستقل میڈیکل کارڈ (Permanent Medical Card) بھی مل جائے گا۔الحمد للہ

امریکہ میں 2005ء میں علاج کی ابتداء

بیٹے نے علاج کی سہولت مل جانے کے بعد اپنی امّی کو نیوروسرجن کو دکھلانے کیلئے تاریخ (appointment) بنوائی اور اپنی امّی کو ڈاکٹر نیورو سرجن کے پاس معائنہ کے لئے لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کی امّی کی مکمل ہسٹری لکھی اور سرکی MRI کروائی۔ مکرم ڈاکٹر نیوروسرجن نے MRI دیکھنے کے بعد ہمیں بتلایا کہ برین ٹیومر (Brain Tumor) کافی پھیل چکا ہے۔ کل میڈیکل بورڈ میں MRI رپورٹ زیر بحث ہوگی اور میڈیکل بورڈ فیصلہ کرے گا کہ آپریشن کرنا ہے یا ریڈی ایشن (Radiation) کے ذریعہ علاج کرنا ہے۔ اور ہمیں اگلے روز آنے کا کہا اور وقت بتلا دیا۔

ہم اگلے روز مقررہ وقت پر ہسپتال پہنچ گئے ۔ ہمارے ہسپتال پہنچنے پر میڈیکل بورڈ کا اجلاس شروع ہوا۔ اور ہم فیصلہ کا انتظار کر رہے تھے ۔ اس دوران مجھے خیال آیا کہ ہمارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار فرمایا تھا کہ ”آپریشن نہ کروائیں“ میں نے بیٹے سے کہا کہ نیوروسرجن ڈاکٹر سے بات کریں کہ ہم نے آپریشن نہیں کروانا۔ آپریشن کے متبادل جو علاج ہوسکتا ہے وہ تجویز کردیں۔ بیٹے نے مجھے کہا کہ اب میڈکل بورڈ جو فیصلہ کرے گا اسی پر عمل کرنا پڑے گا۔ ہم کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ چنانچہ میں خاموش ہوگیا اور زیر لب دعائیں کرتا رہا کہ

”اے اللہ! میرے پیارے خلیفۃ المسیح کی ہدایت ہے کہ آپریشن نہیں کروانا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں اور آج ہمیں معجزہ دکھلا اور پیارے محبوب خلیفہ کی دعا قبول فرماتے ہوئے ڈاکٹروں کے دل میں ڈال دے کہ آپریشن نہ کریں اور آپریشن کے متبادل علاج تجویز کریں۔“

فیصلہ کا انتظار کرتے کافی وقت گزر چکا تھا۔ اور ہم ہی جانتے ہیں یہ وقت ہمارے لئے کتنا کرب ناک تھا۔ سخت پریشانی میں فیصلے کا انتظار کر رہے تھے کہ مکرم ڈاکٹر صاحب نیوروسرجن نے ہمیں اندر بلایا اور کہا کہ

”میڈیکل بورڈ نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ آپریشن نہیں کیا جائے گا۔ ریڈی ایشن (Radiation) کے ذریعہ علاج کیا جائے گا۔ آپریشن کی نسبت ریڈی ایشن بڑا کامیاب علاج ہے۔“ الحمد للہ پیارے آقا! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں قبول ہو رہی تھیں کہ ”آپریشن نہ کروائیں“ پیارے حضور کی معجزانہ دعاؤں کا معجزانہ اثر تھا کہ میڈیکل بورڈ نے مرحومہ کا آپریشن کی بجائے ریڈی ایشن کے ذریعہ علاج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

”ریڈی ایشن (Radiation) کے ذریعہ علاج“

محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ کا علاج ریڈی ایشن (Radiation) کے ذریعہ پانچ ماہ تک جاری رہا۔ طبیعت پر اچھے تاثرات تھے۔ اس علاج کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تجویز کردہ ہومیوپیتھی ادویہ باقاعدگی سے جاری رہیں۔ کبھی وقفہ نہیں کیا گیا۔

ریڈی ایشن کے بعد طبیعت بہتر ہونے اور مکرم ڈاکٹر صاحب کی رائے کے مطابق مریضہ سفر کرنے کے قابل ہیں۔ تو ہم وطن (پاکستان) واپس لوٹ آئے۔ جب تک پاکستان رہے محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سے چیک اَپ کروالیتے تھے۔

جب نئی تکلیف نمودار ہوئی اور مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سرجیکل سپیشلسٹ نے فرمایا کہ ہم فوری امریکہ واپس چلے جائیں۔ تو ہم فوری قانونی کارروائی مکمل کرنے کے بعد بلا تاخیر امریکہ آ گئے۔

”نیوروسرجن کا معائنہ“

ہم امریکہ پہنچ گئے تو بیٹے نے نیوروسرجن کی (appointment) بنوائی ہوئی تھی۔ امریکہ پہنچنے کے ایک دو دن بعد ہی نیوروسرجن کے پاس معائنہ کے لئے چلے گئے۔

ڈاکٹر نیوروسرجن نے ہمیں اُسی وقت بتلا دیا کہ ”ریڈی ایشن“ کے بعد ریڑھ کی ہڈی کے پانی کی لیکیج (spinal fluid leakage) ہو جاتی ہے۔ آپریشن کر کے لیکیج (leakage) بند کر دی جاتی ہے۔ مکرم نیوروسرجن نے سر کی MRI اور دیگر ٹیسٹ کروائے تا معلوم ہو سکے برین ٹیومر کی کیا پوزیشن ہے؟

”معجزانہ دعاؤں کا اثر“

محترمہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی MRI اور دیگر ٹیسٹ کی رپورٹس چیک کرنے کے بعد مکرم ڈاکٹر نیوروسرجن صاحب نے فرمایا کہ

”tumor shrinkage یعنی ٹیومیر شرنک ہو گیا ہے جو کہ زندہ رہنے

کے لئے کافی بہتر ثابت ہوا۔"

"ہم سے پوچھا کہ: کیا آپ کوئی ادویہ دیتے رہے ہیں؟ کیا کوئی علاج کرواتے رہے ہیں؟

خاکسار نے اپنے بیٹے محمد اکبر سلمان فارماسسٹ سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو کہہ دیں کہ ہاں! ہماری جماعت کے سربراہ کی دعائیں ہیں اور ان کی تجویز کردہ ہومیوپیتھی ادویہ ہیں جو شروع سے باقاعدگی سے دے رہے ہیں۔" نیورو سرجن نے ہماری بات کو غور سے سنا اور فرمایا کہ "ٹیومر شرنک ہو چکا ہے۔ زندگی میں طوالت ہوگی۔ البتہ یادداشت پر اثر پڑے گا۔"

"ناک کے ذریعہ spinal fluid leakage کا آپریشن"

ڈاکٹر نیورو سرجن صاحب اور دیگر عملہ نے ناک کے ذریعہ آپریشن کر کے spinal fluid leakage کو بند کر دیا گیا۔ اسی procedure کے دوران انہوں نے کچھ ٹیومر تھا اس کو بھی نکال دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے برین ٹیومر سے نجات ملی۔

محترمہ امۃ السلام صاحبہ مرحومہ کو دیگر عوارض بھی تھے۔ ان کا علاج باقاعدگی سے ہو رہا تھا۔ بعض دفعہ اچانک طبیعت خراب ہو جاتی تھی۔ گھر میں نرس چیک اَپ کے لئے آتی تھی اور ضرورت پڑنے پر ڈاکٹر سے رابطہ کرتی اور ہدایات لیتی۔ بہر حال علاج بہت بہترین ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی میں آخری سانس تک کھانے، پینے کا نظام ٹھیک رہا ہے۔

مرحومہ کی طبیعت کبھی بالکل ٹھیک ہو جاتی اور کبھی اچانک بگڑ جاتی اور ہم ایمرجنسی کال کرتے۔ ایمبولینس آ جاتی اور ہسپتال لے جاتے۔ اس طرح کئی بار ہو چکا تھا۔ اس قسم کی ایمرجنسی کے دوران مرحومہ کے بیٹے عزیزم محمد عامر بٹ کی شادی کے دن بھی آ گئے۔

"بیٹے عزیزم محمد عامر بٹ کی شادی"

مورخہ 18 جنوری 2014ء عزیزم محمد عامر بٹ کی شادی تھی اور مورخہ 19 جنوری 2014ء کو دعوت ولیمہ تھا۔ شادی کی رات سے ایک دن قبل ام عامر کی طبیعت خراب ہوگئی اور نیم بے ہوشی اور تشویشناک حالت کی بناء پر ایمرجنسی کال کر کے ایمبولینس منگوائی گئی اور ام عامر کو ہسپتال (ICU) میں داخل کر لیا گیا۔ ادھر مرد و زن دور و نزدیک سے مہمان کرام شادی اور دعوت ولیمہ میں شمولیت کے لئے آنا شروع ہو گئے۔ اب کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کیا جائے۔ بیٹے کے دوستوں نے جن میں ڈاکٹر بھی تھے تعاون کیا وہ ہسپتال میں امّی کے پاس رہے اور کہا کہ آپ پروگرام جاری رکھیں۔ اور دعوت ولیمہ پر آنے والے مہمانوں کو بے فکر ہو کر خوش آمدید کہیں یہ وقت ہم سب افراد خاندان پر بہت پریشان کن اور بھاری تھا۔ اس دن کافی رات گئے مہمانوں سے فارغ ہونے کے بعد ہسپتال گئے اور دیکھا کہ ان کی امّی ابھی بے ہوش ہیں اور تشویشناک حالت میں ہیں۔ ڈاکٹروں نے بھی نا اُمیدی کا اظہار کر دیا تھا۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور تقریباً ایک ہفتہ کے بعد ہوش میں آنے کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے اور دن بدن روبصحت ہوتی چلی گئیں۔ اور مکمل صحت یاب ہونے کے بعد ہسپتال سے ڈسچارج ہوئے اور ہم گھر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ بیٹے کی شادی کے موقع پر پُرامن ماحول رہا۔ الحمدللہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت کافی بہتر اور کنٹرول میں رہی۔ مرحومہ کو سانس لینے میں بڑی پرابلم تھی۔ کئی سالوں سے گھر میں ہی مسلسل آکسیجن دی جا رہی تھی۔ بعض دفعہ طبیعت بہت اچھی ہوتی۔ بعض دفعہ اچانک طبیعت خراب ہو جاتی تھی اور پھر سنبھل بھی جاتی تھی۔

آپ کی بیٹی روحی افشاں معہ بچگان یوکے سے اپنی امّی کی خدمت کے لئے مورخہ 21 جولائی 2022ء کو پانچ ہفتہ کے لئے امریکہ آئی تھی اور آپ نے اپنی امّی کی خوب خدمت کی۔ ان کی امّی بھی بیٹی اور نواسے اور نواسی کے آنے سے بہت خوش تھیں اور خوب باتیں کرتی رہیں۔ بیٹی نے بھی اپنی امّی کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، خوب خدمت کی انہیں کھلانا، پلانا، شاور دینا اور ان سے باتیں کرنا اور ان کی دعائیں اور نظمیں سننا معمول بن گیا تھا۔ وفات سے ایک روز قبل یوکے واپسی کے وقت اپنی امّی کو دوپہر کا کھانا کھلایا۔ اور بوقت روانگی اپنی امّی سے معانقہ کیا اور دعا کا کہا تو زیر لب دعا دی۔ جیسے بیٹی کے جانے سے خوشی نہ ہو۔ بیٹی کی ٹورانٹو (کینیڈا) ائیر پورٹ سے واپسی تھی۔ آپ کے دونوں بیٹے اپنی باجی کو جہاز پر سوار کرنے کینیڈا چلے گئے۔ ابھی ائیر پورٹ نہیں پہنچے ہوں گے کہ میں نے ان کی امّی کو دیکھا اور ان سے بات کرنے کی

کوشش کی، آوازیں دیں، پھر میں نے حرکت دیکھی تو بے حس جیسے جان ہی نہیں۔ مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ چنانچہ میں نے بیٹے کو فون کرکے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں اور کب تک واپس پہنچ رہے ہیں؟ بیٹے نے جواب دیا کہ کینیڈا کا بارڈر کراس کرکے امریکہ کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کی امّی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔ آپ جلد گھر پہنچ جائیں۔ 23۔اگست 22ء رات 12 بج کر 15 منٹ ہو چکے تھے جس وقت بچے گھر پہنچے۔ بڑے بیٹے عزیزم محمد اکبر سلمان فارماسسٹ نے دیکھتے ہی ایمرجنسی 911 ایمبولینس کال کی اور چند منٹوں میں ایمبولینس پہنچ گئی۔ ایمبولینس کے ساتھ ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر سٹاف بھی تھا۔ چیک کیا اور تشویشناک حالت کے پیش نظر فوری ایمبولینس میں شفٹ کیا۔ ایمبولینس میں فسٹ ایڈ کی سہولیات ہوتی ہیں وہ انہیں دی گئیں اور ہسپتال لے گئے اور ایمرجنسی داخل کر لیا گیا۔ نیوروسرجن اور دیگر ڈاکٹرز صاحبان نے معائنہ کیا۔ اور سر کی MRI اور دیگر ٹیسٹ کئے گئے۔ ڈاکٹر صاحبان اس نتیجہ پر پہنچے کہ انہیں برین ہیمبرج (Brain Hemorrhage) ہو گیا ہے۔ حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ اس موقع پر بیٹا مجھے بھی ہسپتال لے گیا تھا بیٹے نے تشویشناک حالت کے پیش نظر سورہ یٰسین پڑھنی شروع کر دی اور میں زیر لب صحیح مسلم کتاب الجنائز کی حدیث کے الفاظ دُہرا رہا تھا جس میں حضرت رسول کریم ﷺ نے بوقت وفات ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے کہ:

"اے اللہ! ابوسلمہؓ (کی جگہ وفات یافتہ کا نام لے رہا تھا) کو بخش دے اور اس کے درجے ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اچھے جانشین بنا اور اے رب العالمین! اسے اور ہمیں بخش دے۔ اس کی قبر کشادہ کر دے۔ اس میں اس کے لئے نور پیدا فرما۔"

آپ نے زندگی کے آخری دو دن کومہ میں گزارے، صرف سانس لینے کی آواز سکوت کو توڑتی اور زندگی کی رمق کا احساس دیتی رہی اور آخر کار اسی خاموشی کی حالت میں ہر طرح کے ہم وغم اور رنج والم سے مکمل طور پر آزاد ہو گئیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

وفات

خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ السلام فردوس صاحبہ آف روچیسٹر جماعت نیویارک اسٹیٹ مورخہ 24۔اگست 2022ء بروز بدھ بوقت پونے دو بجے دوپہر بعمر ستر (70) سال امریکہ میں چشم زون میں اس جہان فانی سے رحلت فرما کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ موصیّہ تھیں، آپ کا وصیت نمبر 30609 اور آپ نے یکم جون 1997ء میں نظام وصیّت میں شمولیت کی توفیق پائی۔ موصوفہ کی نماز جنازہ امریکہ میں مقامی جماعت روچیسٹر میں مورخہ 27۔اگست 2022ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مکرم عدنان احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ جنازہ میں مقامی احباب کے علاوہ نیویارک سٹی، میری لینڈ، شگاگو، کینیڈا سے لمبی مسافت طے کرکے رشتہ دار، احباب معہ فیملیز کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ آپ کا جسد خاکی امریکہ سے مورخہ 30۔اگست 2022ء بروز منگل پاکستان روانہ ہوا۔ اور مورخہ 2 ستمبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے لاہور ائیر پورٹ پہنچا۔ میّت ربوہ لے جانے کے لئے ربوہ سے ایمبولینس لاہور ائیر پورٹ پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ ہمارے ایک عزیز جو ائیر پورٹ کام کرتے تھے۔ ان کی خاص توجہ سے جلد کلیئرنس ہو گئی اور میت ایمبولینس میں شفٹ کر دی گئی اور لاہور سے ربوہ تقریباً بارہ بجے پہنچ گئے اور میت کو دارالضیافت میں رکھا گیا۔

ہمارے عزیز رشتہ دار معہ فیملیز پاکستان سے مختلف جگہوں سے ربوہ پہنچ چکے تھے۔ مثلاً میرپور آزاد کشمیر، منڈی بہاؤالدین، لاہور، سمندری فیصل آباد، چک 43 جنوبی سرگودھا، احمد نگر اور ربوہ وغیرہ دور و نزدیک سے آئی ہوئی خواتین کو چہرہ دکھانے کا انتظام دارالضیافت میں 2 بجے سے 4:30 بجے تک کیا گیا تھا۔ اور اُسی روز نماز جنازہ 6:30 بجے شام بہشتی مقبرہ دارالفضل نزد لاری اڈا مکرم ومحترم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں قائمقام ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے پڑھائی۔

سیدنا پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کی اجازت فرمائی تھی۔ مرحومہ کی تدفین ہو جانے کے بعد دعا بھی مکرم ومحترم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں قائمقام ناظر اعلیٰ نے کروائی۔

جنازہ اور دعا میں کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ کارکنان دفاتر، مربیان، ربوہ کے

محلہ جات اور احمد نگر اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے رشتہ دار واحباب نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

"پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ومحبت مورخہ 20 ستمبر 2022ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد(ٹلفورڈ) میں نماز جنازہ غائب پڑھائی اور دعا کروائی۔

جنازہ کا اعلان سہ روزہ اخبار الفضل انٹرنیشنل میں مورخہ 3 تا 9 جنوری 2023ء میں شائع ہوا۔ جو درج ذیل ہے:۔

مکرمہ امۃ السلام فردوس صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ محمد افضل بٹ صاحب(روچیسٹر امریکہ)24/اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مرحومہ خواجہ لطیف احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت خواجہ محمد شریف صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔(محترمہ رمضان بی بی صاحبہ بنت حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی جلیل القدر صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں) مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، نرم مزاج، سادگی پسند، نفیس طبع، حد درجہ مہمان نواز اور ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ خود میں بھی دینی خدمت کا جوش تھا اور یہی ولولہ اپنی اولاد میں پیدا کرنے کی سعی اور کوشش کرتی رہیں۔ تلاوت قرآن کریم سے عشق تھا۔ خلافت سے وابستگی قابلِ رشک تھی۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔"

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ بہت نیک سیرت اور صابرہ شاکرہ تھیں۔ کبھی ناشکری کے الفاظ کا اظہار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آپ کے ساتھ خصوصی محبت کا سلوک فرمائے اور آپ کے درجات قرب کو ہر لحظہ و ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

آنے والے سے عہد نو

مکرمہ احمدی بیگم صاحبہ، لاہور

اے خدائے ذوالمنن اے مالک کون و مکاں
اپنے وعدے پورے کرتا آیا ہے تو ہر زماں
جب خلافت کا امیں رخصت اچانک ہو گیا
ایک عالم خوف کا ہم پر مسلط ہو گیا
پر مرے مولا ترے وعدے تو مل سکتے نہیں
ہر دل رنجور کو تھا تیرے وعدوں پر یقیں
نور کی پھوٹی کرن اور بند دروازہ کھلا
دے کے پھر مسرور تو نے امن قائم کر دیا
اک طرف تھا رنج اور تھی دوسری جانب خوشی
یہ تسلسل کی کڑی تھی جس نے بخشی تھی خوشی
آنے والے کے لئے دل فرش راہ ہم نے کئے
اور دعاؤں سے گندھے پھر ہار لے کر ہم بڑھے
اشکبار آنکھیں تھیں اپنی ، دل عزائم سے تھے پر
حمد کے لب پر ترانے ، آنکھ میں نور سحر
آنے والے سے دوبارہ عہد تازہ پھر کیا
آنے والے آ خوشی سے مرحبا صد مرحبا
ہر قدم پر ساتھ ساتھ اپنے ہمیں تو پائے گا
نقدِ جاں حاضر رہے کی ہر وفا تو پائے گا

......☆......☆......☆......

آخر پر خاکسار ان سب احباب وخواتین جنہوں نے جنازہ میں شرکت فرمائی اور گھر تشریف لا کر ہمارے غم میں شریک ہوئے اور ہماری ڈھارس بندھائی۔ ان سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

......☆......☆......☆......



دوالمیال (ضلع چکوال) میں پہلے آدمی کا احمدیت قبول کرنے کا واقعہ

ریاض احمد ملک دوالمیال، ضلع چکوال

قریہ دوالمیال میں بھی یقیں کا اک واقعہ ہوا
اک نیک سیرت دل کو خواب میں اک واقعہ ہوا
وہ حافظ بھی تھے اور قرآن کو خوب جانتے بھی تھے
حق کی بات ہر رنگ میں وہ مانتے بھی تھے
شہباز ؔان کا نام اور پرواز بھی مثلِ شہباز
خواب میں دین کی اڑان کی اور بن گئے شہباز

خواب میں دیکھا انہوں نے کہ مشرق میں نور ہے
اور اس نور کی چمک بالکل مثلِ طور ہے
اس نور میں بیٹھا ہوا اک مردِ حق ہے
گودڑی میں لپٹا ہوا اک بزرگِ حق ہے
وہ نور مشرق سے بڑھتا اور پھیلتا رہا
اور رفتہ رفتہ وہنور سارے آسمان کو لپیٹتا رہا

اس نور سے زمین پر اک روشنی بکھر گئی
شش جہت کی ہر چیز اس نور سے نکھرگئی
اس بزرگ نے امامِ وقت کا دعویٰ ہے کر دیا
اورلوگوں نے اس کی تائید کا دعویٰ ہے کر دیا
یہ خواب تھا خیال تھا اس نیک مرد پر
یوں رویا سے حق آشکارا ہو ا اس نیک مرد پر

صبح اس نے یہ واقعہ کرمداد صاحب سے کہا
یقین ہے کہ ہو گیا امام مہدی کا ظہور کرمداد صاحب سے کہا
مولوی کرمداد صاحب نے اس پر تحقیق شروع کی
قرآن و حدیث سے اس کی تصدیق شروع کی
کچھ دن بعد گاؤں میں اک پھیری والا آیا نظر
اس نے آ کے دی گاؤں میں یہ عجیب سی خبر

اس کے ہاتھ میں اخبار تھی الحکم یا البدر
جس میں دعویٰ امام مہدی کی تھی واضع اک خبر
قادیاں کی بستی میں امام مہدی کا ہو گیا ظہور
اسنور سے ہو گا منور زمین کا ہر ذرہ نزد و دور
اس شخص نے حافظ شہباز کو جب سنائی یہ خبر
پوچھا انہوں نے کس طرف کو ہے قادیاں ہے کچھ خبر
بولا وہ شخص کہ قادیاں ہے جانبِ مشرق ہندوستان میں
کہا حافظ شہباز نے ہے وہ سچا دعویٰ امام مہدی الزمان میں
یوں حافظ شہباز امامِ وقت پہ لائے اپنا ایمان
پھر آخر یدمتک کی جان و دل اس پر قربان
پھر مولوی کرمداد اور مولوی فتح علی تحقیق کے لئے گئے قادیان
اور لوٹے واپس کر کے بیت امام مہدی کی قادیان

یوں ابتدا ہوئی احمدیت کی دوالمیال میں
اور دعائے مہدی سے پھر پہنچی اپنی کمال میں
پھر گاؤں میں نشان ظاہر ہوا مرزا فقیر کا
طاعون سے سب گھر تباہ ہوا مرزا فقیر کا
غضبِ الٰہی اس مرزا فقیر پر ٹوٹ کر پڑا
حق کی فتح ہوئی اور وہ شاخِ زندگیسے ٹوٹ کر گرا
وہ نشانِ عبرت بن گیا دوالمیال میں
احمدیت میں جوق در جوق داخل ہوئے دوالمیال میں

لوگوں نے اپنی نظروں سے رب کے نشاں کو دیکھ لیا
جس نے لی امام مہدی سے ٹکر اس کے انجام کو دیکھ لیا
یہاں کےلوگ پیدل گئے قادیان میں
اور کی بیعت اورزیارت امام مہدی کی قادیان میں
لمبی سوٹیوں کے سنگ اور پگڑکو باندھ کر
دین حق کو پہچان لیا دل سے باندھ کر
سچ بات فضلِ خدا انپہ گھٹا بن کے چھا گیا
ریاضؔ وہرب کے ہو گئے اور رب ان میں سما گیا

......☆......☆......☆......



قرآن کریم میں مُرتد کی سزا

رانا محمد حسن خاں ۔ ایڈیٹر پیشوا ۔ لندن

طالبان نواز انصار عباسی نے ایک بار کہا تھا کہ ریاستوں میں عقیدے کی آزادی کے نام پر اسلام کی مُرتد کی سزا کو ظالمانہ قرار دیا گیا۔ نیز عقیدے کی اہمیت کو ایک کھلونے سے زیادہ نہیں سمجھا جاتا۔'' اسی طرح کے خیالات رکھنے والے نام نہاد دانشور امت مسلمہ بالخصوص پاکستان میں آ کاس بیل جسے امر بیل بھی کہا جاتا ہے کی طرح بڑھتے ہی جارہے ہیں۔ ایسے ہی نام نہاد دانشور قوموں کی بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ مُرتد کی تعریف کیا ہے اور عقیدہ کا اختلاف مسلمان کہلانے والوں کو کس نہج پر لے آیا ہے۔

مرتد اسے کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کا انکار کر کے کسی دوسرے مذہب کو اعلانیہ اختیار کر لے۔ ہمارے ملک پاکستان میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ عقیدے کے اختلاف پر اگر کسی کو مرتد کہا جائے اور اس کی سزا موت ہی ہو تو پاکستان میں بسنے والے تمام فرقوں کے مسلمان کہلانے والے افراد کا قتل کرنا ضروری بلکہ اشد ضروری ٹھہرتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تمام فرقے ایک دوسرے کو مرتد، کافر، بدمذہب، زندیق اور نہ جانے کیا کچھ سمجھتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ سبھی اللہ اور اس کے رسول پر نا صرف ایمان رکھتے ہیں بلکہ فرائض اور سنت پر بھی عمل پیرا ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم فرقان حمید میں ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ مرتد کو ریاست یا فرد واحد قتل کر دے۔ (اگر کوئی ایسی آیت کریمہ کسی کے علم میں ہو تو اطلاع دے کر اس نالائق کی اصلاح کا سامان کر دے)

ہاں اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ کی آیت ۵۵ میں مرتدین کے متعلق فرماتا ہے:۔ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو اپنے دین سے مُرتد ہو جائے تو ضرور اللہ (اس کے بدلے) ایک ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہو اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں۔ مومنوں پر وہ بہت مہربان ہوں گے (اور) کافروں پر بہت سخت۔'' پھر سورۃ محمد کی آیت ۲۸ میں فرماتا ہے:۔ ''یقیناً وہ لوگ جو اپنی پیٹھ دکھاتے ہوئے مُرتد ہو گئے بعد اس کے کہ ان پر ہدایت روشن ہو چکی تھی، شیطان نے انہیں (ان کے اعمال) خوبصورت کر کے دکھائے اور اُنہیں جھوٹی امیدیں دلائیں۔'' پھر ایسے مُرتدوں کی سزا بیان کرتے ہوئے آیت ۲۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''پس کیا حال ہو گا جب فرشتے انہیں وفات دیں گے؟ وہ ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر ضربیں لگائیں گے۔'' آیت ۳۵ میں بھی کفر اختیار کرنے والوں کے اعمال ضائع کر دینے کا ذکر ہے۔ آیت ۳۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''کہ اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوا ایک متبادل قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔'' یہ نتیجہ ہے اس کا کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرتی ہے اور اس کی رضا کو ناپسند کیا، پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔'' سورۃ الفتح کی آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی عہد توڑے تو وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف عہد توڑتا ہے۔''

سورۃ الفتح کی آیت ۱۷ میں مرتد کی ※ سزا بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔ ''اگر تم پیٹھ پھیر جاؤ گے جیسا کہ پہلے پیٹھ پھیر گئے تھے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔'' آیت ۱۸ میں فرماتا ہے اور جو پیٹھ دکھا جائے گا وہ اسے بہت دردناک عذاب دے گا۔'' سورۃ آل عمران کی آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ ''وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اموال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابل پر اُن کے مقابل پر کسی کام نہ آئیں گے اور یہی وہ لوگ ہیں جو آگ کا ایندھن ہیں۔'' پھر سورہ آل عمران ہی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔ ''جو بھی اسلام کے سوا کوئی دین پسند کرے تو تو ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ

گھاٹا پانے والوں میں سے ہو گا۔ بھلا کیسے اللہ ایسی قوم کو ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہوں اور وہ گواہی دے چکے ہوں کہ یہ رسول حق ہے، اور ان کے پاس کھلے کھلے دلائل آ چکے ہوں۔ اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔ ان سے عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے۔''

اس سے اگلی آیت المعجم جلد ۱۵، توبۃ المرتد، اور التحفۃ جلد ۱۲ میں بیان ہونے والے واقع کے بعد نازل ہوئی۔ واقع یہ ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرتد ہو گیا، کافر ہو گیا اور ایک دوسری قوم میں چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے پیغام بھجوایا کہ کیا میری بھی توبہ ہو سکتی ہے۔ جب صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''سوائے ان کے جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے گئے، ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور مر گئے جبکہ وہ کافر تھے ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا بھی ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اُسے بطور فدیہ دینا چاہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔ اور ان کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔ (سورۃ ال عمران آیات ۸۶ تا ۹۲) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول خدا ﷺ کو مخاطب کر کے دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

''تیرے پاس کچھ اختیار نہیں۔ خواہ وہ ان پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جائے یا انہیں عذاب دے، وہ بہر حال ظالم لوگ ہیں۔''

اٰل عمران کی آیت ۱۲۹ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔ ''آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۃ الفتح آیت ۱۵ اور اٰل عمران ۱۳۰) سورۃ ال عمران کی آیت ۷۸ میں عہد توڑنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ''یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے عہدوں اور اپنی قسموں کو معمولی قیمت میں بیچ دیتے ہیں یہی ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا اور اللہ نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان پر نظر ڈالے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔'' اور اسی سورۃ کی آیت ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''جس دن بعض چہرے روشن ہو جائیں گے اور بعض چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔ پس وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ پڑ گئے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟ پس عذاب کو چکھو اس وجہ سے کہ تم انکار کیا کرتے تھے۔'' پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید لیا وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدر) ہے۔ اور ہرگز وہ لوگ گمان نہ کریں جنہوں نے کفر کیا کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ ہم تو انہیں محض اس لئے مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ گناہ میں اور بھی بڑھ جائیں۔ اور ان کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب (مقدر) ہے۔ (سورۃ ال عمران آیات ۱۷۸، ۱۷۹)

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر انکار کر دیا، پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا، پھر کُفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ اِنہیں معاف کر دے اور اِنہیں راستہ کی ہدایت دے۔'' (سورۃ النساء آیت ۱۳۸) اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک بار نہیں بار بار مرتد ہونیوالوں کو معاف نہیں کرے گا یقیناً ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت بھیانک جرم ہے اور وہ قرآن میں بتاتا ہے کہ میں اس کی سخت ترین سزائیں دوں گا، مگر یہ اختیار کسی انسان کو نہیں دیتا کہ وہ مرتد کو قتل کر کے سزا دے۔ اور اللہ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اگر کوئی انسان توبہ کر لیتا ہے تو وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ دین میں جبر نہیں۔ اور ''اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو پس جو چاہے وہ ایمان لائے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔'' (سورۃ الکھف آیت ۳۰)

ان قرآنی تعلیمات کے برعکس مودودی صاحب نے اپنی کتاب مرتد کی سزا میں لکھا تھا: ''مسلمان آبادی کو نوٹس دے دیا جائے کہ جو لوگ اسلام سے

اعتقاداً منحرف ہو چکے ہیں اور منحرف ہی رہنا چاہتے ہیں وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے اندر اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظام اجتماعی سے باہر نکل جائیں۔ اس مُدت کے بعد ان سب لوگوں کو جو مسلمانوں کی نسل سے پیدا ہوئے ،مسلمان سمجھا جائے گا۔تمام قوانین اسلامی ان پر نافذ کیے جائیں گے۔فرائض و واجبات دینی کے التزام پر انہیں مجبور کیا جائے گا۔اور پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔اس اعلان کے بعد انتہائی کوشش کی جائے کہ جس قدر مسلمان زادوں اور مسلمان زادیوں کو کُفر کی گود میں جانے سے بچایا جا سکتا ہے بچایا جائے۔پھر جو کسی طرح نہ بچائے جا سکیں انہیں دِل پر پتھر رکھ کر ہمیشہ کے لیے سوسائٹی سے کاٹ پھینکا جائے اور اس عمل تطہیر کے بعد اسلامی سوسائٹی کی نئی زندگی کا آغاز صرف ایسے مسلمانوں سے کیا جائے جو اسلام پر راضی ہوں۔‘‘(یعنی مودودی کے اعتقادات کو تسلیم کرنا ہی اسلام ہے اور باقی سب مسلمان کہلانے والوں کو لازمی ایک مدت مقررہ کے بعد قتل کر دیا جائے۔اسی طرح تمام فرقوں کے عقائد کی رو سے سبھی مرتد ٹھہرتے ہیں،خود مودودی کی جماعت کے افراد بھی واجب القتل ٹھہرتے ہیں)

مرتد کی سب سے بڑی سزا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو بھی لعنتی زندگی قبول کرتا ہے وہ بڑا ہی بدقسمت ہے جسے اللہ لعنتی قرار دے دے اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔کسی مرتد کو قتل کر دینا اس مرتد کی توبہ کی امید کو بھی ختم کر دینا ہے اور خدا تعالیٰ کی بیان کردہ سزاؤں سے خدائی فوجدار بنتے ہوئے کم تر سزا دینا بھی گستاخی ہے۔مسلمانوں کو کثرت سے اس دعا کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔’’اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔‘‘(سورۃ آل عمران آیت ۹)اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور آنے والی نسلوں کو ایمان کی سلامتی عطا کرے اور ثابت قدم رکھے۔آمین۔

......☆......☆......☆......



اس دلربا کی چاہت

ڈاکٹر عبدالکریم خالد

اُس دلربا کی چاہت محسوس کر کے دیکھو
اے واقفانِ اُلفت محسوس کر کے دیکھو

اک چاند سا سماں ہے وہ چہرہ مبارک
اُس نور کی حلاوت محسوس کر کے دیکھو

وہ کون سی کشش ہے جو تم کو کھینچ لائی
دو چار دن کی قربت محسوس کر کے دیکھو

بھر لو ! مشام جاں میں خوشبوئے ناز پرور
اس کا وجود نکہت محسوس کرکے دیکھو

میرے لئے وہ کیا ہے ممکن نہیں بتانا
اک جذبہ محبت محسوس کر کے دیکھو

یوں تو وہ آدمی ہے لیکن گلاب جیسا
وہ پیکر صباحت محسوس کر کے دیکھو

ہاتھوں میں ہاتھ لے کر آنکھوں سے تم لگا لو
دست گداز راحت محسوس کر کے دیکھو

اس کا بیاں بلاغت دھیرے سے دل میں اترے
اس کی زباں فصاحت محسوس کر کے دیکھو

مسرور نام اس کا کرتا ہے شاد دل کو
اس نام کی لطافت محسوس کر کے دیکھو

خالد مدح میں اس کی یہ لفظ ہیں نگینے
ہر شعر سرو قامت محسوس کرکے دیکھو

......☆......☆......☆......

میرے آوارہ بچوں کی تربیت و تعلیم کے لئے قادیان کے مدرسہ سے بڑھ کر یا برابر کا کوئی مدرسہ ہے تو مثال پیش کرو۔ (مولوی محمد حسین بٹالوی)

(تحریر ظفر تنولی نیو یارک)

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا اپنے بچوں کی آوارگی دیکھ کر انکو قادیان میں جماعت کے مدرسہ میں داخل کروانے پر طعن کرنے والو کو جواب اور

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہونے کا اعتراف

احمدیت کے حوالہ سے دیوبندی اور اہل حدیث کی آپس میں طعنہ زنی

دیوبندی عالم دین جناب ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے 1997 میں حضرت مسیح موعو علیہ السلام کے خلاف پہلا فتویٰ کفر کے حوالہ سے ایک کتاب بعنوان ''سب سے پہلا فتوائے تکفیر'' لکھی اور اس ''شاہکار فتویٰ کفر'' کو دیوبندی اکابرین کے اعمال نامہ کی ''زینت'' قرار دیا۔ ساتھ کے ساتھ وہابی مخالفت کو بھی نہیں بھولے اور یوں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے براہین احمدیہ پر ریویو کو خوب طنز کا نشانہ بنا کر احمدی وہابی بھائی بھائی کا نعرہ لگا دیا۔ حسب توقع جواب میں ایک اہل حدیث پی ایچ ڈی ڈاکٹر جناب محمد بہاء الدین صاحب نے ایک کتاب ''تحریک ختم نبوت'' لکھی جسے غیر مقلدین کے ادارہ صراط مستقیم نے برمنگھم سے مکتبہ قدوسیہ نے لاہور سے اور ادارہ اشاعۃ السنہ نے دہلی سے شائع کر دیا اور مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اس کا مقدمہ لکھا۔ اور انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی کے حوالہ سے ثابت کیا کہ احمدیت کا بنیادی فلسفہ وعقائد دیوبندیت سے کشید ہے اور دیوبندی اور احمدی یکساں وہم رنگ ہیں۔ جواب میں دیوبندی عالم دین نے اور حوالہ جات کے ساتھ ساتھ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا عدالت میں لکھ کر دینے کو کہ احمدی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں اور ساتھ ہی اپنے دو بیٹوں کو یکے بعد دیگرے قادیان پڑھنے کے لئے بھیجنے کو مثال کے طور پر پیش کر دیا اور خاص طور پر اس حوالہ سے جب آپ پر اعتراضات ہوئے تو جو اس حوالہ سے اہل حدیث مولوی مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے دوران اخبارات کے توسط سے خط و کتابت ہوئی اس کو آئندہ اشاعت کا حصہ بنا دیا اور یوں اگر اس منافقانہ بحث وتمحیص کا خلاصہ نکالا جائے تو وہ، گویا یہ تھا کہ احمدی دیوبندی بھی بھائی بھائی ہیں اور احمدی وہابی بھی بھائی بھائی ہیں۔

مولوی ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب نے ص 192 سے 202 تک اس کہانی کو درج ذیل عنوان سے جگہہ دی ہے (یہاں پر پورا حوالہ درج کیا جارہا ہے)

''عدالتی بیانات کا پس منظر اور بٹالوی صاحب کے صاحبزادوں کا قادیان میں تعلیم حاصل کرنا''

''غیر مقلدین کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی نے صرف عدالتوں میں جا کر ہی مرزا قادیانی سے کفر کا فتویٰ واپس نہیں لیا بلکہ اس کے لئے عملی قدم بھی اٹھایا۔ وہ اس طرح سے کہ 1899 میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ عدالت میں مشترکہ اقرار نامے پر دستخط کرنے کے بعد 1913 میں گوجرانوالہ میں عدالت میں بیان سے پہلے انہوں نے اپنی اولاد کو قادیان میں تعلیم وتربیت کے لئے بھیجا۔ جیسا کہ تاریخ احمدیت زیر عنوان مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے چپقلش اور تکفیر سے رجوع لکھا ہے

'' 1909 کا سال اس اعتبار سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں سلسلہ کے دو مشہور معاند مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری جو جماعت کو تباہ کرنے کا دعویٰ لے کر اٹھے تھے آپس میں الجھ پڑے اور ملک کے دوسرے مشہور علماء بھی رفتہ رفتہ اس جنگ میں کود پڑے اور فریقین نے

ایک دوسرے کو کافر کہنے پر بس نہ کر کے مرصع گالیاں دیں۔۔اس معرکہ آرائی کے دوران مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حق کی طرف بھی رجوع کر لیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی هذا الرجل یومن بایمانی قبل موته یہ شخص اپنی موت سے قبل میرا مومن ہونا تسلیم کر لے گا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے 1909 میں اس سلسلہ میں پہلا قدم یہ اُٹھایا کہ یہ اعلان کیا کہ آنے والا مسیح موعود آسمانی نشانات و برکات سے اسلام کو غالب کرے گا ان کی اصل عبارت یہ ہے کہ امام مہدی بھی حضرت مسیح موعود کی طرح اپنے مشن میں سیفی جنگ و تلوار و تفنگ سے کام نہ لیں گے بلکہ صرف آسمانی نشانات اور روحانی برکات سے دنیا میں دین اسلام کی اشاعت کریں گے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن اور آپ کا دعویٰ تھا۔ اس حیرت انگیز اعلان کے بعد دوسرا قدم یہ اُٹھایا کہ پہلے اپنے ایک لڑکے ابو اسحٰق کو پھر عبدالباسط کو قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کر دیا جس پر اہل حدیث میں بہت شور اُٹھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 ص 222-223)

بٹالوی صاحب کی وضاحت

قادیانی مصنف کے اس دعوے کے متعلق ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مولانا محمد حسین بٹالوی کی طرف سے وضاحت سامنے آجائے تو اچھا ہے اس کی تفصیل یوں ہے۔ مورخہ 11 فروری 1910 کے اخبار اہل حدیث میں اسی حوالہ سے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب سے ایک سوال ”جناب مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب جواب دیں“ کے عنوان سے سے شائع ہوا۔ اس کا جواب آپ نے 25 فروری 1910 کو اسی اخبار میں اس عنوان سے شائع کروایا۔

جواب استفسار متعلق قادیان مندرجہ اخبار اہل حدیث مطبوعہ 11 فروری 30 محرم 1368ھ

میرے پانچ لڑکے یکے بعد دیگرے علم عربی پڑھنے میں کوتاہی اور آخر صاف انکار اور مخالفت احکام شریعت پر اصرار کرنے کے سبب میری اطاعت سے خارج اور عاق ہو گئے۔۔انہی کی دیکھا دیکھی باقی ماندہ دو نابالغ لڑکے گھر سے بھاگنے اور آوارہ پھرنے لگ گئے تھے۔ اور ان میں سے ایک لڑکا ابو اسحٰق اب تک آوارہ پھرتا ہے اور اس کا پتہ نہیں لگتا۔ دوسرا چھوٹا عبدالباسط لڑکا قابو آیا تو منشی یعقوب علی ایڈیٹر ”الحکم“ نے اس کا حال سن کر ہمدردی کا اظہار اور اپنے سکول کے انتظام کی تعریف کر کے اصرار کے ساتھ کہا کہ آپ ان کو چند روز کے لئے ہمارے سپرد کر دیں۔۔سٹاف سکول اور بورڈنگ کے حسن تدبر و نگرانی و لطف سے لڑکے کا دل وہاں تعلیم پر اچھی طرح لگ گیا اور اس کی آوارگی جاتی رہی۔ عید کے موقعہ پر وہ میرے بلانے سے اپنے گھر آیا تو ایک دن سے زیادہ نہ ٹھہرا اور بولا کہ میری تعلیم کا حرج ہو گا۔ ان کے اس احسان و ہمدردی کے ساتھ اب بھی میں اس فرقہ کا ایسا مخالف ہوں جیسا کہ پہلے تھا۔۔ہاں یہ سوال ضرور ہو گا کہ پنجاب و ہندوستان میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث ہیں ان کو چھوڑ کر وہاں کیوں بھیجا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت سے مدارس اہل سنت و اہل حدیث کا امتحان کر چکا ہوں ان میں سے کوئی بھی آوارہ لڑکوں کی اصلاح نہ کر سکا۔ میں نے پہلے ایک لڑکے عبدالرشید کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو مدرسہ آرہ بازار میں بھیجا۔ پھر دو لڑکوں احمد حسین و محمد اطہر کو مدرسہ اہل حدیث لکھو کے علاقہ فیروز پور میں ایک مدت تک رکھا۔ پھر ایک لڑکے عبدالشکور کو امرتسر کے مدرسہ ثنائی کے سپرد کیا۔ پھر ایک لڑکے عبدالنور کو مدرسہ نعمانیہ لاہور کے سپرد کیا پھر اس کو تعلیم کے واسطے مدرسہ حمایت اسلام کے سپرد کیا اور بود و باش اور نگرانی کے لئے مولوی عبد العزیز سیکرٹری مجلس اہل حدیث کے مکان پر رکھا۔ ان مدارس سے کسی مدرسہ میں ان لڑکوں کی تربیت و تعلیم نہ ہوئی جو قادیان میں اس چھوٹے کی ہو رہی ہے تو مجبور و ناچار ہو کر منشی یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم کی دوستانہ درخواست و اصرار پر لڑکے کو قادیان میں بھیج دیا۔ جس کا نتیجہ اس وقت تک خاطر خواہ نکل رہا ہے۔ اب بھی کسی مدرسہ میں بھیجنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ اس کا انتظام و تعلیم قادیان سکول سے بڑھ کر نہ ہو تو کم بھی نہ ہو برابر ہو“

(اخبار اہل حدیث 14 صفر 1368ھ 25 فروری 1910 ص 10)

بٹالوی صاحب کے صاحبزادے کا قادیان میں لیکچر

اس تعلیم کے اثرات بٹالوی صاحب کے صاحبزادے پر کیا ہوئے اس کے متعلق مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں ”جناب مولوی محمد حسین کے صاحبزادہ کا لیکچر قادیان میں“ کے عنوان سے اخبار اہل حدیث میں یہ مضمون ہے“

مولوی صاحب جن دنوں آپ نے صاحبزادے مذکور کو قادیان بھیجا تو مسلمانوں میں غلغلہ اٹھا،سوال ہوئے جواب ہوئے،غالباً اسی لئے سیالکوٹ سے واپسی کے وقت گاڑی میں مولوی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ نے عبدالباسط کا لیکچر دیکھا (جو اس نے قادیان میں دیا ہے) میں نے چونکہ نہ دیکھا تھا کہا نہیں دیکھا۔میں نے مکان پر آ کر لیکچر مذکور دیکھا تو خیال آیا کہ چونکہ صاحبزادے کے داخلے کی طرح یہ لیکچر بھی قوم سے ایک قسم کا تعلق رکھتا ہے اس لئے درج اخبار کرنا چاہئے تا کہ مخالف وموافق اندازہ کر سکیں کہ صاحبزادہ کی آئندہ زندگی کیسی ہوگی

تقریر عبدالباسط

بزرگان قوم میں نے مختلف واعظوں اور خطبوں میں سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔اس لئے میں یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کرتا کہ اس مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد میں نے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے کہ اس اصول پر یہاں تعلیم دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔میں اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکرگزار ہوں جو میرے یہاں آنے کا موجب ہوئے۔خدا تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے پھر میں اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے حال پر رحم کھا کر مجھے یہاں بھیجنا منظور فرمالیا۔میں آپ میں سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں جن کے بچے یہاں تعلیم پاتے ہیں کیونکہ وہ نیک استادوں کی نگرانی کے نیچے ہیں۔اور ان کی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔میں اس بات کو بھی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں آپ لوگوں کے بعض عقائد سے متفق نہیں لیکن مجھے کبھی کسی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی بلکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے جو مجھ پر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔تو بھی یہ خوشی کی بات ہے عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لئے یہاں سامان موجود ہے۔پس آپ لوگ اس وقت کو غنیمت سمجھو اور اپنے بچوں کو یہاں تعلیم حاصل کرنے بھیجو۔(عبدالباسط طالب علم دوئم مڈل،مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان)(اخبار اہل حدیث 6مئی 1910ص 8)

(تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی ص 194 تا 202 ناشر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور)

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان کا ظہور

قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی مبشر اولاد اللہ کے فضل وکرم سے خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے سائے میں جماعت خلیفۃ المسیح الاوّل حکیم نورالدین رضی اللہ کی قیادت میں خدا کے مزید فضلوں کو سمیٹنے میں مصروف تھی تو دوسری طرف آپ کے اول المخالف جناب مولوی محمد

اک نظر کا صدقہ



مکرم رشید قیصرانی صاحب

میرا معتبر حوالہ کوئی ہے تو بس یہی ہے
تیری اک نظر کا صدقہ میری ساری زندگی ہے
کہیں چاند رت نے چھیڑا تیری دلبری کا قصہ
کہیں پھول کی زبانی تری بات چل پڑی ہے
ترے رُخ کی روشنی میں کبھی رات مسکرائی
ترے سائے کی بدولت کبھی دھوپ سانولی ہے
ترے چشم ولب کے صدقے میرے ست سروں کے سائیں
کہیں حرف دوستی ہے کہیں رسم نغمگی ہے
بڑی رونقیں ہیں جاناں تری چاہتوں کے ڈیرے
کہیں مست مست میلے ، کہیں جشنِ آگہی ہے
مرے خواب کا مسافر کہیں پھر پلٹ نہ جائے
یہی سوچ کر ہمیشہ مری نیند جاگتی ہے
مرے شہر جاں کے یوسف کوئی بھیج اب نشانی
تری راہ تکتے تکتے مری آنکھ بجھ گئی ہے

......☆......☆......☆......

حسین بٹالوی صاحب نے اپنی بڑی بیگم کے چار بیٹوں اور تین بیٹیوں اور چھوٹی بیگم کے بڑے بیٹے کو بدکردار ثابت کرتے ہوئے عاق کر دیا اور ان کے بارے می اپنی اخبار میں اعلان کر دیا کہ

''ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو اسلام چھوڑ کر عیسائی یا آریہ ہو جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔ بعض جو میرے جبر سے نماز میں کھڑے ہو گئے تو بے وضو ۔ بلا استنجاء بول و براز۔ اور بعض نماز کو صریح گالیاں بھی دے چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قانونی جرائم کے بھی مرتکب ہو گئے ہیں اور اُن کے مقدمات کی مثلیں عدالت میں موجود ہیں اور بعض میری جان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ظاہر کر چکے ہیں اور اس کے وسائل بہم پہنچانے میں بھی سعی کر چکے ہیں''(رسالہ اشاعۃ السنۃ 1909 کی اشاعت میں ص 203)

جو چھوٹی بیگم کے دو بیٹے باقی بچے تھے ان کو بچانے کے لئے جماعت نے اپنا دست شفقت دیا اور انکو قادیان لے آئے جن کا حال ہم نے اوپر درج کیا ہے۔ وہ بہت حد تک سدھر بھی گئے تھے۔ مگر افسوس دیگر علمائے کرام کے روز روز کے طعن اور دباو سے تنگ آ کر آپ نے ان دونوں بچوں کو واپس بلا لیا ۔ بچے پھر سے واپس آ گئے مگر قادیان سے جانے کے بعد عبدالباسط اپنے باقی بھائیوں کی طرح پہلے آوارہ ہوا اور پھر عیسائی ہو گیا اور پھر جوانی میں ہی راہی عدم ہو گیا۔''

(تحریک ختم نبوت مصنفہ ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 205 نا شر رئیس الاحرار اکادمی فیصل آباد مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور بحوالہ اخبار اہل حدیث یکم فروری 1918 ص 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر صالح اولاد کو اثار اولیاء الرحمٰن بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ

''خدائے تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرتا اور ذلّت اور خواری کی مار اُن پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اس کے عزیز اور اس کے ہاتھ کے پودے ہیں۔ (۲۰) اُن کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کئی پشتوں تک اُن کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظرِ رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔ یہ آثار اولیاء الرحمن ہیں اور ہر یک قسم ان میں سے اپنے وقت پر جب ظاہر ہوتی ہے تو بھاری کرامت کی طرح جلوہ دکھاتی ہے۔ مگر اس کا

عہد اطاعت

راجہ نذیر احمد ظفر صاحب

ہے عہد خدا اہتمام خلافت
ہے بعد از نبوت مقام خلافت
علاج پریشانی بزمِ ہستی
اگر ہے تو وہ ہے نظام خلافت
غموں کے اندھیرے میں ہم کو ڈبو کر
چھپا جب ماہ تمام خلافت
تو دنیا یہ سمجھی کہ شاید ہو مشکل
قیام خلافت ، دوام خلافت
مگر میرے آقا ! خدا کا کرم ہے
تیرے ہاتھ آئی زمامِ خلافت
سکینت ملی پھر سے ٹوٹے دلوں کو
ازل جو فیض عام خلافت
یہ لطف محبت سرور اطاعت
ہے وابستہ احترام خلافت
ظفر باپ دادا کے نقش قدم پر
رہا ہے ، رہے گا غلام خلافت

......☆......☆......☆......

ظاہر کرنا خدائے تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہوتا ہے اب یہ عاجز بحکم اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے اِن تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافرہ دیا ہے اور اس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا۔ بلکہ یہ تمام نشان دئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کر لے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا۔''

(روحانی خزائن جلد 3 ص 338، 339)

......☆......☆......☆......

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال ۔طوائفوں کے عاشق ،حسرت ۔شراب نوش،اوراحرار بد دیانت

مدیر چٹان آغا شورش کاشمیری کی مشہور کتاب نورتن“ کا تعارف

(تعارف وتحریر طاہر احمد منج اوسنابروک جرمنی)

مشہور دیوبندی صحافی اور عالم دین جناب آغا شورش کاشمیری صاحب نے رسالہ چٹان کی ادارت کے ساتھ ساتھ کئی کتب بھی تحریر کیں۔ان میں آپ کی مشہور تصنیف ”نورتن“ بھی ہے جو آپ نے لاہور کے 9 نو مشہور صحافیوں کے بارہ میں لکھی۔یعنی وہ نو صحافی جو آپ کے قریبی اور گہرے دوست تھے ان سے اپنے دیرینیہ تعلقات کی کہانی کو نورتن کے نام سے مدون کردیا اور ٹائٹل پر لکھا ”نو 9 رتن لاہور کے نوصحافیوں کا اجمالی تذکرہ“ آپ کی اس تصنیف کو جون 1967 میں چٹان پرنٹنگ پریس نے 88۔میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کیا۔اس کے کل 191 صفحہ جات تھے۔اس کتاب میں آپ نے عبد المجید سالک۔چراغ حسن حسرت۔مہاشہ کرشن۔سید حبیب۔مرتضیٰ احمد میکش اظہر امرتسری۔حاجی لق لق۔ابوصالح اصلاحی ور مجید لاہوری صاحب کو نورتن کا نام دیا ہے۔

احرار نے دیانت بے نکاحی گھر میں ڈالی ہوئی ہے

عبدالمجید سالک صاحب کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں

”وہ قلم اور زبان دونوں کے حاتم تھے۔جس محفل میں بیٹھتے پھبتیوں کی جھاڑ باندھتے اور لطیفوں کا انبار لگاتے۔قلم اٹھاتے تو ان کا یہی حال ہوتا۔نام بگاڑنے میں عجیب وغریب خصوصیت کے مالک تھے۔مثلاً انگلستان کے وزیر اعظم ریمزے میکڈانلڈ کا نام اس کی ہندو نوازی کے باعث راجی مکندامل رکھا،عطاء اللہ شاہ بخاری کا بخار اللہ شاہ عطائی،مظہر علی اظہر کا ادھر علی اُدھر۔۔ایک دفعہ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار نے تقریر میں کہا بعض تھرڈلے ہمیں بدنام کرنے کے لئے چندے کا حساب مانگتے ہیں،ہم لوگ بنیا نہیں کہ حساب لئے پھریں،ہمیں اپنی دیانت پر اعتماد ہے،جو لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں وہ چندہ دیں باقی ہوا کھائیں۔سالک صاحب نے افکار و حوادث میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا حضرت مولانا کس کم بخت نے آپ سے کہہ دیا کہ آپ بد دیانت ہیں؟ دیانت تو آپ کے گھر کی لونڈی ہے شکائیت یہ ہے کہ آپ نے بے نکاحی رکھی ہوئی ہے۔“

(نورتن صفحہ 43و44)

جب تین دن تک طوائف کی ماں نے شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کو طوائف کے پاس نہ جانے دیا

شورش صاحب صفحہ 51 پر شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے بازار حسن میں جانے اور وہاں پر ایک طوائف پر عاشق ہونے اور جب اس کی ماں نے تین دن تک ملنے نہ دیا تو اس دیوداسی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”اُس بازار میں“ میری ایک رسوا سی کتاب ہے ،یہ فحاشی کی تاریخ ہے ،۔اس بازار میں پھرتے پھراتے مجھے ایک ایسے گھرانے میں جانا پڑا جس کی مالکن کبھی جوان تھی ایک زمانہ میں علامہ اقبال اس کی آواز سے خوش ہوتے تھے۔اس کا نام امیر تھا،امیر کا زمانہ لد چکا تھا اس وقت ستر پچھتر کے پیٹے میں تھی،چہرے پر جھریوں کی چنٹ سے معلوم ہوتا تھا کہ لٹے ہوئے عیش کی تصویر ہے،میں نے ادھر اُدھر کے ٹانکے ملا کر سوال کیا کہ وہ مجھے اقبال کے بارہ میں کیا بتاسکتی ہے؟ لیکن طرح دے گئی،میں نے اصرار کیا،اس نے رسید تک نہ دی،میں نے پچکانا چاہا وہ ٹال گئی،ہزار جتن کئے لیکن کسی طرح بھی ڈھب پر نہ آئی،جب میں نے سارے داؤں استعمال کر لئے تو خدا کا واسطہ ڈالا ،لیکن اس کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی،جب میں نے عذر وانکار کی وجہ پوچھی تو اُس نے حقے کی نے چھوڑتے ہوئے کہا ”ہم لوگ شرفا کے رازوں کی نمائش

یا بیو پار نہیں کرتے آپ خواہ مخواہ ہوا کو مٹھی میں تھامنا چاہتے ہیں''
واپس آ کر میں نے سالک صاحب سے اس کا ذکر کیا تو وہ امیر کے ذکر سے ششدر رہ گئے، پوچھا ابھی تک زندہ ہے؟ عرض کیا ہاں جی، پھر ایک واقعہ سنایا کہ مولانا گرامی لاہور تشریف لائے تو مجھے دفتر سے اٹھا کر علامہ اقبال کے ہاں لے گئے، علامہ ان دنوں بازار حکیماں میں رہتے تھے، داڑھی بڑھی ہوئی، چہرہ اُترا ہوا، آنکھیں دھنسی ہوئیں، گرامی دیکھتے ہی آبدیدہ ہو گئے، پوچھا خیریت ہے، معلوم ہوا کہ امیر کی ماں نے ملاقات بند کر دی ہے پچھلے تین روز سے ملاقات نہیں ہوئی، گرامی کھلکھلا کر ہنس پڑے پنجابی میں کہا
اوچھڈ یار توں وی غضب کرنا ایں او تینوں اپنی ہانڈی کس طرح دے دین (چھوڑو یار تم بھی غضب کرتے ہو، بھلا وہ تمہیں اپنی ہنڈیا کس طرح دے دیں'' علامہ بے حد غمگین تھے، گرامی نے علی بخش سے کہا، گاڑی تیار کرو، مجھے ساتھ لیا اور اُس بازار کو روانہ ہو گئے، امیر کے مکان پر پہنچے، دستک دی، امیر کی ماں نے گرامی کو دیکھا تو خوش دلی سے خیر مقدم کیا۔ آپ اور یہاں؟ اھلاً و سھلاً گرامی نے امیر کی ماں سے گلہ کیا کہ تو نے ہمارے شاعر کو ختم کرنے کی ٹھانی ہے اُس نے کہا، مولانا شاعروں کے پاس کیا ہے چار قافیے اور دو ردیفیں، کیا میں اپنی لڑکی ہاتھ سے دے کر فاقے مرجاؤں؟ آپ کا شاعر تو ہمارے ہاں نقب لگانے آتا ہے، میری لڑکی چلی گئی تو کون ذمہ دار ہوگا؟ گرامی نے اُجلی داڑھی کا واسطہ دیا اور دو گھنٹہ کی شخصی ضمانت دے کر امیر کو ساتھ لے آئے، میں علی بخش کے ساتھ تھا، گرامی امیر امیر کے ساتھ گھوڑا ڈرکی میں چلا آ رہا تھا، علامہ کے ہاں پہنچے تو گرامی نے جھنجھوڑتے ہوئے کہا اُٹھو جی، آ گئی امیر۔ سچ مچ علامہ نے حیرت سے پوچھا۔ امیر سامنے کھڑی تھی، دفعتاً اُن کا چہرہ جگمگا اٹھا، سالک صاحب نے یہ واقعہ سناتے ہوئے کہا، زندگی میں اس قسم کی آرزوئیں ناگزیر ہوتی ہیں۔ فرمایا جس زمانہ میں اقبال انارکلی میں رہتے تھے ان دنوں لاہوری دروازہ اور پرانی انارکلی میں بھی کسبیوں کے مکان تھے۔ ایک دن میں علامہ کے ہمراہ انارکلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک وہ ایک ٹکیائی کے دروازہ پر رک گئے، ادھیڑ عمر کی کالی کلوٹی، عورت مونڈھے پر بیٹھی حقہ سلگا رہی تھی، اندر گئے حقہ کا کش لگایا، اٹھنی یا روپیہ اس کے ہاتھ میں دے کر آ گئے، میں بھونچکا رہ گیا'' (نور تن صفحہ نمبر 51، 52، 53)

احرار رزق کے متلاشی خانہ بدوشوں کا ٹبر ہے۔ چراغ حسن حسرت کی زبانی احرار کا تعارف

صفحہ 92 پر شورش صاحب چراغ حسن حسرت کی زبانی احرار کا تعارف یوں بیان کرتے ہیں

'' آپ نے زمانہ قبل از تاریخ کا جغرافیہ پڑھا ہے تو آپ کو یاد ہوگا، ان دنوں اس سرزمین میں احرار کے خانہ بدوش آباد تھے، جو چارہ اور پانی کی تلاش میں پھرتے رہتے، یہ لوگ کبھی مسلم لیگ کے کوہستانوں اور کاہستانوں میں گلے چراتے پھرتے تھے، کبھی کانگریسی سلسلہ کوہ کے زرخیز دامن مین دیرے ڈال دیتے تھے، لیکن ان قبائل پر قریب قریب وہی ماجرا گزرا جو امریکہ اور آسٹریلیا کے قدیم باشندوں پر گزر چکا ہے یعنی ان کی تعداد کم ہو گئی ہے، ان کے گلے بہت چھوٹے چھوٹے رہ گئے ہیں، ان کی سمجھ مین نہین آتا کہ چارہ اور پانی کی تلاش میں کس طرف کا رخ کریں۔''

(نورتن صفحہ 92و93)

شراب کے ہاتھوں ذبح ہونے والے مشہور صحافی حضرات کا ذکر

شورش صاحب نے اپنے رفقاء کے طوائفوں سے معاشقے کے ساتھ ساتھ سر عام شراب نوشی اور اس کے ہاتھوں ذبح ہونے کو ذکر بھی اپنی کتاب کا حصہ بنایا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

''ہمارے سامنے جن اہل قلم کو شراب نے ذبح کیا ان میں حسرت بھی تھے، اختر شیرانی اور مجید لاہوری بھی اسی کے ہاتھوں مارے گئے'' (صفحہ 103)

''خان محمد اسحاق شراب کی بوتل ہاتھ میں لے کر غل مچاتے تھے۔ آخر یہ بندہ خدا بھی شراب ہی کے ہاتھوں مارا گیا۔ پاکستان بنا تو شراب نوشی بعض نامور جرنلسٹوں کا روزمرہ ہو گئی۔۔ ایوب کرمانی نے اس سے عاجز آ کر چھت سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ اور اب تو ایڈیٹروں اور ان کے ہمراہیوں کی آدھی کھیپ شراب کی رسیا ہے جب تک پیالہ اور نوالہ بلکہ معشوق چہاردہ سالہ

شریک ادارت نہ ہوا اس وقت تک اخبار معنوی اور صوری لحاظ سے مکمل نہیں ہوتا ہے'' (صفحہ 155)

''اظہر امرتسری، اور حاجی لق لق جب تک شراب نہ پی لیتے ان کا سکون مضمحل رہتا۔ دونوں کے خون میں شراب رچی ہوئی تھی۔ وہ شراب کے بغیر جی نہ سکتے تھے۔ یکے بعد دیگرے چار آدمیوں نے اس زمانے میں اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ اختر شیرانی، سعادت حسن منٹو، اظہر امرتسری، اور حاجی لق لق، شراب نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کسبیان عفت سے کرتی ہیں''
(صفحہ 159،160)

نام پر قتل ہوئی تھی۔ دیکھیں، دریں حالات یہاں مجھے کس وقت شاعر بے مثال کا ایک شعر بے ساختہ یاد آ گیا

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

......☆......☆......☆......

شہنشاہ جارج پنجم اور علمائے دیوبند کا اعلان جہاد

برصغیر میں ایک رواج ہے کہ ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کا گروہ یا اس کے آبا و اجداد کی تمام عمر انگریز سامراج کے خلاف جدوجہد میں گزری تھی اور جب انگریز یہاں پر حکومت کر رہا تھا تو ہم ہی تو تھے جو فرنگیوں کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے اور انگریز ہمارے خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اور جس گروہ سے عداوت ہو اسے یا جس کو نیچا دکھانا ہو تو اس کا ایک آسان طریق یہ ہے کہ یہ الزام لگا دو یہ گروہ انگریز حکومت کے مصاحبوں کا گروہ تھا۔

آج تک ہماری سیاست اور ہمارا فن الزام تراشی اسی مرکز کے اردگرد گھومتا رہتا ہے۔ اس قسم کے الزامات مسلم لیگ پر بھی لگائے گئے تھے۔ اس کے بارے میں اس عاجز کے تین کالم ہم سب پر شائع ہوئے۔ ان کالموں کا لب لباب یہ تھا کہ جذباتی دعووں کی بجائے حقائق کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تا کہ ہم افسانوں کا شکار بننے کی بجائے اپنی آراء کی بنیاد حقائق پر رکھیں۔

اب ہم یہ جائزہ لیں گے کہ جب انگریز بادشاہ یہاں حکومت کر رہا تھا اس وقت علماء نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ برصغیر میں تو بہت مسالک موجود تھے۔ اس کالم میں ہم صرف علمائے دیوبند کے خیالات کا تجزیہ کریں گے۔ اس مطالعہ میں ایک مشکل یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طالب علم گزرے ہیں، ان کی آراء میں اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ایسے جریدے کا جائزہ لیا جائے جو کہ اس مدرسہ کا ترجمان سمجھا جاتا تھا۔ عرض یہ ہے کہ یہ جریدہ ماہوار رسالہ القاسم تھا۔ اور جس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہوتا تھا ''مدرسہ اسلامیہ دیوبند'' نے شائع کیا۔ اور برٹش لائبریری نے اس کا کچھ ریکارڈ آن لائن مہیا کر دیا ہے۔

اس سلسلہ میں 1911 کا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس سال برطانیہ کے بادشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری خود ہندوستان آئے اور دہلی میں باقاعدہ ان کی تاجپوشی ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ 6 مئی 1910 کو ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہوا اور جارج پنجم برطانیہ کے بادشاہ بن گئے۔ برطانیہ میں ان کی باقاعدہ تاجپوشی 22 جون 2011 کو ہوئی اور اس کے بعد شاہی جوڑا آئرلینڈ گیا۔ اس کے قبل ہی یہ تجویز کیا گیا تھا کہ ان کی ایک تاجپوشی ہندوستان میں ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت ہندوستان برطانوی سلطنت کا اہم ترین حصہ تھا۔ اس کا اعلان مارچ 1911 کو کیا گیا تھا۔ 7 دسمبر کو بادشاہ سلامت نے بذریعہ بحری جہاز ہندوستان میں قدم رکھا اور کچھ روز بعد دہلی میں داخل ہوئے۔ تاجپوشی کی رسم بڑے کروفر سے ادا کی گئی۔ اس کروفر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو تاج خاص طور پر اس موقع کے لئے تیار کیا گیا وہ اس زمانے میں ساٹھ ہزار پاؤنڈ میں تیار ہوا تھا۔ اس میں ہزاروں ہیرے جواہرات جڑے گئے تھے۔

اگر کسی گروہ کی تلواریں بے نیام ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں تو اس سے بہتر موقع ممکن نہیں تھا اور کیونکہ بادشاہ سلامت خود ہندوستان میں موجود تھے گویا شکار خود چل کر صیاد کے پاس آ گیا تھا۔ اب جائزہ لیتے ہیں کہ اس موقع پر مدرسہ اسلامیہ دیوبند کی طرف سے کیا اعلان شائع ہوا تھا۔ یہ اعلان ذوالقعدہ 1329 ہجری کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس کا متن درج کیا جاتا ہے۔

"آج کل ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ہمارے شہنشاہ کی پر فوائد آمد آمد کا غلغلہ بلند ہے اور ہمارے ملک معظم نہایت وقیعانہ اور مربیانہ شان وشکوہ سے سرزمین دہلی میں مرتبہ افزائی فرمانے والے ہیں۔ تمام رعایا کا عموماً اور مسلمانان ہند کا جو کہ فطرتاً اور مذہباً حکومت کے حق میں وفادار پیدا کیے گئے ہیں خصوصاً یہ فرض ہے کہ وہ اپنی سچی وفاداری اور قلبی مسرت اور جوش عقیدت کا ایک ایسے مناسب پیرائے میں اظہار کریں جو کہ ایک ایسے بڑے جاہ وجلال اور محسن اور آزادی بخش بادشاہ کی جناب کے شایان شان ہو۔

مذہبی گروہ جس پر سب سے زیادہ شریعت کی حدود وقیود کی پابندی لازم ہے اسی کو سب سے بڑھ کر اپنے ایک بے نظیر منعم اور محافظ کی شکر گزاری اور احترام کا حق حاصل ہے۔ اس مقدس گروہ کو ہمارے نزدیک اس بے مثال اور گرامی قدر آزادی کی پوری قدر و عافیت سمجھنا چاہیے جو ان کو مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی فیاضی سے ادا ہو رہی ہے۔

ہماری التجا ہے کہ مسلمان اس نادر موقع پر اپنی کامل اطاعت وفرمانبرداری اور دلی خوشی کے ظاہر کرنے میں کسی ممکن طریقہ سے دریغ نہ کریں گے اور اپنے شہنشاہ معظم کے حقیقی فلاح و بہبود کے دل سے دعا گو رہیں گے۔"

آپ اس اعلان کو کئی بار بھی پڑھیں تو اس میں کسی اعلان جنگ کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔ اس میں اگر ذکر ہے تو یہ کہ مسلمان مذہبی طور پر فطرتی طور پر اس حکومت کے وفادار پیدا ہوئے ہیں۔ اور موجودہ بادشاہ سلامت تو وہ فرمانروا ہیں جنھوں نے ہندوستان کو آزادی عطا کی ہے اور مذہبی گروہ کے لئے بادشاہ سلامت ایک محافظ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر علماء پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ سلامت کی اطاعت کریں۔ اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ شہنشاہ جارج پنجم کے لئے دعا گو رہیں۔

بہر حال شہنشاہ جارج پنجم ہندوستان کو مستفید فرما کر شکار کے غرض کے لئے نیپال روانہ ہوئے۔ اور وہاں پر ان کی ٹیم نے 39 شیر، 18 گینڈے اور چار ریچھ مار کر بصد کامرانی برطانیہ کا رخ کیا۔ جہاں تک یہ عاجز تحقیق کر سکا ہے اس دورے کے دوران کسی طرف سے کسی بغاوت کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔

(از الم نگار۔ بشکریہ "ہم سب" مورخہ 30 دسمبر 2022)

قادیاں روشن

مکرم صوفی تصور حسین صاحب اور لیس بریلی ثم قادیانی

نشور نور احمد سے ہے جاں روشن جہاں روشن
زمین و آسماں روشن، مکیں روشن، مکاں روشن

طفیل اُس کے ہے ہر سُو روشنی دارین میں پھیلی
ادھر روشن اُدھر روشن یہاں روشن وہاں روشن

ہوا جب جلوہ فرما تخت دل پر نام احمد کا
دل و جاں ہو گیا روشن دہن روشن زباں روشن

منور فیض سے اُس کے ہوا ہے ظاہر و باطن
عذار گل خاں روشن درون موماں روشن

وہی ہم گمرہوں کے واسطے شمع ہدایت ہے
اُسی سے خاصگاں کے دل میں ہے باغ جناں روشن

یہ تازہ نور افشانی ہی اُس کی دیکھ لی سب نے
نہاں تاریکی اسلام کی اُس نے عیاں روشن

مٹا کر ظلمت کفر و ضلالت نور پھیلایا
کہ رُوح عارفاں روشن ہے راہ سالکاں روشن

الٰہی نور سے اپنے منور کر میرا سینہ
وجود نور دیں سے جس طرح ہے قادیاں روشن

......☆......☆......☆......

......☆......☆......☆......

صحرائے اعظم میں واقع نائیجر اور برکینا فاسو کے سنگم پر بارڈر کے دونوں طرف پھیلے

تماشک و بربر قبائل کی قبول احمدیت کی دلاویز داستان

(آشتی علی بھٹی کرغیزستان)

صحرائے اعظم کے دور افتادہ ملک نائیجر (NIGER) کے دارالحکومت نیامی (NIAMEY) سے دو شاہراہیں برکینا فاسو (BURKINAFASO) بارڈر کی طرف بڑھتی ہیں۔ ایک سڑک شہر کے مشرقی حصے سے اور دوسری جنوبی طرف سے۔ مگر شہر سے نکلنے کے چند کلومیٹر بعد ہی یہ دونوں سڑکیں برکینا فاسو بارڈر کی طرف مڑ جاتی ہیں۔ شروع میں یہ راستے کچھ عرصہ متوازی چلتے ہیں مگر اس کے بعد ان کا درمیانی فاصلہ بڑھنا شروع ہوجاتا ہے اور یوں برکینا بارڈر تک پہنچتے پہنچتے ان کے درمیان 235 کلومیٹر کا فاصلہ حائل ہوجاتا ہے۔ مشرقی حصے سے سے نکلنے والی سڑک نائیجر کے سرحدی شہر توروڈی (TORODI) سے گزرتے ہوئے بارڈر پھلانگ کر برکینا فاسو کے سرحدی شہر فادا (FADA) پہنچتی ہے اور پھر آگے دارالحکومت واگادوگو (OUAGADOUGOU) میں داخل ہوجاتی ہے جبکہ جنوبی طرف سے نکلنے والی سڑک نائیجر کے سرحدی شہر تیرا (TERA) سے گزر کر برکینا فاسو کے شہر ڈوری (DORI) پہنچتی ہے اور پھر آگے واگادوگو کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

خطبہ جمعہ میں پیارے آقا نے برکینا فاسو کے ڈوری ریجن کے گاوں مہدی آباد میں شہید کئے جانے والے 9 عظیم مجاہدین کی داستان جماعت کے سامنے رکھی جنہیں ایک ایک کر کے مقتل میں بلایا گیا۔ امام مہدیؑ کے انکار پر جان بخشی کا بتایا گیا مگر یہ پروانے، ایک سے بڑھ کر ایک آگے بڑھتے گئے اور ایمان کو سینہ سے لگائے گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں اپنے مولا کے حضور حاضری لگاتے چلے گئے ۔ سلام تم پر اے زید بن دثنہؓ اور عبدالطیفؓ کے وارثو کہ تم نے اپنے خون سے ارض بلالؓ پر صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مہر لگا دی۔ خطبہ ختم ہوا تو میرے ماضی کی یادیں پرواز کے پر کھولے افریقہ کے صحراوں میں جا پہنچیں جہاں کچھ عرصہ مجھے بھی ان عظیم بستیوں کے آس پاس اپنے بابا جانی کے ساتھ خیمہ زن رہنے کا موقعہ ملا تھا

اگر ہم نیامی سے سفر کا آغاز کرنا چاہیں تو بلند و بالا میناروں والی سفید رنگ کی وسیع و عریض جامع مسجد، مدرسہ، مشن ہاوس اور پرائمری سکول کا پانچ ایکڑ پر پھیلا خوبصورت احمدیہ کمپلیکس آپ کو الوداع کرنے کے لئے دعائیہ کلمات کے ساتھ موجود نظر آئے گا۔ اور اگر ہم تیرا کی طرف سے برکینا کی طرف آگے بڑھیں گے تو تیرا کے خارجی دروازہ پر گلابی رنگ کے خوبصورت میناروں اور گولڈن رنگ کے گنبد والی مسجد اور بارڈر گزرتے ہی ڈوری کے شہر کے بالکل داخلی دروازہ پر پیاری سی مسجد مشن ہاوس اور احمدیہ سکول کا وسیع و عریض کمپلیکس ہمارا منتظر نظر آئے گا۔ اسی طرح سے اگر ہم توروڈی کی طرف سے برکینا سرحد کی طرف آئیں تو بارڈر کے ایک طرف توروڈی کی خوبصورت مسجد اگر الوداعی دعا کرواتی نظر آئے گی تو بارڈر گزرتے ہی فادا میں موجود احمدیہ مسجد بازو وا کئے سمیٹنے کے لئے بے تاب نظر آئے گی۔

اگر ہم کچھ مزید پیچھے جا کر اپنے سفر کا آغاز ٹوگو سے کریں اور بینن کی طرف بڑھیں اور پھر بینن سے سرحد پار کر کے نائیجر آئیں اور نائیجر سے برکینا فاسو میں داخل ہوئیں تو ان ہزاروں کلومیٹر کے سفر میں آپ کو سڑک کے دائیں بائیں سینکڑوں احمدیہ بستیاں پھیلی ہوئی نظر آئیں گی۔ ٹوگو سے دوسری طرف چلے جائیں تو غانا سے لے کر سیرالیون تک اور پھر برکینا سے ایک طرف مالی اور دوسری طرف آئیوری کوسٹ تک اور بینن سے نائیجیریا تک شاہراوں کے چاروں طرف پھیلی یہ احمدیہ بستیوں کی خوبصورت کہکشاں اپنے دامن میں ہزاروں لاکھوں ایمان افروز داستانوں کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ یہ بستیاں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندہ نشانیاں اور جماعتی قربانیوں کی روشن مثالیں ہیں۔

برکینا فاسو ڈوری ریجن کے مہدی آباد والے احمدی گاوں کے دوسری طرف نائیجر میں (BOUPO) بوپو کا گاوں واقع ہے۔ 1997 تا 1999 کے سالوں میں مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد سدھو صاحب کی تبلیغی کاوشوں سے ڈوری ریجن کے سینکڑوں دیہات جماعت میں شامل ہو چکے تھے۔ انہیں دنوں اپریل

1999 میں مکرم ناصر احمد صاحب ایک تبلیغی وفد کے ساتھ نائیجر کے علاقے میں بھی داخل ہوئے اور تبلیغی نشستوں کا آغاز کر دیا۔ الحمدللہ مکرم ناصر احمد سدھو صاحب کی تبلیغ کے نتیجے میں Boupo گاؤں کی اکثریت کو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور یوں Boupo گاؤں کو نائیجر کی پہلی جماعت بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چونکہ یہ علاقہ زیادہ تر وہابی لوگوں پر مشتمل ہے اس لئے قبول احمدیت کے ساتھ ہی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیوں کو ان کی آبائی مسجد سے نکال دیا گیا۔ احباب جماعت نے اپنے گھروں کے پاس ہی کھلی زمین پر چھوٹے چھوٹے روڑے لگا کر ایک جگہ کی مسجد کی حیثیت سے نشاندہی کر دی اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اب اس فقرے میں بیان چھوٹی سی بات کا مزہ لینے کے لئے نائیجر کے صحرا کی گرمیوں کا درجہ حرارت جانیں، پھر کھلا آسمان اور ظہر و عصر کی باجماعت نماز کو تصور میں لائیں پھر تپتی ریت پر سجدے کے لئے خدا کے حضور جھکی ہوئی جبین کا سوچیں تو بلا توقف آپ کے دل سے بھی اپنے ان بھائیوں کے لئے جگر مراد آبادی کی آواز میں یہ الفاظ نکلیں گے

تو خوش ہے کہ تجھ کو حاصل ہیں میں خوش کہ میرے حصے میں نہیں
وہ کام جو آساں ہوتے ہیں، وہ جلوے جو ارزاں ہوتے ہیں
آسودہ ساحل تو ہے مگر شاید یہ تجھے معلوم نہیں
ساحل سے بھی موجیں اٹھتی ہیں، خاموش بھی طوفان ہوتے ہیں
یہ خون جو ہے مظلوموں کا، ضائع نہ ہوئے گا لیکن
کتنے وہ مبارک قطرے ہیں جو صرف بہاراں ہوتے ہیں
جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقت شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

آہستہ آہستہ بوپو کے خدام نے اپنی مدد آپ کے تحت مٹی گارے سے چھوٹی سی کچی مسجد بنا لی اور 2006 میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بوپو گاؤں میں پکی مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔ اکتوبر 2006 میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا ہی تھا کہ مخالفین نے حسد اور مخالفت کی آگ کی وجہ سے عدالت میں جھوٹا مقدمہ کر دیا کہ جس جگہ پر مسجد بنائی جا رہی ہے یہ ان کی جگہ ہے۔

لوئر عدالت سے جماعت کے حق میں فیصلہ ہونے پر یہ لوگ ہائی کورٹ چلے گئے اور یوں سال ہا سال کی مقدمہ بازی کے بعد آخر دسمبر 2015 میں سپریم کورٹ نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مقدمے کو خارج کر دیا۔ اس مقدمے کے دوران ایک دفعہ مخالفین نے مقامی پولیس میں مقدمہ درج کروا دیا کہ احمدی ہماری زمین پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں پولیس نے بوپو کی ساری جماعت کو گرفتار کر لیا اور کئی دن بعد رہائی ہوئی۔ پولیس جیل عدالتیں سب اس غریب جماعت نے برداشت کیں لیکن صدق سے ایمان پر ڈٹے رہے۔

آج مہدی آباد برکینا فاسو کے شہداء نے ایک بار پھر سے، نہ صرف حضرت زید بن دشنہؓ کی یاد تازہ کر دی بلکہ اپنے خون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا''۔ شہدا کا خون نہ صرف زندہ و جاوید رہتا ہے بلکہ زندگی بخش ہوتا ہے۔

انڈونیشیا کے مظلوم احمدی شہداء اور نائیجر

مہدی آباد کے شہداء کی خبر سے مجھے انڈونیشیا کے مظلوم شہداء اور ان کے خون کی برکت سے نائیجر پہ نازل ہونے والی برکت یاد آ گئی ہے۔ یہ 2010 کی بات ہے انڈونیشیا میں نہتے احمدی احباب کو غیر احمدی مولویوں کی اشتعال انگیزیوں کے نتیجے میں بے دردی سے ڈنڈے مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا اور انکی شہادت کی ویڈیو کو فخریہ کارنامے کے طور پر سوشل میڈیا پر نشر کر دیا گیا تھا۔ محترم والد صاحب نے اس اندوہناک نظارے کی ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر لی کیونکہ شام کو کچھ علماء کا وفد ان سے ملنے آ رہا تھا اور وہ ان کو دکھانا چاہتے تھے کہ ما انا علیہ و اصحابی کی سچی تصویر منہ زبانی دعوؤں سے نہیں بنتی۔ بلکہ وہ تو ہر بلال، امیہ بن خلف کے پتھروں اور ابوجہل کے نیزوں کے ظلم سہہ کر اپنے خون سے پینٹ کرتا ہے۔ وفد میں دے بے سو گاؤں کے امام معلم شافعی احمد بھی شامل تھے وہ تو اس ظالمانہ فلم کی چند سیکنڈ کی جھلک دیکھ کر ہی جس میں حملہ آور احمدی خادم کو ڈنڈوں سے مار بھی رہے تھے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے بھی لگا رہے تھے۔ بڑے زور سے دہرانے لگ گئے، او لیس ھذا فعل الیھود والنصاریٰ او لیس ھذا فعل الیھود والنصاریٰ ۔۔۔ یہیں پر انہوں نے نہ صرف اپنی بیعت کا اعلان کیا بلکہ بعد میں ان کی تبلیغ سے اللہ کے فضل سے ان کے سارے گاؤں نے بھی بیعت کر لی۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞



مکرم شریف خالد صاحب کے شعری مجموعہ ''اس ڈھب سے'' پر تبصرہ



عبدالباسط طارق ۔ جرمنی

خاکسار ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۸۲ کو بطور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی میں وارد ہوا اور مسجد نور میں مکرم منصور احمد خان صاحب کے ساتھ بطور ڈپٹی امام کے کام کا آغاز کیا مکرم داؤد احمد ناصر وہ پہلے احمدی تھے جن سے مسجد نور کے صحن میں ملاقات ہوئی اور جن کا تعلق جماعت ڈیسٹن باغ سے تھا اور ڈیسٹن باغ وہ پہلی جماعت تھی جس کا خاکسار نے نومبر ۱۹۸۲ میں تربیتی دورہ کیا مکرم خان صاحب کے ساتھ خاکسار کا پہلا تعارف مکرم شریف خالد صاحب کے ساتھ ہوا جو اس وقت ڈیسٹن باغ جماعت کے صدر جرمنی آنے سے پہلے ربوہ میں قیام کے دوران مکرم صفی اللہ ملک جو ڈاکٹر عطاء اللہ ملک کے بیٹے تھے سے خاکسار کی بہت دوستی تھی غالباً ۱۹۸۱ کے جلسہ سالانہ کے دوران ملک صفی اللہ صاحب نے مجھے اشارہ سے بتایا کہ وہ آدمی جو کھڑا ہے وہ جرمنی کے شریف خالد صاحب ہیں اس وقت شریف خالد صاحب کی طرف میری پیٹھ تھی مجھے شوق پیدا ہوا کہ ان سے جا کر تعارف حاصل کریں اور جرمن زبان میں بات کریں خاکسار کو جرمن زبان بولنے کا بڑا شوق تھا جون ۱۹۸۰ میں خاکسار نے اسلام آباد یونیورسٹی کے ادارے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ماڈرن لینگوجز سے جرمن لٹریچر میں ایم اے کیا اس کے بعد خاکسار قریباً اڑھائی سال خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکریٹری کے دفتر میں کام کرتا رہا ۱۹۸۱ کے جلسہ سالانہ پر خاکسار کا تعارف مکرم ہدایت اللہ ھیوبش مکرم عبداللہ واگس ہاوزر اور ان کے والد صاحب سے ہوا اور ان سے خوب جرمن بولنے کا موقعہ ملا اس جلسہ پر مکرم نسیم مہدی مرحوم نے خاکسار کو از راہ تفنن کہا کہ تم اتنی اعلیٰ جرمن چوڑ کانے کے ٹانگے والوں سے بولنے کیلئے سیکھی ہے ستم ظریفی یہ تھی کہ ایم اے جرمن لٹریچر کرنے کے بعد خاکسار کی پہلی تقرری چھوڑ کانے میں ہوئی جو شیخوپورے کے قریب ایک قصبہ تھا اب اس کا نام صادق آباد ہے۔ خاکسار شاعر نہیں ہے نہ ہمارے خاندان میں کوئی شاعر ہوا ہے سوائے برمنگھم کے آدم چغتائی صاحب مرحوم کے جو رشتے ہیں میرے ماموں تھے۔ خاکسار نے ۱۹۷۱ میں جامعہ میں تعلیم کے دوران ایک نظم واجبات جامعہ لکھی تھی جو خاکسار نے ایک پکنک کے موقعہ پر ترنم سے پڑھی یہ نظم گویا جامعہ کے ہر طالب علم کے دل کی آواز تھی جس پر خاکسار کو خوب داد ملی اور۔ جامعہ کے اساتذہ اور پرنسپل مکرم میر داؤد احمد صاحب مرحوم بہت محظوظ ہوئے سنا ہے میری یہ نظم نصف صدی گزرنے کے بعد آج بھی جامعہ۔ کے طلباء میں مقبول ہے اور بعض مواقع پر پڑھی جاتی ہے مکرم شریف خالد صاحب سے مل کر خاکسار کا پہلا تاثر یہ تھا کہ دبلے اور چھریرے جسم اور لمبے قد والے رشین ٹوپی قراقلی کی اور کیمل کلر کے اور کوٹ میں لپٹے ہوئے شریف خالد نہایت باوقار تحمل مزاج شخصیت ہیں طبیعت میں ٹھہراؤ اور لہجے میں آہستگی اور نرمی ہے مسکراتے بھی ہیں اور بعض ناخوشگوار باتوں پر سوچ میں ڈوبے ہوئے بھی دیکھا خاکسار حیران ہوا کہ ایک واقعہ جو ۲۵ سال پرانا تھا اس کے ذکر کرنے پر شریف خالد صاحب کی آواز غم سے رندھ گئی اس دن مجھے معلوم ہوا کہ شریف خالد صاحب ایک بہت ہی حساس اور نازک دل کے مالک ہیں اور یہی ایک سچے شاعر کی صفات ہیں شریف خالد صاحب کی بہت میل ملاقات اور سالہا سال کے تعارف کے باوجود ان کی باوقار اور نیکی اور اخلاص سے بھری ہوئی شخصیت کو دریافت کرنے میں مجھے چالیس سال لگے بطور نائب امیر نیشنل سیکرٹری جائیداد اور دوسرے جماعتی عہدوں اور خدمات کو دیکھتے ہوئے خاکسار کو بطور مربی سلسلہ ان کے لئے دل میں احترام اور محبت کے جذبات تو تھے ہی لیکن ۲۰ سال کے بعد معلوم ہوا کہ اس شریف خالد کے اندر ایک شاعر شریف خالد چھپا ہوا ہے خاکسار جب اکتوبر ۱۹۸۲ کو جرمنی آیا تو سارے جرمنی میں صرف چار صد احمدی تھے اور شعر وشاعری مشاعرے یا شاعر مترنم وغیرہ کا کوئی تصور نہیں تھا خاکسار کو بچپن سے شعر و ادب سے فطری طور پر لگاؤ رہا ہے لاہور میں بی اے تک تعلیم کے دوران

بی اینڈ آرسینئر وائی ایم سی ہال اور دوسرے کلچر سینٹروں میں خاکسار نے مشاعرے سنے چنانچہ ان مشاعروں میں خاکسار نے مندرجہ ذیل شعراء کے سامنے بیٹھ کر ان کے اشعار سنے مکرم احمد فراز، احمد ندیم قاسمی، ناصر کاظمی منیر نیازی، قتیل شفائی حفیظ جالندھری، احسان دانش اور کلیم عثمانی شعراء کا کلام سنا مجھے یاد ہے ایک مشاعرے سے فارغ ہو کر خاکسار رات کو تین بجے گھر آیا تھا خاکسار کو ان سب شعراء کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے جنہیں خاکسار موقع کی مناسبت سے پڑھ کر داد وصول کرتا رہا لیکن اب ۷۵ سال کی عمر میں بھول گئے ہیں۔

یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش نگار طاق نسیاں ہوگئیں

مکرم شریف خالد صاحب کے شعری مجموعے اس ڈھب سے خاکسار نے کچھ اشعار چنے ہیں اوران پر تبصرہ کیا ہے۔پچھلے دس سالوں سے خاکسار برلن سے شفٹ ہو کر پہلے گنز ہائم اور پھر گردس گیراؤ میں رہائش پزیر ہوا۔اس د وران فرانکفر ٹ میں ہونے والے مشاعروں میں شرکت کی دعوت خاکسار کو ملتی رہی اور خاکسار

نے ان مشاعروں میں بہت سے اچھا شعر کہنے والوں کو دریافت کیا اور متعارف ہوا ان میں ایک مکرم شریف خالد صاحب تھے ان کا ایک شعر ہے

وہ جو شب کے ہیں پجاری کوئی ان سے پوچھے
کب دین کی آبیاری تلوار سے ہوئی ہے

قتل مرتد دہشت گردی اور خودکش حملوں کی تاریکی پھیلانے والے ملاؤں سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اشاعت دین کے لئے تلوار کا جبر ضروری ہے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس زمانہ میں جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا اور پرامن ماحول میں دلائل کی جنگ کا آغاز کیا اور قرآنی آیت ھاتو ابرھانکم کی روشنی میں سیف کا کام قلم سے کر دکھایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غریب پروری کے حسین واقعہ کو یوں شعر میں ڈھالا ہے۔

آپ خود چل کر گئے میاں نظام الدین کے پاس ایک ہی برتن میں پھر سے کھانے لگے یاران خاص پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے طاقت

کے نشے میں احمدیت کو ختم کرنے کیلئے انہیں غیر مسلم قرار دیا لیکن اس قادر وتوانا خدا نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا اور خدا نے بتا دیا کہ احمدیت کا پودا میرے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔اس واقعہ کو یوں شعر میں ڈھالا۔۔کس نے اُلٹا تختہ اس کا کس نے دار پہ کھینچ دیا۔عشق نے اپنا نعرہ مارا عجز نے اپنا کام کیا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں الہام ''وہ بادشاہ آیا'' اس کو شعر میں اس طرح ڈھالا کہ قاری کو نصیحت بھی کر دی کہ حقیقی بادشاہت کا مستحق وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے در کا گدا ہو اور اسی سے مانگتا رہے۔

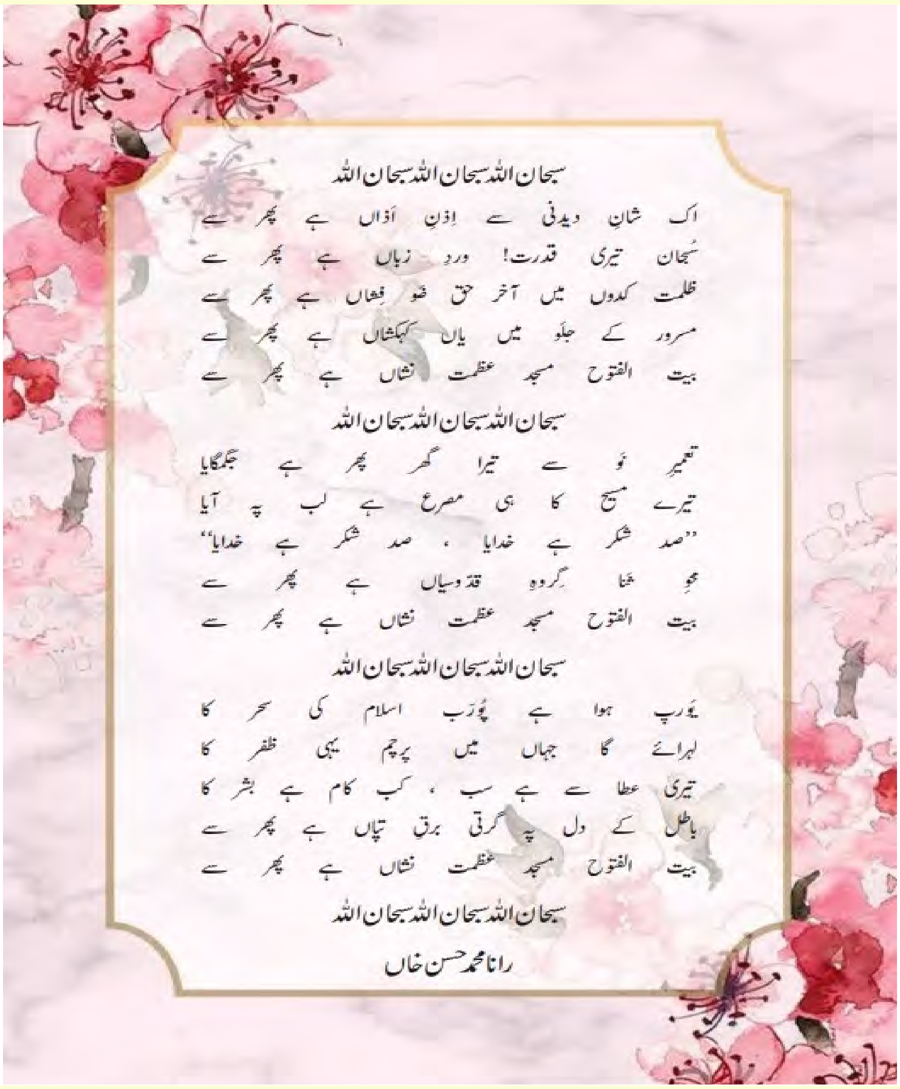
آپ ہیں اور رہیں اس کے در کے گدا
لوگ کہتے رہیں بادشاہ آپ کو

انسان چونکہ کمزور ہے اس لئے کسی مشکل کے وقت وہ خدا کو چھوڑ کر کسی افسر کسی امیر رشتہ دار یا کسی بااثر آدمی کا سہارا ڈھونڈتا ہے لیکن مخلص اور خالص توحید پر ایمان رکھنے والے کو تو خود خدا اپنا آپ دکھا کر نشانوں کے ذریعہ توحید کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کے خیالات میں چھپے سارے بت ٹوٹ جاتے ہیں خیالوں میں خیال آتا ہے جب بھی بت پرستی کا خدا خود توڑ دیتا ہے نیا جو بت بناتا ہوں پھر شریف خالد صاحب اپنے وطن عزیز کی اخلاقی گراوٹ اور وہاں کے حالات کو اس طرح اشعار میں ڈھالا ہے اب ڈھونڈیں تو لگتا ہے وہاں حیوان تو ہیں انسان نہیں یا وقت ہے یہ انسان کو خود انسان کی بھی پہچان نہیں مکرم شریف خالد صاحب نے اپنے پیارے دوستوں کی وفات پر شعروں میں اپنے غم کا اظہار کر کے دوستی کا حق پورا کیا ہے مکرم ثاقب زیروی مرحوم کے بارے میں لکھتے ہیں بچپن میں جوانی میں بڑھاپے میں بھی دیکھا ثاقب کی طرح عشق میں کامل ہیں کہاں اور اس کی آواز ونغمگی خوشبو جیسے منہ میں گلاب ہوتا ہے مبلغ انچارج جرمنی مکرم مسعود جہلمی صاحب مرحوم جو مکرم شریف خالد صاحب کے عزیزوں میں تھے ان کی یاد کو اس طرح شعر میں ڈھالا ہے

بہت تڑپائے گی ہم کو تری جب یاد آئے گی
اکیلا میں نہیں کچھ اور بھی غم خوار رہتے ہیں

(مکرم اسماعیل خالد مرحوم کی یاد میں جو چوہدری صاحب کے اچھے دوست





سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

اک شانِ دیدنی سے اِذنِ اَذاں ہے پھر سے
سُبحان تیری قدرت! وردِ زباں ہے پھر سے
ظلمت کدوں میں آخر حق ضو فشاں ہے پھر سے
مسرور کے جلو میں یاں کہکشاں ہے پھر سے
بیت الفتوح مسجد عظمت نشاں ہے پھر سے

سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

تعمیرِ نو سے تیرا گھر پھر ہے جگمگایا
تیرے مسیح کا ہی مصرع ہے لب پہ آیا
''صد شکر ہے خدایا ، صد شکر ہے خدایا''
محوِ ثنا گروہِ قدوسیاں ہے پھر سے
بیت الفتوح مسجد عظمت نشاں ہے پھر سے

سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

یوُرپ ہوا ہے پوُرب اسلام کی سحر کا
لہرائے گا جہاں میں پرچم یہی ظفر کا
تیری عطا سے ہے سب ، کب کام ہے بشر کا
باطل کے دل پہ گرتی برقِ تپاں ہے پھر سے
بیت الفتوح مسجد عظمت نشاں ہے پھر سے

سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ

رانا محمد حسن خاں

تھے)

جو بچپن میں چھیڑا تھا دونوں نے نغمہ
وہ تنہا میں اب کیسے گایا کروں گا
قرار آئے گا کیسے خالد کے دل کو
میں چھپ چھپ کے آنسو بہایا کروں گا

مکرم شریف خالد صاحب کا پنجابی زبان میں کلام دل کی تاروں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے ان کی مشہور نظم ماں جب ایک مشاعرہ میں انہوں نے پڑھی تو شرکاء محفل میں سے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوا پنی والدہ مرحومہ کے بارہ میں ان کی نظم جو پنجابی زبان میں ہے اس کے چند اشعار لکھ کر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں

سچ ہے ماواں ٹھنڈیاں چھاواں
اپنے وی حصے دی کھوا کے نیانیاں نو
بھکیاں ای صبر نال سو رہی ماں
بچے دی بیماری نال ساری رات جاگ کے
مجھاں دا وی دودھ صبح چو رہی اے ماں
کپڑے نہ گندے ہوں روکدی سی روز مینوں
اَج اُسے مٹی وچ سو رہی اے ماں۔

مکرم چوہدری شریف خالد صاحب میرے بہت ہی پیارے دوست ہیں ہماری دوستی۔کو ۴۱ سال ہو چلے ہیں میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کو صحت والی فعّال زندگی۔عطا فرمائے اور ہم چوہدری صاحب کی شاعری سے یونہی لطف اندوز ہوتے رہیں آمین۔



تبصرہ۔ رونمائی کتاب کاٹھگڑھ کی تاریخ

امام عطاء المجیب راشد صاحب



جب سے یہ مجلس شروع ہوئی ہے۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا مجھے بھی کچھ کہنا ہوگا اور کیا کہنا ہوگا؟ تو ابھی ڈیڑھ منٹ ہوا ہے کہ میرے کان میں رانا صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے بھی کچھ کہنا ہے۔ تو فی البدی تقریروں کی مجھے عادت تو ہے۔ کالج کے زمانہ میں، سکول کے زمانے سے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق یہاں بھی جاری ہے۔ تو آج کی اس بابرکت مجلس میں شامل ہو کر مجھے ایک تو یہ احساس ہو رہا ہے۔ کہ میں کسی جائز وجہ سے یا کسی مجبوری سے یہاں نہ آسکتا تو بعد میں اس کی رپورٹ پڑھتا تو مجھے یقیناً بہت افسوس ہوتا۔ کہ میں کیوں نہ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگرچہ یہ مجلس بہت بڑی مجلس نہیں۔ لیکن جس توجہ سے اور جس ذوق وشوق سے عوام اس میں شامل ہونے کیلئے آئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ رانا عبدالرزاق صاحب کے بارہ میں جتنی بھی باتیں بیان ہوئی ہیں میرا خیال ہے کہ اس کا بہت تھوڑا حصہ ہی اس سے پہلے ہر کوئی جانتا تھا۔ ان کی خدمات تو سب نے دیکھیں اور ان کی کتابیں بھی سب نے دیکھیں لیکن ایک بات جو میں نے دیکھی جس کا میں نے مختصر تعارف میں ذکر کیا ہے۔ جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے وہ کاٹھگڑھ کی تاریخ ہے۔ اس کا تعارف کتاب کے وجود میں آنے سے پہلے ہی میں نے لکھا تو بعد میں اس کی پوری تصدیق ہوئی، اس میں میں نے لکھا تھا کہ اس طرح کی تاریخ لکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ خاص طور پر ایسا خطہ جس کی تاریخ بکھری ہوئی ہو، مستند نہ ہو، مستند طور پر محفوظ نہ کی گئی ہو اور زمانہ بھی گزر چکا ہو، بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ان کی وہ کتاب دیکھ کر کل رات میں پڑھنے لگا تو تقریباً دو اڑھائی گھنٹے لگ گئے کتاب تو نہ ختم ہوئی لیکن وقت ختم ہو گیا۔

اتنی اچھی کتاب ہے۔ لیکن بہت ہی عمدہ اور معلوماتی کتاب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاٹھ گڑھ سے کوئی تعلق رکھنے والے بہت کم لوگ ہونگے جن کا



ذکر اس کتاب میں نہیں آیا بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کو بڑی عمدگی کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا۔ تو جب رانا صاحب نے اپنی اس کتاب کا ارادہ کیا تو میرے ساتھ ان کی لمبے عرصے سے ملاقات ہے۔ آتے جاتے رہتے ہیں۔ بیٹھے رہتے ہیں اور بڑی اچھی مجلس ہوتی ہے۔ تو جب انہوں نے ذکر کیا کہ میں یہ تاریخ لکھنے لگا ہوں تو خیر تاریخ کے بارے میں مجھے سچی بات ہے کہ بڑی حیرت ہوئی کہ رانا صاحب ایک ایسے زمانے کی تاریخ کیسے لکھ دیں گے جس میں غالباً وہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے وہاں سے جب انہوں نے بات شروع کی تو باتیں کھلتی گئیں، کھلتی گئیں، میں نے ایک دو باتیں ان کو بتائیں بھی۔ کیونکہ یہ علاقہ ہے خوشاب کا علاقہ جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور کاٹھگڑھ کے خاندان کا بہت نسبتوں سے۔۔

بہت سے مبلغین کاٹھگڑھ کے علاقہ کے تھے، چوہدری عبدالکریم صاحب اس میں بہت معروف تھے۔ خیر میرے والد صاحب کے ساتھ بڑے قریبی تعلقات تھے۔ خدام الاحمدیہ کے زمانہ میں جب میں صدر تھا۔ تو مختلف جماعتوں میں جانے کا موقع ملتا تھا۔ ایک وقت میں تھوڑی دیر کے لئے مجھے وہاں بھی جانے کا موقع ملا۔ ابھی تک جو چیز میرے ذہن پر نقش ہے۔ وہ ایک چھوٹا سا تاثر ہے۔ جو میں آپ سے بھی شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر جو رہائشی مکانات تھے۔ مکانات تھے۔ چھوٹے چھوٹے ہی تھے۔ لیکن اچھے تھے۔ ان کی طرف جا رہے تھے تو ایک بڑے لمبے قد کے بزرگ تھے اور انہوں نے اپنے لمبے قد سے بھی زیادہ لمبی لاٹھی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ ان کا نام تھا چوہدری عبدالحمید خاں صاحب۔ جو کہ بڑے بڑے قدم لیتے ہوئے میری

طرف ہی آ رہے تھے کسی نے بتایا تھا کہ مرکز سے نمائندے آ رہے ہیں۔تو وہ بڑی جلدی سے نکل کر اپنے اسی دستار کے ساتھ لٹھ کے ساتھ جس طرح ایک بہت بڑا پہلوان آتا ہے۔بڑے بڑے قدم لیتے ہوئے۔بڑی جلدی سے آئے۔تو بڑی عمدہ ان سے ملاقات ہوئی۔تھوڑی دیر کیلئے ملے۔کیونکہ میں نے آگے جانا تھا لیکن ایک یادگار ہے۔اور آج پتا نہیں کتنے سال ہو چکے ہیں اور میں آج اس یاد کو تازہ کر رہا ہوں اور بڑی خوشی ہوتی ہے۔(وہ رانا صاحب کے دادا تھے)

تو ذکر کر رہا تھا کہ جب رانا صاحب نے کتاب کا ارادہ کیا تو میں نے تو میں نے مشکلات کا بھی اشارے کے طور پر ذکر کیا اور کچھ احتیاطوں کا بھی انہیں بتایا کہ بات وہ لکھیں جو بڑی مستند ہو۔یہ نہ ہو کہ بعد میں اس کی تصحیح کرنی پڑے اور پھر آپ کا بھی نام آئے گا اور بتانے والوں کا بھی نام لگے گا۔تو یہ احتیاطیں چند ایک میں نے ان سے ذکر کیں۔تو کل رات مجھے کتاب پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی۔



بہت خوشی اس لئے ہوئی کہ کافی حد تک پوری احتیاط کے ساتھ کتاب لکھی گئی ہے۔اور لکھنے والوں کے نام اس رنگ میں بیان ہوئے ہیں کہ وہ ان کی روایات کا ثقہ ہونا اور مستند ہونا ظاہر ہوتا ہے۔بہر حال لمبی بات ہے۔کتاب پڑھنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ اس جگہ یعنی کاٹھگڑھ سے تعلق رکھنے والے بہت سارے لوگ ہیں جو ماشاءاللہ انگلستان میں بستے ہیں رانا صاحب نے ایک ایک کر کے ایسی جستجو کی کہ سب کہ نام آ گئے اور سب کی روایات آ گئیں سب کی باتیں آ گئیں تو بہت خوشی ہوئی کہ ایک بکھری ہوئی تاریخ کے اوراق کو آپ نے بڑی محنت سے، لگن سے اکٹھا کیا اور دنیا کے آگے پیش کیا۔

میں نے اس کے ابتدائیے میں یہ بات بھی لکھی تھی کہ رانا صاحب کی ایک تو خوبی یہ ہے کہ بڑے سے بڑے کام میں ہاتھ ڈال لیتے ہیں۔یہ نہیں دیکھتے کہ



یہ مشکل ہوگا۔بہت ذہین ہیں اس لئے جو کام کرنا چاہتے ہیں وہ شروع کرتے ہیں اور اس کو آگے لے جاتے ہیں اور پھر یہ ہے کہ مستقل مزاجی سے کام کرتے ہیں عام طور پر دیکھیں کہ ایک صفحہ کا مضمون بھی لکھنا ہو تو ایک قسط میں لکھنا کسی کسی کا کام ہے۔ہمیشہ چند فقرے لکھ کر قلم رکھ دیا جاتا ہے۔تو رانا صاحب کا قلم اللہ تعالیٰ کے فضل سے سالہا سال چلتا رہا۔بائیس سال تک یہ اس کام میں لگے رہے۔تو یہ ان کی مستقل مزاجی ہے اور یہی بات میں نے ان کے تعارف میں لکھی تھی کہ رانا صاحب ایک تو مشکل کام کو ہاتھ ڈال لیتے ہیں اور دوسرا اس کام کو چھوڑتے نہیں جب تک اس کو مکمل نہ کر لیں۔تو جب میں کتاب پڑھ رہا تھا تو میں نے کہا کہ جو میں نے بات لکھی تھی بالکل ٹھیک ثابت ہوئی۔کہ بڑی مشکل کو انہوں نے ہاتھ میں لیا اور پھر لکھتے گئے اور اتنی بڑی کتاب، بڑی خوبصورت اور بڑی مستند اور بڑی پُر لطف کتاب لکھ دی جس سے بڑی یادیں تازہ ہوتی ہیں کہ میں نے ایک تہائی رات کو پڑھ لی تھی دو گھنٹے میں۔باقی انشاء اللہ بعد میں پڑھوں گا۔



اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے اصل میں تو یہ ان کی کاوشوں اور محنتوں کو سراہنے کیلئے یہ مجلس منعقد کی گئی ہے اور جو اکیڈمی کی طرف سے ان کے لئے ایوارڈ ہوگا وہ پیش کیا جائے گا۔تو اللہ تعالیٰ کرے کہ رانا صاحب کی یہ جو خوبیاں ہیں یہ قائم و دائم رہیں اور اسی طرح وہ آگے بڑھتے چلے جائیں ہر طرف اب ان کا قلم چلتا ہے۔ان کے پاؤں چلتے ہیں۔ان کا ذہن چلتا ہے۔اور ماشاء اللہ بڑی مستند تحریرات ان کے قلم سے نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ بہت برکت دے اور ان کی صحتوں میں بھی برکت ڈالے۔آمین۔



حقائق کی کہانی۔تصویر کی زبانی

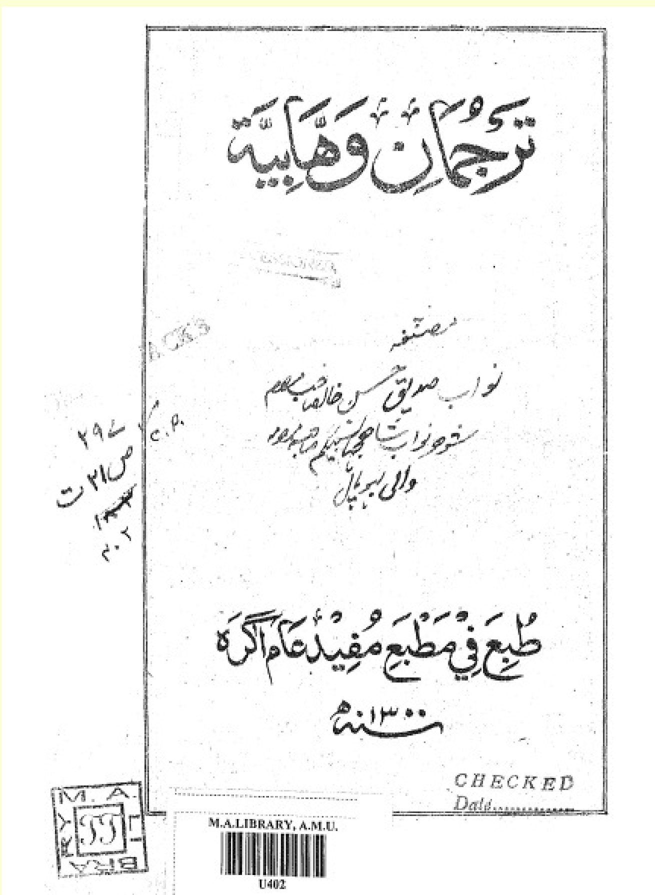
مرتبہ۔ذوالکفل بھٹی

ترجمان وہابیہ

یہ اہل حدیث کے چوٹی کے عالم دین کی کتاب ہے جوانہوں انگریزی سرکار کے عہد میں اہل حدیث کے انگریزی سرکار کے وفادار ہونے اور 1857 سے نفرت کے اظہار کے لئےلکھی۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کا یہ رسالہ ان لوگوں کے جھوٹ پر طمانچہ ہے جو اہل حدیث کو انگریز کا دشمن اور جہاد کا علمبردار سمجھتا ہے

* انگریز کے دلی خیر خواہ
* جانی، مالی اعانت برائے سرکار انگریزی
* کوئی بدخواہ ہے،ہی نہیں سرکار کا
* ہم نے انگریز کی مصر پر فتح کا جشن منایا



ترجمان وہابیہ

مصنفہ

نواب صدیق حسن خان صاحب سلمہ

شوہر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ

والی بھوپال

طبع فی مطبع مفید عام آگرہ

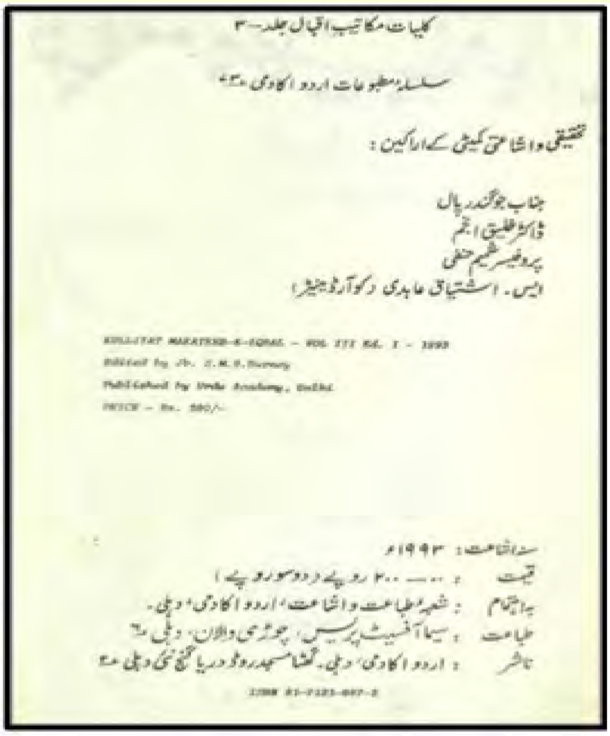
سنہ ۱۳۰۰ھ



۶

کل کے روز لارڈ نارتھ بروک نے بمقام لورپول بڑی خوشی سے تقریر ذیل کو بیان کر کے ظاہر کیا کہ ۔

ہندوستان کے عامۂ مسلمانون نے جو دلی خیر خواہی نسبت انگریزی سرکار کے بمقدمۂ جنگ مصر ظاہر کی ہے یہہ بڑی دلیل ہے کہ کل مسلمان ہند دلی خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کے ہین ۔ اب اس سے زیادہ کسکی گواہی ہوگی اس بات پر کہ ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ اونکو کوئی دشمن اونکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو یہ ہی یون ہی اسلیئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت مالی وجانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اوسکے جواب مین جناب لارڈ رپن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اپنجانب ظاہر فرمایا اسیطرح دیگر ریاست ہاے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سبکو خوشی حاصل ہوئی الحاصل یہہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالیہ برٹش کو یہہ بات معلوم ہوجاوے کہ مسلمانان ریاستہاے ہند ورعایاے ہند مین کوئی بدخواہ اس دولت عظمٰی کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاست وغیرہ پر دشمن انکے تہمت وہابیت کی لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا کسطرح پر ہے اور غدر بار اہل اسلام بلکہ بعض امرا و سلاطین جنکی نسبت ایسی مخبری غلط پیشتر کبھی ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یاسرون نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلیئے کہ اونہون نے بعض رسوم فتنہ انگیز کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرادیا تھا جیسے تعزیہ سازی پیر پرستی گور پرستی وغیرہ لکن زمانۂ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیر خواہ سرکار انگریزی



کلیات مکاتیب اقبال جلد — ۳

سلسلۂ مطبوعات اردو اکادمی ۳۰ء

تحقیقی و اشاعتی کمیٹی کے اراکین :

جناب جوگندر پال
ڈاکٹر خلیق انجم
پروفیسر شمیم حنفی
ایس۔ اشتیاق عابدی (رو آرڈینیٹر)

KULLIYAT MAKATEEB-E-IQBAL – VOL III Ed. I – 1993
Edited by Dr. S.M.H.Burney
Published by Urdu Academy, Delhi
PRICE – Rs. 200/-

سنِ اشاعت : ۱۹۹۳ء
قیمت : ۲۰۰.۰۰ روپے (دو سو روپے)
باہتمام : شعبۂ طباعت و اشاعت، اردو اکادمی، دہلی۔
طباعت : سیما آفسیٹ پریس، چوڑی والان، دہلی ۶
ناشر : اردو اکادمی، دہلی۔ گھٹا مسجد روڈ دریا گنج نئی دہلی ۲

ISBN [illegible]

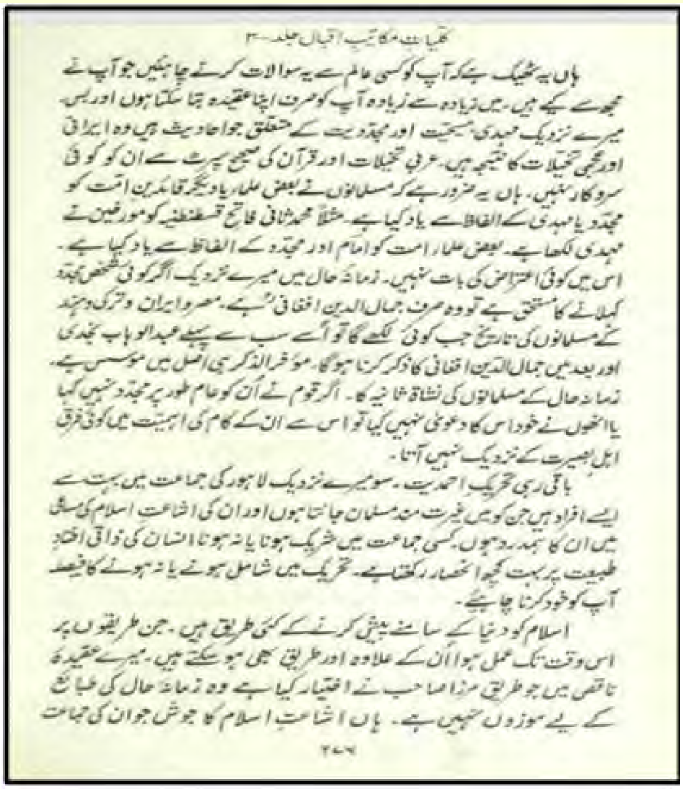


ڈاکٹر علامہ اقبال کے نزدیک مہدی، مسیح و مجددین اُمت کا مقام

حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد یا مسیح علیہ السلام کی آمد یا مجددین امت کی آمد سب عجمی یا ایرانی تخیلات ہیں یعنی اکاذیب ہیں

آمد امام مہدی یا نزول عیسیٰ علیہ السلام کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

احمدیت کی لاہور کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہیں جو غیرت مند مسلمان ہیں



کلیات مکاتیب اقبال جلد — ۳

ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ کو کسی عالم سے یہ سوالات کرنے چاہئیں جو آپ نے مجھ سے کیے ہیں۔ میں زیادہ سے زیادہ آپ کو صرف اپنا عقیدہ بتا سکتا ہوں اور بس۔ میرے نزدیک مہدی، مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح سپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں نے بعض علماء یا دیگر قائدینِ امت کو مجدد یا مہدی کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ مثلاً محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کو مورخین نے مہدی لکھا ہے۔ بعض علماء امت کو امام اور مجدد کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ زمانۂ حال میں میرے نزدیک اگر کوئی شخص مجدد کہلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف جمال الدین افغانی ہے۔ مصر و ایران و ترکی و ہند کے مسلمانوں کی تاریخ جب کوئی لکھے گا تو اسے سب سے پہلے عبدالوہاب نجدی اور بعد میں جمال الدین افغانی کا ذکر کرنا ہوگا۔ موخر الذکر ہی اصل میں موسس ہے زمانۂ حال کے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا۔ اگر قوم نے اُن کو عام طور پر مجدد نہیں کہا یا انھوں نے خود اس کا دعویٰ نہیں کیا تو اس سے ان کے کام کی اہمیت میں کوئی فرق اہلِ بصیرت کے نزدیک نہیں آتا۔

باقی رہی تحریکِ احمدیت۔ سو میرے نزدیک لاہور کی جماعت میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو میں غیرت مند مسلمان جانتا ہوں اور ان کی اشاعتِ اسلام کی مساعی میں ان کا ہمدرد ہوں۔ کسی جماعت میں شریک ہونا یا نہ ہونا انسان کی ذاتی افتادِ طبیعت پر بہت کچھ انحصار رکھتا ہے۔ تحریک میں شامل ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ آپ کو خود کرنا چاہیے۔

اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے کئی طریق ہیں۔ جن طریقوں پر اس وقت تک عمل ہوا اُن کے علاوہ اور طریق بھی ہو سکتے ہیں۔ میرے عقیدہ ناقص میں جو طریق مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے وہ زمانۂ حال کی طبائع کے لیے موزوں نہیں ہے۔ ہاں اشاعتِ اسلام کا جوش جو ان کی جماعت

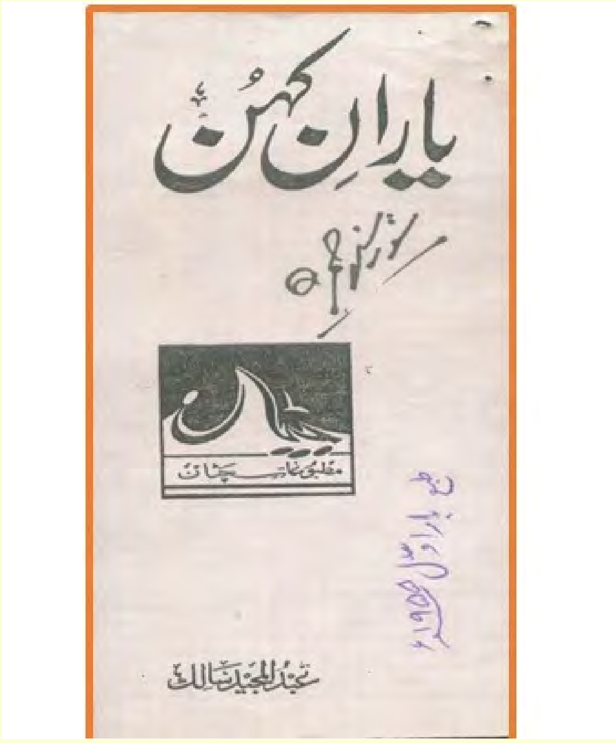
۲۸۷



۴۱

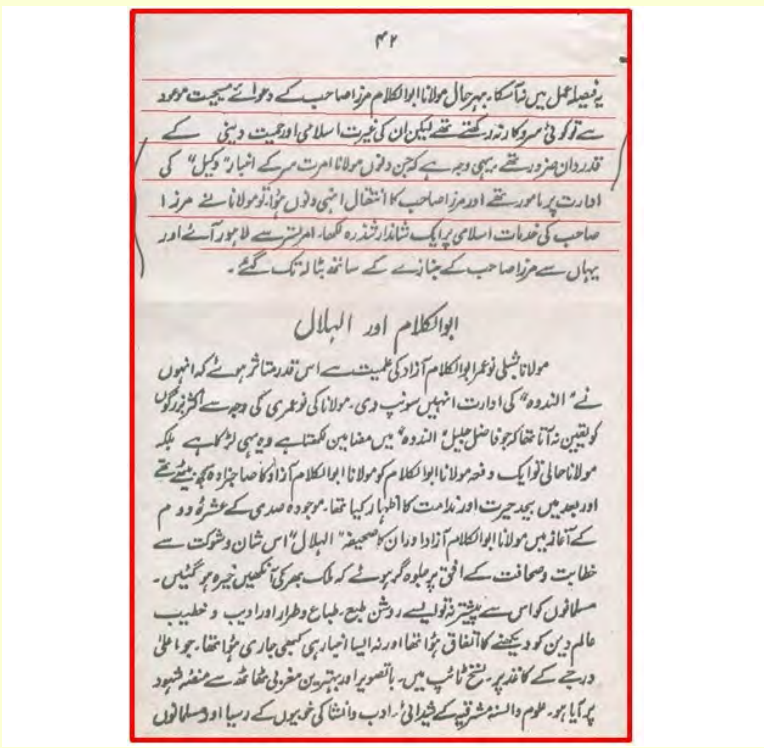
مولانا ابوالکلام آزاد

جس زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد بھی بے ریش و بروت انسان تھے اور فطری کے باوجود علم و فضل اور لسانی و طراری کے اعتبار سے اپنے ہمسروں اور ہمعصروں سے کوسوں آگے تھے۔ بمبئی میں آغا حشر، ابو نصر آہ۔ اور نظیر حسن سخا کے ساتھ عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کیا کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے ایک ماہانہ رسالہ "بلاغ" بھی نکالتے تھے۔ مناظروں کے سلسلے میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض ایسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا جن میں عیسائیوں اور آریوں کے مقابلے میں اسلام کی حمایت کی گئی تھی۔ یاروں کا یہ مجمع ایک دفعہ تو فیصلہ ہی کر چکا تھا کہ پنجاب جائیں اور مرزا صاحب سے ملیں۔ لیکن اتفاقات زمانہ کی وجہ سے



مولانا ابوالکلام آزاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر میں شذرہ لکھا اور لاہور سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ عبدالمجید سالک



۴۲

یہ فیصلہ عمل میں نہ آسکا۔ بہرحال مولانا ابوالکلام مرزا صاحب کے دعوائے مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا۔ تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔

ابوالکلام اور الہلال

مولانا شبلی نو عمر ابوالکلام آزاد کی علمیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے "الندوہ" کی ادارت انہیں سونپ دی۔ مولانا کی نو عمری کی وجہ سے اکثر بزرگوں کو یقین نہ آتا تھا کہ جو فاضل جلیل "الندوہ" میں مضامین لکھتا ہے وہ یہی لڑکا ہے بلکہ مولانا حالی تو ایک دفعہ مولانا ابوالکلام کو مولانا ابوالکلام آزاد کا صاحبزادہ سمجھ بیٹھے تھے اور بعد میں بیحد حیرت اور ندامت کا اظہار کیا تھا۔ موجودہ صدی کے عشرۂ دوم کے آغاز میں مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کا صحیفہ "الہلال" اس شان و شوکت سے خطابت و صحافت کے افق پر جلوہ گر ہوئے کہ ملک بھر کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ مسلمانوں کو اس سے پیشتر نہ تو ایسے روشن طبع، طباع و طرار اور ادیب و خطیب عالم دین کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور نہ ایسا اخبار ہی کبھی جاری ہوا تھا۔ جو اعلیٰ درجے کے کاغذ پر۔ نسخ ٹائپ میں۔ باتصویر اور بہترین مغربی ٹھاٹھ سے منصۂ شہود پر آیا ہو۔ علوم و السنۂ شرقیہ کے شیدائی، ادب و انشا کی خوبیوں کے رسیا اور مسلمانوں

آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے



مکرم امام Bidiga Bouriema صاحب



مکرم Ag Manie Alhassane صاحب



مکرم Ag Ibrahim Souley صاحب



مکرم Abdouramane Hamidou Ag صاحب



مکرم Ag Maliel Ousseni صاحب



مکرم Ag Soudeye Ousmane صاحب



مکرم Ag Abdramane Agouma صاحب



مکرم Ag Maguel Asgali صاحب



مکرم Ag Idrahi Moussa صاحب

مؤرخہ 11 جنوری 2023ء کو برکینا فاسو کے گاؤں مہدی آباد کی احمدیہ مسجد میں جامِ شہادت نوش کرنے والے نو عشق و وفا کے پیکر





رانا عبدالرزاق خان مدیر رسالہ سہ ماہی قندیل حق کے ساتھ ایک ادبی شام کی یادگار تصاویر